

رونا

ماہیت و واقعات

مرتب

پروفیسر ڈاکٹر میر حاتم

رونا

ماہیت وواقعات

مرتب

پروفیسر ڈاکٹر میر حاتم

نام کتاب: رونا: ماہیت وواقعات

ترتیب وتدوین: پروفیسر ڈاکٹر میر حاتم

اشاعتِ اول: اکتوبر 2020ء بمطابق صفر المظفر 1442ھ

پبلشرز: الاحمد انٹرپرائزز، پشاور پاکستان

عبدالمجید: 0345-9292470

کمپوزر: ایکسپرٹ گرافکس پشاور: 091-2592916

قیمت: 250

ملنے کا پتہ: 34 پروفیسر کالونی نزد زرعی یونیورسٹی پشاور

فون: 091-5845501، موبائل: 0313-9253606

ای میل: asimmuh@aup.edu.pk

asimmuh@yahoo.com

انتساب

عاجز وناچیز مرتب اس کتاب کا انتساب حضرت مولانا فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نام کر دیتا ہے جو ہمارے دادا پیر اور حضرت اشرف علی تھانویؒ کے خلیفۂ مجاز تھے۔ وہ زیادہ رونے کی وجہ سے حضرت تھانویؒ کے مجلس میں بکا کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا: ''یہ ہماری مجلس کی رونق ہے''۔ حضرت مولانا محمد اشرف سلیمانی نے فرمایا: ''نسبت کیا عجیب چیز ہے۔ شاید اس کا نام کیمیا ہے۔ نسبت ہی سے ہر چیز وقیع ہوتی ہے''۔ اے اللہ! اِس نسبت کو ہمارے لیے نجات کا ذریعہ بنا۔

فہرست

مقدمہ

رونا اصل میں دِل پر چوٹ لگنے کے ردِّ عمل کا اظہار ہے۔ چوٹ لگنے کے وجوہات مختلف ہو سکتے ہیں۔ مثلاً بے بسی، ناکامی، اندوہناک واقعات، پیاروں کا بچھڑ جانا، ندامت وغیرہ۔ جذبات و احساسات رونے کا لازمی جز ہیں جس سے طبی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ رونا بڑی دولت اور نعمت ہے۔ خوش نصیب ہے وہ جس کو میسر ہو۔ اللہ تعالیٰ رونے والوں کو پسند کرتا ہے اور قرآن مجید میں رونے والوں کی تعریف کی ہے۔ حضور ﷺ سے بہت سارے احادیث رونے کے فضیلت میں منقول ہیں۔ خود حضور ﷺ کثرت سے رونے والے تھے۔ اصحابِ رسول کے رونے کے واقعات تو احاطہ کرنے سے باہر ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کا دُنیا میں اُترنا ہی رونے کے ساتھ ہوا تھا اور پھر اِتنا روتے رہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمام دُنیا والوں کا رونا جمع کیا جائے تو آدم علیہ السلام کا رونا اُس سے بڑھ جائے۔ حضرت داوٗد اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کا زیادہ رونا تو عقل سے بالاتر ہے۔ مقرب فرشتے بھی اللہ کے خوف سے روتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے رونے کے واقعات کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔

جنّات کے رونے کے واقعات موجود ہیں۔ حضرت عمرؓ اور حضرت حسنینؓ پر جنّات کے رونے کے واقعات صحابہ کرام سے منقول ہیں۔ حیوانات و جمادات تک روئے ہیں اور روتے ہیں۔ اُونٹ کا حضور ﷺ کے پاس بڑبڑا کر آنا اور قدموں پر سر رکھنا، منبر بن جانے کے بعد کھجور کے تنے کا پھوٹ پھوٹ کر رونا اہم واقعات ہیں۔ پتھر کا اس خوف سے رونا کہ جہنم کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب ہے۔

اللہ تعالیٰ کو دو قطرے پسندیدہ ہیں۔ ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کی خوف سے تنہائی میں

بہہ جائے۔ دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتے گر جائے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے: جس آنکھ سے اللہ کے خوف سے آنسو نکل آئے خواہ مکھی کے سر کے برابر ہو اُس پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ ندامت کے آنسو خطاؤں اور گناہوں کو معاف کروا دیتی ہے۔ رونا دُعا کی قبولیت کی نشانی ہے۔

پیدائش کے وقت بچے کا سب سے پہلا عمل رونا ہوتا ہے اور بڑھاپے اور مرنے تک روتا رہتا ہے۔ بوڑھے بچے مرد عورت سب روتے ہیں۔ رونے سے انہیں تسکین اور درد سے آرام ملتا ہے۔ رونا دوسروں کا توجہ اور ہمدردی حاصل کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ روتا ہوا شخص بغیر کچھ کہے بہت کچھ کہہ دیتا ہے۔ رونا ہزار زبانوں سے زیادہ مؤثر ہے۔ جب زبان اپنی مدعا بیان کرنے میں ناکام ہو جاتی ہے تو آنسو ترجمان بن جاتے ہیں۔ رونا ایک ایسی زبان ہے جو دنیا میں ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ بناوٹی رونا اور مگرمچھ کے آنسو رونے کی تقدس و صداقت کو پامال کر دیتی ہے۔ عورتیں مردوں سے زیادہ روتی ہیں اور زیادہ جذباتی ہوتی ہیں۔ شعرا چونکہ حساس دِل رکھتے ہیں اس لیے ان کے کلام میں رونے کا ذکر بکثرت ملتا ہے۔

رونے کا تعلق جذبات و احساسات سے ہے۔ اس وجہ سے رونے کی طبی اثرات بھی لازم ہیں۔ رونے سے چند ایسے ہارمون خارج ہوتے ہیں جو ذہنی دباؤ، کرب، درد اور منفی اثرات کو کم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ رونا چونکہ دُھلائی بھی ہے اس لیے بہت سارے بیکٹیریا، فضول، مفسد اور نقصان دِہ مواد کو بدن سے خارج کر دیتی ہے جو ذیابیطس، بلڈ پریشر اور دوسرے بیماریوں کا سبب بنتی ہیں۔ رونا ایک صحتمند عمل ہے جس کے بعد انسان بہتر محسوس کرتا ہے۔ کم از کم دِل کا غبار اُتر جاتا ہے۔

کتاب لکھنے کا مطلب اور اِس سارے مواد کے جمع کرنے کے محنت کا مقصد یہ ہے کہ رونے کی متعلق رطب و یابس کو جمع کر کے ترتیب دی جائے تاکہ پڑھنے میں آسان اور اثر

کرنے میں ممد ثابت ہوں۔ رونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور حضور ﷺ کے ہاں فضیلت و نجات والا عمل ہے۔ جب حضور ﷺ، انبیاء کرامؑ، اصحابِ رسول ﷺ اور اولیاء عظام نے اپنے اُونچے اعمال کے باوجود رونے کو اپنا وتیرہ بنایا تو آپ اور ہم اس سے نصیحت پکڑیں اور رونے کو اپنا شیوہ بنائیں تاکہ نجات کی راہ کھل جائے۔

رونے اور شعر و شاعری کا اپنے میں گہرا تعلق ہے اس لیے اکثر شعرا کے کلام میں اس کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ سائنس جس حقیقت کو اب تجربات کے ذریعے ثابت کر رہی ہے۔ شعرا بہت پہلے اس کو اپنے تجربات سے ثابت کر کے کہہ چکے ہیں۔ سائنس نے تجربات سے ثابت کیا کہ رونے کے بعد 73 فیصد مرد اور 85 فیصد عورتیں اچھا محسوس کرتی ہیں۔ عبدالرحمٰن بابا بہت پہلے کہہ چکے:

پہ ژړا ئې دَمه کړمه ګنې چوی
دی ودان دا پېښور په دا تیراه

یعنی کہ رونے سے میرے دِل کو تسلی ہو جاتی ہے ورنہ پھٹتا ہے۔ یہ پشاور (میرا دِل) تیراہ کی وجہ سے آباد ہے کہ تیراہ میں بارشیں ہو جاتی ہیں تو باڑے نالہ میں پانی آجاتا ہے جو پشاور کو پانی مہیا کرنے کا واحد ذریعہ تھا۔ اس وقت سائنس نے ثابت کیا کہ رونے سے فاسد مادے بدن سے خارج ہو جاتے ہیں اور صحت کا سبب بنتی ہے۔ شاعر بہت پہلے کہہ چکا ہے۔

میں رات ٹوٹ کے رویا تو چین سے سویا
کہ دِل کا زہر میرے چشم تر سے نکلا تھا

اِس طرح کی بے شمار مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

اصل میں شعرا کا کلام اور رونے کے متعلق پُر مغز اشعار ہی کتاب کے لکھنے کا سبب بنا لیکن جب اِس کے لیے مواد جمع کرنا شروع کیا تو دینی و روحانی عنصر غالب آگیا اور شعر و شاعری اُس کا ایک چھوٹا سا جزرِہ گیا۔ شعرا کے کلام میں موجود مواد پر اکتفا کیا گیا اور دوسرے

شعراء کے کلاموں میں سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر جمع کرنے کی کاوش نہیں کی گئی اور نہ یہ ہمارے بس کی بات ہے اس لیے زیادہ تر مواد اُردو اور پشتو مجموعہ پر مشتمل ہے۔ فارسی کلام کا کچھ حصہ بھی شامل ہے۔ فارسی اور پشتو کلام کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

حضرت مولانا فقیر محمدؒ سے انتساب کی بدولت حضرؒت کے بڑے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن فقیر مدظلہ کا تقریظ ہمارے لیے باعث مسرت و فخر ہے۔ موصوف حضرت مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ کے خلیفۂ مجاز بیعت ہیں۔ حضرت مولانا فقیر محمدؒ کے دُعاؤں کے قبولیت کے زندہ مثال ہیں۔ عاجزی و تضرع کا مادہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ پاکستان سینٹ کے ممبر اور وسیع کاروبار کے مالک ہونے کے باوجود ہر ایک کے ساتھ تواضع و انکساری کے سلوک پر عمل پیرا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد سراج سواتی صاحب کا منظوم تقریظ میرے لیے باعث فخر و سعادت ہے۔

حضرت قاضی فضل واحد صاحب فاضل وفاق المدارس، ایم۔اے اسلامیات، عربی (گولڈ مڈلسٹ) و فارسی (فرسٹ کلاس) کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے مسودہ کو حرف بہ حرف دیکھ کر تصحیح کی۔ خاص کر آیاتِ قرآنی اور احادیث مبارکہ کی تصحیح میں اُن کا ثانی نہیں۔ تقریظ کے علاوہ مفید مشوروں سے بھی نوازا۔ حضرت قاضی فضل واحد صاحب، حضرت علامہ شمس الحق افغانی، حضرت مولانا فقیر محمدؒ، حضرت مولانا محمد اشرف سلیمانی اور حضرت سید تنظیم الحق کاکاخیل کے صحبت یافتہ ہیں اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر خلیل احمد و حضرت سید حسن خان اور شاہ عبدالرحیم شاہ مدظلہم کے تقریظات نے دِل خوش کیا۔ تینوں حضرات مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ کے مجاز بیعت خلفاء میں سے ہیں۔ حضرت مولانا صاحب کے خدام اور اُٹھاؤ بٹھاؤ بھی رہے۔ تبلیغی جماعت کے انتہائی فعال اور متحرک ممبر ہیں۔ اس کے علاوہ سلوک و تصوف و تربیت کا ان کا بہت وسیع دائرہ

ہے۔ یہی حضرات حضرت مولانا محمد اشرف سلیمانی پر لکھنے کے محرک بنے اور انہی کی دُعاؤں سے لکھنے کا سلسلہ چل رہا ہے۔ ہمارے ساتھ خصوصی محبت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِس خلوص و محبت کو ہم سب کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

حضرت مولانا محمد بلال صاحب نے رونے کے متعلق مزید مواد فراہم کیا اور کتاب پر مفید تقریظ لکھنے سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں جزائے خیر دیں۔

حضرت غلام ناصر مروت صاحب رئیس بخش فارسی نے فارسی کلام کے تصحیح و ترجمہ میں مدد کی۔ اُن کا مشکور ہوں۔ اللہ جزائے خیر دے۔

یہ تو سنا تھا کہ کتاب لکھنا چیونٹی کے منہ سے شکر پارے جمع کرنا ہے۔ اب یہ بھی پتہ لگا کہ کتاب لکھنا کارخانہ چلانے کے مانند ہے جس میں مختلف خدمات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کسی سپلائی لائن یا پراسس میں رکاوٹ آجائے تو سارا کارخانہ بند ہو جاتا ہے اس لیے بندہ اُن سب حضرات کا بے حد ممنون ہے جنہوں نے اِس کتاب کے مواد جمع کرنے، ترتیب دینے، لکھائی، چھپائی، بائنڈنگ، تقسیم و ترسیل میں خدمات انجام دیں۔ پروفیسر ڈاکٹر حامد حسین خیبر میڈیکل کالج اور پروفیسر عاصم محمد زرعی یونیورسٹی نے انٹرنیٹ سے جو مواد اکٹھا کیا اُس نے میرے لیے رونے کی ماہیت اور طبی و سائنسی تشریح آسان کر دی۔ میرے پوتیوں سیدہ عینا سلمہا اور سیدہ مروۃ سلمہا نے مواد کو ترتیب دینے میں مدد کی اور میرے دِنوں کے کام کو گھنٹوں میں نمٹا دیا۔ اللہ جزائے خیر دے۔ عبدالمجید صاحب نے لکھائی اور چھپائی کے سلسلے میں جو خدمت کی اور ہمارے راحت رسانی کا جو سامان بہم پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ اُس کو جزائے خیر اور نعم البدل عطا فرمائیں۔

پروفیسر ڈاکٹر میر حاتم

7 اگست 2020ء

ذی الحج ۱۴۴۱ھ

حضرت حاجی عبد الرحمٰن فقیر خلیفہ مجاز بیعت

پروفیسر ڈاکٹر میر حاتم صاحب نے اپنے کتاب "رونا" کا مسودہ بھجوایا جس کا انتساب اُنہوں نے والد بزرگوار حضرت مولانا فقیر محمدؒ کے نام کیا ہے اور یہ فرمائش کر دی کہ چونکہ یہ انتساب والد بزرگوار کی مسلسل اور پیہم رونے اور حضرت اشرف علی تھانویؒ کے مجلس میں بکا کے نام سے مشہور ہونے کی وجہ سے کی ہے اس لیے احقر بھی مسودے پر اپنے تاثرات قلمبند کر کے تقریظ کی شکل بجھوادوں۔ اِس فرمائش نے میرے ماضی کے سارے دروازے وا کر دیئے۔ حضرت مولانا محمد اشرف سلیمانی اور والد محترم کے اسلامیہ کالج پشاور اور لنڈی ارباب میں اصلاحی مجالس سالکین کے ہجوم، ذوق وشوق اور گہما گہمی کے مناظر ایک فلم کی طرح میرے سامنے چلنے لگے۔ماضی کے ان یادوں نے احقر کو اشکبار کیا۔

اصلاحی مجالس کے علاوہ دینی معاملات میں ان حضرات کا انہاک دیدنی تھا۔ پشاور صدر کے وسط میں ایک وسیع رقبے (22 کنال) پر جامع مسجد درویش اور دارالعلوم امدادیہ ان کی دعاؤں اور کوششوں کا نتیجہ ہے۔ فری میسن لاج سے جامع مسجد اور دارالعلوم بننے تک کے کٹھن مراحل میں ان مستجاب الدعوات حضرات کی دعاؤں نے وہ کام کر کے دکھایا جو ان کی کھلی کرامت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ احقر اول سے آخر تک ان کاوشوں میں شریک رہا۔ بلکہ حضرت مولانا محمد اشرفؒ کے حکم اور مجلس شوریٰ کے مشاورت سے احقر دارالعلوم امدادیہ کے مہتمم کی خدمات لمبے عرصے تک نبھاتا رہا۔

کتاب "رونا" کے مسودے نے پرانی یادیں تازہ کر دیں۔ رونا اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کے ہاں پسندیدہ عمل ہے۔ اصحابِ رسول ﷺ اور اولیائے کرام کے واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ رونا کیمیا ہے، اللہ تعالیٰ صاحب مؤلف کی سعی و کوششوں میں برکت دے اور کتاب "رونا" کو مقبول بنا کر قارئین کے لیے نافع وذریعۂ نجات بنائے۔ آمین۔

عبد الرحمن فقیر

6 اکتوبر 2020ء

پروفیسر ڈاکٹر محمد سراج سواتی خلیفہ مجاز بیعت

جو اس درد سے "میر" روتا رہے گا
تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا

همسایه دِ واړه اوویستل دَ خوبه
ژړه وي ځان سره نور عالم په څهٔ
د ژړا د پاره دا کتاب پوره دے
د خندا د پاره جوړې لطیفې کړه
نن خو هر سړے بې وجې په ژړا دے
چې څوك اوخاندي په ليك يو څو قيصې كړه
نن كه دوه اوښكې له سترګو نه راتوي كړې
اخرت كښې بيا همه عمر مزې كړه
د مومن خوشئ د پاره سامان جوړ كړه
لږ اوچته ته د خلقو حوصلې كړه
قرآن مخكښې د خندا بيان دې كړے
د ژړا خبره وروستو ورپسې كړه

پروفیسر ڈاکٹر محمد سراج سواتی صاحب نے کتاب رونا پر تقریظ اپنے اشعار میں لکھ کر بھجوادی جو انتہائی مناسب اور تیر بہ ہدف ہے۔ پہلا شعر اردو کا ہے، جس میں "میر" سے مطلب میر حاتم یعنی کتاب کا مؤلف ہے۔ پشتو اشعار بھی تمام مؤلف سے مخاطب ہیں۔ فرماتے ہیں کہ کتاب "رونا" لکھ کر خود رونے سے ہمسایوں کی نیندیں خراب کردیں۔ خود تو روتے ہو، دوسروں کو اپنے ساتھ کیوں رلاتے ہو۔ رونے کے لیے تو یہ کتاب پورا ہے، ہنسنے کے لیے اب لطیفے لکھو، آج تو ہر بندہ بغیر کوئی وجہ خود رو رہا ہے۔ کچھ لذیذ حکایات لکھ لو تاکہ لوگ ہنس لیں۔ آج اگر دو آنسو بہالوگے، تو آخرت میں پھر تمام عمر مزے کروگے۔ مؤمن کی خوشی کا سامان پیدا کرو۔ تاکہ لوگوں کے حوصلے بلند ہوں۔ قرآن نے بھی پہلے ہنسی کا بیان کیا ہے اس کے بعد رونے کا بیان ہے۔(هو اضحك و ابكٰى)

پروفیسر ڈاکٹر محمد سراج سواتی

یکم اکتوبر2020ء

حضرت قاضی فضلِ واحد مدظلہٗ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

تقریظ بر کتاب "رونا"

حضرت خواجہ میر درد کا شعر ہے:

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

فضائل رمضان المبارک کے آخری صفحہ پر برکۃ العصر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مناجات کے طور پر چند اشعار رقم کرتے ہیں جن میں سے یہ بھی ہیں:

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے
اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کے واسطے
ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے
نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب
نے عبادت نے ورع نے خواہشِ علم و ادب
دردِ دل پر چاہیے مجھ کو خدا کے واسطے

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے (بحوالہ زبور عجم)

مقامِ بندگی دیگر مقام عاشقی دیگر
زنوری سجدہ می خواہی زخاکی بیش ازاں خواہی

آگے چل کر فرماتے ہیں:

عشق اگر فرمان دہد از جانِ شیریں ہمگزر
عشق محبوب است، مقصود است، جان مقصود نئ

مقصد حیاتِ مسلم کی نشاندہی کرتے ہوئے علامہ مرحوم ''رموزِ د اسرار'' میں فرماتے ہیں:

قلب را از صبغۃ اللہ رنگ دہ
عشق را ناموس و نام و ننگ دہ

''ارمغانِ حجاز'' میں دعائیہ کلمات:

عطا کن شور رومیؒ، سوز خسروؒ
عطا کن صدق و اخلاص سنائی

حضرت مولانارومی فرماتے ہیں:

عاشقم بر قہر لطفش بجد
اے عجب من عاشق ایں دو ضد

ترجمہ: قاضی سجاد حسین: '' میں اس کے قہر اور مہربانی پر واقعۃً عاشق ہوں، تعجب ہے میں ان دو مخالف چیزوں کا عاشق ہوں۔(مثنوی ج اول ص ۱۸۵)

سیدی حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ نے ایک پہچان بتلائی کہ:

''جس مصیبت کے ساتھ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ، اپنے گناہوں پر تنبیہ اور توبہ استغفار کی رغبت زیادہ ہو جائے وہ علامت اس کی ہے کہ یہ قہر نہیں بلکہ مہر اور عنایت ہے اور جس کو یہ صورت نہ بنے بلکہ جزع وفزع اور معاصی میں اور زیادہ انہاک بڑھ جائے وہ علامت قہر الٰہی اور عذاب کی ہے۔'' (معارف القرآن ج٦، سورۃ الروم:۴۵)

روایت میں ہے کہ ہر انسان کا ابتلاء اور آزمائش اس کی دینی صلابت اور مضبوطی کے اندازے پر ہوتا ہے۔ تاکہ اسی مقدار سے اس کے درجات اللہ کے نزدیک بلند ہوں۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو صبر کا ایک امتیازی مقام عطا فرمایا تھا۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے ان کے

کمال صبر پر اپنے کلام میں مہر ثبت فرمادی ہے۔ ''انا وجدناہ صابراً''۔

عارف شیرازی کا اندازِ سخن اس ضمن میں عجیب نہیں بلکہ عجیب تر ہے۔ فرماتے ہیں:

عجب راہسیت راہِ عشق کہ آنجا
کسے سربر کند کش سر بناشد

ترجمہ قاضی سجاد حسین: عشق کی راہ بھی عجیب ہے کہ اس جگہ وہی سر بلند کرتا ہے جس کا سر نہیں ہوتا۔ (دیوانِ حافظ)

بندہ کے نزدیک مفہوم یہ ہے جو کہ عطار فرماتے ہیں:

خود ستائی پیشۂ شیطان بود
ہر کہ خود راکم زند مرداں بود

(پندنامۂ عطارؒ)

خودستائی شیطانی فعل ہے جو بھی اپنے کو کم سمجھتا ہے وہی مرد ہے۔

حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری فرماتے ہیں:

حضرت ابوایوب انصاریؓ کے نسل میں سے تھے، ایران میں رہائش پذیر ہو گئے۔ اُن کے مناجات مشہور ہیں۔

الٰہی! ہمہ شادی ہا بے یادِ تو غرور است
وہمہ غم ہا با یادِ تو سرور است

ترجمہ: اے میرے اللہ! تیری یاد کے بغیر تمام خوشیاں محض ایک دھوکہ اور فریب ہے اور سارے غموم دھموم تیری یاد کے ساتھ خوشیاں ہی خوشیاں ہیں۔

حضرت خواجہ انصاریؒ ایک لافانی شعر فرماتے ہیں:

الٰہی! اگر از دنیا نصیبی است   بہ بیگانگان دادم
واگر از عقبیٰ مرا ذخیرہ ئی است   بہ مؤمنان دادم
در دنیا مرا یادِ تو بس   ودر عقبیٰ مرا دیدارِ تو بس

فرماتے ہیں: اے میرے پرودگار! اگر دنیا میں سے کچھ حصہ میرا ہے تو میں اپنے حصہ کی دنیا کو بیگانگوں کو دیتا ہوں۔ اگر آخرت میں جنت کے حور و قصور میں کوئی حصہ ہے تو مؤمنوں کو ہبہ کرتا ہوں، بس میرے لیے تو دنیا میں تیری یاد اور آخرت میں تیرا دیدار کافی ہے۔

ہمارے حضرت حکیم الامت کے خلیفہ مجازؒ، مجذوبؒ کا شعر ہے۔

سوگ میں یہ کس کی شرکت ہو گئی
بزمِ ماتم بزمِ عشرت ہو گئی

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ سے محبت کی علامت اس کے ذکر سے محبت ہے۔ (فضائل ذکر باب اول، حدیث پاک ۲ کا فائدہ)

زندگانی نتواں گفت حیات ئے کہ مراست
زندہ انست کہ بادوست وصالے دارد

(ملفوظات، کمالاتِ اشرفیہ ص ۴۴ ادارۂ تالیفات اشرفیہ "ملتان" تاریخ اشاعت ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ)

فرمایا کہ جو خدا کے بندے ہیں اور مقبولانِ حق ہیں ان کو جو اطاعتِ حق میں لطف حاصل ہوا ہے تو ان کو ممالکِ دنیا کی پرواہ نہیں رہی اور اگر ان کو ملتے بھی ہیں تو وہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! بس وہ ذوق طاعت عطا فرمادے۔ اور جاہ وحشم کی ہمیں ضرورت نہیں۔ اس لیے وہ فقر وفاقہ میں بالاختیار رہتے ہیں اور زبانِ قال وحال یہ اشعار پڑھتے ہیں۔

ایک ذوق سجدہ پیشِ خدا   خوشتر آید از دو صد دولت ترا
ملک آں سجدۂ مسلم کن مرا   بادشاہانِ جہان از بردگی

بس بنالے کہ نخواہم ملکہا　　بونہ بردند از شراب بندگی
ورنہ او ہم وار سرگرداں ورنگ　　ملک رابرہم زندے بیدرنگ

یہ ذوق وشوق، طلب، محبت، عشق کیسے پیدا ہو؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **و من اراد الاٰخرۃ و سعی لھا سیعھا و ھو مؤمن.....الخ** (بنی اسرائیل:۱۹)

ارادہ (بمعنی قصد وعزم)، کوشش (لگاتار، مسلسل اور اخلاص) بقول اقبال مرحوم:

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہانِ زندگانی میں ہے یہ مردوں کی شمشیریں　(بحوالہ جاوید نامہ)

صاحب قرآن و بے ذوق طلب
العجب، ثم العجب ثم العجب

عجیب، عجیب تر بلکہ عجیب ترین ہے کہ صاحب قرآن ہو کر طلب کا ذوق نہ رکھے۔
(بحوالہ معارف القرآن ج۵، ص۳۱۴، سورۂ حجر:۹۹)

''دین محض تمنائیں کرنے سے نہیں بنتا، بلکہ ایمان اس یقین کا نام ہے جو قلب میں ڈال دیا گیا ہو اور اعمال نے اس کی تصدیق کی ہو۔'' علامہ سید سلیمان ندویؒ کے تفسیری نکات ج۱، ص۱۴۱ (مرتب مولانا محمد فرمان ندوی) ناشر مجلس نشریات اسلام، کراچی، تاریخ اشاعت ۲۰۱۸ء۔

طلب ہی فرض ہے، علم و عمل میں بھی اپنی طرف سے کوتاہی نہ ہو اور اس پر بھی نہ ہو تو استغفار اور پھر سعی مزید و عزم شدید اور یہی کامیابی کی کلید ہے۔ حضرت تھانویؒ (مختصر تفسیر وترجمہ کے حوالے سے):

پارہ نمبر ۱۷، سورۃ الحج: آیۃ کریمہ ۱۶۔۔۔۔۔''**و ان اللہ یھدی من یرید**''
حاشیہ تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں: ''انسان کی سعی اور طلب کے بعد اللہ تعالیٰ ارادہ

کر ہی لیتا ہے۔'' کیونکہ قاعدہ اور ضابطہ یہی ہے:'' جو ناپسند کرتے ہیں ان کو نہیں دیا جاتا۔'' سورۂ ھود:۲۸ کا مفہوم یہی ہے۔

طلب اور دھن کیسے پیدا ہو، بقول تھانویؒ :''مراقبات کرو، اہل اللہ کی صحبت اختیار کرو، ذکر کرو۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:''کونو مع الصادقین''، سورۂ توبہ:۱۱۹

(ملفوظات کمالات اشرفیہ ص۱۱۷)

علامہ سید محمود آلوسیؒ فرماتے ہیں: صحبت صلحاء اختیار کرو تاکہ رنگ چڑھ جائے۔

(روح المعانی)

رومیؒ فرماتے ہیں:

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

حق اور خاصان حق کے بغیر فرشتہ بھی ہو پھر بھی عمل نامہ سیاہ ہوگا۔

آگے فرماتے ہیں:

دیدنِ دانا عبادت ایں بود
فتح ابواب سعادت این بود (مثنوی ص۶۶)

اعطائے عشق ولذت کا راز: (کمالات، ملفوظات اشرفیہ ص۱۲۱)

''فرمایا کہ اصل مقصود تو ہیبت اور خشیت ہی کا القاء کرنا ہے اور مزہ اس واسطے دیتے ہیں کہ ہیبت اور خشیت کا تحمل ہو سکے۔''

اسی کو فرماتے ہیں۔

گر تو ہستی طالب حق، مرد راہ

درد خواہ و درد خواہ و درد خواہ
دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کر و بیاں

آگے فرماتے ہیں کہ لذت مقصود ہی نہیں۔ سورۂ توبہ:۸۲(تفسیر بیان القرآن ج ۱)

مسائل سلوک: (رونا) بکاء اگر محبت یا خشیت سے ہو محمود ضرور ہے۔ مامور بہ ہونے کا مستلزم نہیں، اس لیے کہ یہ امر خاص ہے اختیار کے ساتھ اور بکاء غیر اختیاری ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: "کہ چار چیزیں بد بختی کی علامت ہے۔ آنکھ کا خشک ہونا (کہ اپنے گناہ اور آخرت کی کسی بات پر رونا ہی نہ آئے)، دل کا سخت ہونا، اُمیدوں کا طویل ہونا اور دنیا کی حرص۔" (فضائل صدقات، حصہ دوم ص۴۱۸)

پیر ذوالفقار نقشبندی مدظلہ العالی: "گناہوں سے توبہ کیجیے۔" ص ۴۷ پر تفسیر الجر المدیر (سورۂ یٰسؔ) کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: آنکھ سے اتنا چھوٹا سا آنسو نکلا تھا (ایک بال) کہ میں اس سے تر ہو گیا تھا۔ اے اللہ میری گواہی کو قبول کر لیجیے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرشتے سے فرمائیں گے کہ تم اعلان کر دو کہ ہم نے اس (ایک) بال کو قبول کر کے جہنم سے بری کر دیا ہے۔

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ، خلفائے راشدین کے حوالے سے چند واقعات:

سیدنا آدم علیہ السلام کا رونا، تفسیر مظہری ج ۱ ص ۷۹" دو سو برس روئے اور چالیس روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔"

سیدنا یعقوب علیہ السلام کا رونا، (خلاصہ تفسیر تھانویؒ سورۂ یوسف:۸۳) "افسوس اور غم سے روتے روتے ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں۔" (معارف القرآن)

جنگ تبوک سے رہنے والے غیر معذورین نے اس مدتِ طویلہ کو (۵۰ دن)

روتے روتے گزار دیے۔ (معارف القرآن) بحوالہ مسند عبد الرزاق۔

جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حقیقتاً معذور ہونے کے سبب شرکتِ جہاد سے قاصر رہے۔ یہ لوگ روتے ہوئے واپس ہوئے اور روتے رہے۔ چنانچہ آیت کریمہ: "**تفیض من الدمع حزناً الا یجدوا ماینفقون۔**" توبہ:۹۲ میں انہی حضرات کا ذکر ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن العاصؓ کی روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے وہ آیت تلاوت فرمائی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ہے۔ "**فمن تبعنی فانہ منی و من عصانی فانك غفور رحیم**" پھر دوسری آیت تلاوت فرمائی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے۔ "**ان تعذبهم فانهم عبادك**" پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور گریہ و زاری شروع کی اور بار بار فرماتے تھے "**اللّٰھم امتی، اللّٰھم امتی**" حق تعالیٰ شانہ نے جبرائیل امین کو بھیجا۔ کہ ہم آپ ﷺ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور آپ ﷺ کو رنجیدہ نہ کریں گے۔

"**ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ**" سورۃ الضحیٰ، تفسیر معارف القرآن ج۸

رونے کے فوائد ذکر کرتے ہوئے شعر افرماتے ہیں: بقولِ حافظ شیرازیؒ:

سر مکش حافظ ز آہِ نیم شب
تا چو صبحت آئینہ رخشان کُنند

مترجم سجاد حسین: اے حافظ آدھی رات کی آہ سے سر تابی نہ کر، تاکہ صبح کی طرح تیرے آئینہ (دل کے آئینہ کو) کو روشن کریں۔ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

اے خوشا چشمے کہ آں گریانِ اوست
اے ہمایوں دل کہ آں بریانِ اوست

بڑی مبارک وہ آنکھیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں رونے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی

یاد میں جو آنسو گرتے ہیں حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک ان اشک محبت کی قدر شہیدوں کے خون کے برابر ہے۔

کہ برابر می کند شاہ مجید
اشک را در وزن با خونِ شہید

(بحوالہ معرفت الٰہیہ ص۱۸۸، حکیم اختر صاحب)

بحوالہ ارمغانِ حجاز (اقبال مرحوم):

بکوئے تو گدازیک نوابس
مرا ایں ابتداء، ایں انتہا بَس
گر چہ متاعِ عشق را عقل بھائی کم نہد
من ندہم بہ تختِ جم آہِ جگر گداز

عقل کے نزدیک اگر چہ عشق کی کوئی قیمت ہی نہیں لیکن میں تختِ جم کے بدلے اُس آہ جگر کو دینے کے لیے تیار نہیں۔ مگر خسروؒ کیا فرماتے ہیں:

قیمت خود دو عالم گفتہ ئی
نرخ بالا کُن کہ ارزانی ھنوز

ابھی تو یہ قیمت (دونوں جہان کی بازی) تو کچھ بھی نہیں۔ قیمت بڑھادے اب تو یہ سودا سستا ہے۔ رومیؒ فرماتے ہیں:

ہر کہ او بیدار تر پُر در د تر
ہر کہ او آگاہ تر رخ ترد تر

(مثنوی ج۱ص۹۷)

مترجم سجاد حسین: جو زیادہ ہوشمند ہے وہ زیادہ پُر درد ہے، جو زیادہ باخبر ہے اُس کا

چہرہ زیادہ زرد ہے۔" سورۂ فاطر ۲۸: "**انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء**"

اللہ کے نزدیک صرف عربی جاننے کا نام علم اور جاننے والے کا نام عالم نہیں جس میں خشیت نہ ہو وہ قرآن کی اصطلاح میں عالم نہیں۔ (معارف القرآن ج نمبر ۷)

سورۂ عنکبوت آیت ۴۴: "**و ما یعقلھا الا العلمون**"

نبی کریم ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرما کر فرمایا کہ:

"عالم وہی شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام میں غور و فکر کرے اور اس کی اطاعت پر عمل کرے اور اس کو ناراض کرنے والے کاموں سے بچے۔" (معارف القرآن ج ۶)

امام غزالیؒ احیاء العلوم، ج ۴ ص ۲۱۴:

"حدیث شریف میں عالم کو عابد سے افضل کہا گیا ہے اس سے مراد وہ عالم ہے جس کے علم کا نفع عام ہو۔"

حضرت حاجی امداد اللہؒ مہاجر مکی کی گریہ وزاری:

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ: "حضرت حاجی امداد اللہؒ صاحب مہاجر مکی کعبہ شریف میں استغفار و توبہ میں اتنا روتے تھے کہ ہم جیسے سننے والوں کے کلیجے پھٹتے تھے۔"

(مواعظ آخر نمبر ۱۵، کیف آہ وفغان" ادارۂ تالیفات اختریہ، تاریخ وعظ یکم اکتوبر ۱۹۷۷ء بعد مغرب)

حضرت مدنیؒ کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ: "تہجد میں اس طرح روتے تھے جیسے کوئی بچہ اپنے باپ سے پٹ رہا ہوتا ہے۔" [1]

ایک صحابیؓ تہجد میں قرآن کریم پڑھتے ہوئے رو پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

[1] ۔ دوائے دل، پیر ذوالفقار صاحب نقش بندی مجددی مدظلہ العالی، مرتب مولوی صلاح الدین سیفی (انڈیا) ناشر، "مکتبہ الفقیر فیصل آباد، اشاعت دہم ۲۰۰۸ء

"تیرے قرآن کریم پڑھنے اور رونے نے اللہ کے فرشتوں کو بھی رُلا دیا۔" [2]

فرمایا: کہ دو قطرے میرے لیے بڑے محبوب ہیں ایک شہید کے جسم سے نکلنے والے خون کا قطرہ اور ایک گناہگار بندے کی آنکھ سے نکلنے والے آنسو کا قطرہ۔

یہاں حدیث پاک کے شارحین نے ایک عجیب نکتہ لکھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ اندازہ کرو گناہگار بندے کے آنسو کی کتنی قیمت بڑھائی کہ شہید کے خون کے قطرے کے ساتھ اس کو اکٹھا کیا۔[3] ایک حدیث پاک میں وارد ہے۔ حضرت سعدؓ وفات پاگئے آپ ﷺ نے فرمایا۔

"سعدؓ کی جدائی میں (موت پر) اللہ کا عرش تین دن تک روتا رہا۔"[4]

(بحوالہ کلید مثنوی ج ا، جدید ایڈیشن ص ۱۵ ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان، تاریخ اشاعت ۱۴۳۳ھ)

حضرت مولانا رومیؒ کی علالت اور وفات:

"۶۷۲ھ میں قونیہ میں بڑے زور کا زلزلہ آیا اور چالیس دن تک اس کے جھٹکے محسوس ہوتے رہے۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ زمین بھوکی ہے لقمۂ تر چاہتی ہے۔ یک شنبہ ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ھ بوقت غروبِ آفتاب مولاناؒ نے وفات پائی۔" (اناللہ وانا الیہ راجعون)۔

مسنون دعا جس کو "ملا علی قاریؒ" نے الحزب الاعظم منزل ۱۸ میں ذکر کیا ہے اور حضرت تھانویؒ نے مناجاتِ مقبول "روز منگل" کی دعاؤں میں بیان کیا ہے۔

"اللّٰهم ارزقني عينين هطالتين تسقيان القلب بذروف الدمع من خشيتك"

مترجم مولانا عبد البدر عالم: "اے اللہ مجھ کو ایسی دو آنکھیں دیدے جو زار و قطار رونے والی

---

[2]۔ دوائے دل، پیر ذوالفقار صاحب نقش بندی مجددی مدظلہ العالی، مرتب مولوی صلاح الدین سیفی (انڈیا) ناشر، "مکتبہ الفقیر فیصل آباد، اشاعت دہم ۲۰۰۸ء

[3]۔ دوائے دل، پیر ذوالفقار صاحب نقش بندی مجددی مدظلہ العالی، مرتب مولوی صلاح الدین سیفی (انڈیا) ناشر، "مکتبہ الفقیر فیصل آباد، اشاعت دہم ۲۰۰۸ء

[4]۔ دوائے دل، پیر ذوالفقار صاحب نقش بندی مجددی مدظلہ العالی، مرتب مولوی صلاح الدین سیفی (انڈیا) ناشر، "مکتبہ الفقیر فیصل آباد، اشاعت دہم ۲۰۰۸ء

ہوں آپ کے خوف سے۔"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آنسوؤں کے ہر وقت بہنے سے دو نالیاں سی بن گئیں تھیں۔(حکایاتِ صحابہؓ ص ۳۴)سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ صبح کی نماز میں اکثر اتنا روتے تھے کہ آواز نہ نکلتی تھی۔(ص ۲۳)محبوبہ محبوب خدا ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ساری رات اس آیت کریمہ کو پڑھ کر دہراتی ہیں:"**وبدا لهم من الله ما لم يكونوا يحتسبون**"۔ سورۃ الزمر:۴۷(بحوالہ دوائے دل ص ۲۷۴)

حضرت منکدرؒ کے بارے میں بھی یہی منقول ہے کہ اسی آیت کریمہ کو پڑھتے (فضائل اعمال حضرت حسن بصریؒ اتنا روتے تھے کہ ان کے آنسوؤں کا پانی زمین پر پڑتا حتیٰ کہ وہ پانی بہہ پڑتا۔ایک مرتبہ روتے روتے ان کی چھت کے پرنالے سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

عجیب فیصلہ: امام غزالیؒ احیاء العلوم ج۴ ص ۲۹۴ پر رقم طراز ہیں کہ خوف گناہوں کی کثرت پر ہو بلکہ صفائے قلب اور کمالِ معرفت کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا ضروری گناہوں کی حالت میں ڈرنا ہے۔

آمدم بر سرِ مقصد تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

۷۱-۱۹۷۰ء کا واقعہ راقم السطور اسلامیہ کالج پشاور تھرڈ ائیر یا فورتھ ائیر کا طالب علم تھا۔ تبلیغ میں ایک دو چلے لگائے تھے۔ تبلیغی مرکز خواجہ معروف میں شب جمعہ کا بیان ختم ہو چکا تھا۔ اوپر کے منزل میں تھا کہ زور سے رونے، چیخنے، چلانے کی مسلسل آوازیں آئیں۔ سب لوگ دوڑتے ہوئے نیچے آئے۔ تو کیا دیکھا کہ ایک سفید ریش دعا مانگ رہے ہیں، مسلسل رو رہے ہیں۔ آنسو بہہ رہے ہیں اور حضرت مولانا محمد اشرف صاحبؒ بھی تشریف فرما ہیں۔ کسی نے بتایا کہ "فقیر صاحب" ہیں۔ حج کی سعادت سے واپس ہو کر سب سے پہلے (گھر جانے سے پہلے) حضرت مولانا صاحبؒ سے ملتے ہیں۔ بس پھر کیا تھا کہ حضرت مولانا صاحبؒ کی وساطت سے ملاقاتوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا۔ بلاناغہ جمعہ مبارک کی مجلس ہو یا اتوار ہو الحمد

للہ بلاناغہ حاضر ہوتا رہا، سلسلہ چلتا رہا۔ ۱۹۸۱ء میں مدینہ منورہ حاضری ہوئی۔ حضرت فقیر محمدؒ کے فرزند ارجمند شہید عبدالودود ملا۔ حضرتؒ کے مکان تک پہنچ گیا، بچاہوا کھانا پیش کیا، غنیمت سمجھ کر بخوشی جانِ نوش کیا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ قاضی صاحب تم لنڈی ارباب کے ہو؟ میں نے کہا نہیں حضرت میں تو تنگی کا باشندہ ہوں۔ ہنس کر فرمانے لگے یہاں لنڈی ارباب میں بھی قاضی خاندان ہے۔ تم بہت آتے ہو اس لیے میں ے کہا تم لنڈی ارباب کے ہو۔ حضرتؒ جب واپس تشریف لائے، حسبِ معمول جب میں حاضر ہوا۔ خانقاہ میں داخل ہوتے ہی حضرتؒ نے فوری طور پر ہاتھ مبارک آگے کر کے مصافحہ میں میرے ہاتھ پکڑ کر دائیں بائیں طرف کے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس کو مدینہ منورہ میں پہچانا کہ تنگی کا باشندہ ہے تم بہت آتے ہو یہ جملہ قلب پر پتھر کی لکیر ہے۔

بات آگے بڑھ گئی، حضرت مولانا محمد اشرف صاحبؒ کا رفیق دیرینہ (آدھا مجذوب) غیر شعوری طور پر سر کو ہلاتے ہوئے، مسکراتے ہوئے (منظر اب تک آنکھوں کے سامنے ہے) فرمانے لگے۔ یہ جگہ قبضہ کرلو، خانقاہ کی طرف اشارہ تھا، بندہ نے کوئی خاص توجہ نہ دی۔ اس وجہ سے بھی:

کہاں ہم، کہاں یہ نکہتِ گل

اور

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

وقت گزرتا گیا، حضرتؒ دنیا سے تشریف لے گئے، حضرت سید تنظیم الحق کاکا خیلؒ نے جگہ سنبھالی، بندہ کے معمولات میں فرق نہ آیا۔ یہاں تک کہ حضرت سید تنظیم الحق کاکا خیلؒ نے خلافت سے نوازا۔ جس کا بندہ نہ لائق تھا نہ متمنی تھا، سندِ خلافت ایک فائل کور میں ملفوف تھا۔

واپسی پر موٹر کار میں انہیں کے ساتھ پچھلی سیٹ میں بیٹھا تھا۔ گورہ قبرستان پہنچ کر فرمانے لگے، فائل کور کھول کر دیکھو، بے ادبی اور گستاخی سمجھتے ہوئے ان کے سامنے جسارت نہ کر سکا مگر زور دے کر فرمایا۔ دیکھو، میں نے یہ جب دیکھا تو ششدر رہ گیا اور بے اختیار زبان سے نکلا۔ ''خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آہی جاتی ہے'' ہنس کر فرمانے لگے میں نے بھی اس موقعہ پر یہی کہا تھا۔ خیر! وہ زمانہ بھی گزر گیا کہ حضرت حلیمیؒ نے داغِ مفارقت دے دی، مقبرہ کاکا صاحبؒ میں سپردِ خاک کر دیے، ''پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کی زمین تھی''۔

اتوار کا دن آہی گیا، خانقاہ کچاکچ بھرا ہوا، نظر انتخاب کس پر ہے، ورثاء حضرت فقیر محمدؒ کا منتظمین دار العلوم امداد العلوم اور شر فاسب نے کہا کہ اب تم اس جگہ پر ہوں گے

''قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید''اور'' گفتن او گفتن اللہ بود'' ''**اتقوا من فراسة المؤمن**'' یہ سب باتیں حقیقت بن کر سامنے آگئیں اور نہ چاہتے ہوئے بھی یہ ذمہ داری سر پر ڈال دی گئی تادمِ تحریر'' دعا ہے کہ قبول ہو مردود نہ ہو''۔

کتاب ''رونا'' انہی کی طرف منسوب ہے۔ اللہ پاک اس نسبت کا ذرہ بھی نصیب فرمائے تو زہے نصیب۔

قاضی فضل واحد: تحصیل تنگی، ضلع چارسدہ، ایم۔ اے (عربی) گولڈ میڈلسٹ، ایم۔ اے (اسلامیات)، ایم۔ اے فارسی، بی۔ ایڈ۔ (آئی۔ ای۔ آر)، پشاور یونیورسٹی

درسِ نظامی، اقبالیات، ATOC عربک ٹیچرز اور ینٹیشن کورس (دو سالہ برائے لیکچرار)، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

تخصص فی الفقہ (یک سالہ)، اسلامک لاء (یک سالہ)، قضاء کورس (ششماہی)، انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

دو سالہ ایڈوانسڈ ڈپلومہ (عربی۔ انگریزی)، انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ماڈرن

لینگویجز اسلام آباد، موجودہ (انٹر نیشنل یونیورسٹی اینڈ ماڈرن لینگویجز)

"شہادۃ عالمیہ فی العلوم الاسلامیہ" وفاق المدارس، ملتان

پیشہ ورانہ کوائف: ۶ سال لیکچرار (علوم اسلامیہ) فیڈرل کالجز اسلام آباد

۲۲ سال بطورِ انسٹرکٹر، ایڈیشنل ڈائریکٹر NIPA سابقہ، NIM موجودہ

تصانیف: ماحولیاتی ذمہ داریاں (قرآن وحدیث کی روشنی میں

معرفت انسانی (قرآنی تناظر میں، تعلیم و تربیت (قرآن و حدیث کی روشنی میں،

احتساب، ذکر واذکار (دو حصے)، کتاب الادب (دو حصے)، سلام کے احکام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہ عبد الرحیم شاہ اباخیل خلیفۂ مجاز بیعت

بندہ نے کتاب ”رونا“ مؤلفہ محترم ومکرم پروفیسر میر حاتم صاحب کی اوّل سے آخر تک پڑھ لی۔ شاید اس موضوع پر پہلی کتاب ہے۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے سارے لوگوں کو اللہ کے سامنے رونے والا بنادے۔(آمین)

آج اگر امت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر رونے والی بن جائے تو اللہ ان کے سارے مسائل خوش اسلوبی سے حل فرمالیں گے اور یہود و نصاریٰ اور دیگر اہل باطل کی غلامی سے نجات دلا کر سردار الامم کے مقام پر لا کر کھڑا کر دے گی۔

ہمارے محترم و مکرم پروفیسر جناب میر حاتم نے ماشاء اللہ کتاب کے آخر میں حضور ﷺ، خلفائے راشدین اور مختلف صحابہ ؓکرام رضوان اللہ اجمعین و اولیائے کرام کے موت کے واقعات ایسے عجیب انداز سے لکھے ہیں کہ بندہ پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا اور انشاء اللہ جو بھی پڑھے گا روئے بغیر نہیں رہے گا۔

صحیح طور پر رونے کا تعلق دل سے ہے، ”ہرچہ از دل خیزد بر دل ریزد“ جو دل سے نکلے گا تو دل پر اثر کرے گا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم نے جب اللہ کی طرف سے عذاب کے اثرات دیکھے تو سب نے اُس وقت توبہ استغفار کر کے اللہ کے سامنے رونا شروع کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آئے ہوئے عذاب کو ٹال دیا۔

حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے زمانے میں میواتیوں کی ایک جماعت ایک بستی میں گئی۔ رمضان کا مبارک مہینہ تھا جب بستی کے اندر مسجد میں جماعت پہنچی تو وہاں مسجد کے ساتھ ایک چوک میں بر سرِ عام ولیمہ کھلایا جا رہا تھا۔ جماعت والوں نے جب یہ حالت دیکھی تو بے اختیار زور زور سے رونا شروع کیا۔ بستی والے سارے جمع ہو گئے اور پوچھ رہے ہیں کہ کیوں رو

رہے ہوں؟ کیا کسی کو سانپ نے کاٹا یا کھانا چاہیے؟ جب کافی دیر بعد جماعت والوں کا رونا بند ہو گیا تو بستی والوں سے کہا" خدا کے بندو! رمضان کا مبارک مہینہ ہے اور آپ لوگ مسلمان ہو کر بر سرِ عام ولیمہ کھلا رہے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ ولیمہ کھانا بند، ہم سب روزہ رکھیں گے۔ نہ قرآن کی کوئی آیت سنائی اور نہ حدیث بلکہ جماعت والوں کے صرف رونے نے اتنا اثر کر دکھایا۔

دعا ہے کہ اللہ پاک اس کتاب کے ذریعے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے لیے اور پوری امت کی ہدایت پر آنے کے لیے رونے والا بنادے۔(آمین)

عبدالرحیم شاہ

لکی مروت

۱۹ محرم ۱۴۴۲ھ بمطابق ۸ ستمبر ۲۰۲۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت حاجی خلیل احمد خلیفۂ مجاز بیعت

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہٖ الکریم

الحمدللہ کتاب کو حتی الوسع پڑھا۔ بہت ہی متاثر ہوا، جس میں مصنف ومؤلف محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر میر حاتم صاحب مد ظلہ، خلیفۂ مجاز جناب حضرت مولانا محمد اشرف صاحب سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت عرق ریزی، کاوشوں اور جان فشانی سے کتاب "رونا" کے لیے مواد جمع کیا ہے۔ جس میں قرآن کریم سے لے کر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور آخر میں سید الانبیاء حضور انور ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اولیائے کرام اور جدید دور کے محققین اور عام انسان کی رونے کی حقیقت کو بہت اَحسن طریقے سے اُجاگر کیا ہے۔ امید ہے کہ اس کتاب سے ہر طبقہ کے لوگوں کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً فائدہ ہوگا۔

آخر میں اللہ پاک کی ذات عالی سے دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت ڈاکٹر میر حاتم صاحب مد ظلہ کی ان کاوشوں کو قبول فرما کر اس کتاب "رونا" کو قبولیت عطا فرمائے اور ان کو دارین کی خوشی کا ذریعہ بنائے اور لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

فقیر خلیل احمد

29 اگست 2020ء

9 محرم الحرام 1442ھ

حضرت سید محمد حسن ابدال خلیفہ مجاز بیعت

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

اللہ تعالیٰ انتہائی کریم اور رحمٰن و رحیم ذات ہے۔ انسان کو جن نعمتوں کی زیادہ ضرورت ہے وہ نعمتیں عام فرمائی ہیں۔ انسان کو بغیر قیمت بالکل مفت عطا فرماتے ہیں۔ ہوا اور پانی ہر کسی کی ضرورت ہے۔ کتنی عام اور سہولت سے ملتی ہے لیکن جو چیز قیمتی ہو اور سہولت سے ملتی ہو عموماً اس کی قدر عام لوگ بہت کم جانتے ہیں۔ حالانکہ ان کے بغیر زندہ رہنا بھی مشکل ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی نعمتیں ہیں۔ ان نعمتوں میں سے ''رونا'' بھی بہت بڑی نعمت ہے جو کہ بالکل مفت ہے۔ امیر، غریب، جوان، بوڑھا، مرد و عورت ہر کوئی اس سے فائدہ لے سکتا ہے۔

یہ ایسا اکسیر نسخہ ہے جو کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ حضرت آدم علی نبیناعلیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاء کا آزمایا اور اپنایا ہوا ہے۔ حضرات خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، کبار اولیائے کرام اور علمائے امت نے اپنایا ہے اور دنیاو آخرت کی جملہ ترقیات فیوض وبرکات حاصل کی ہیں۔ اگر رونے دھونے میں کچھ کمی آئی ہے۔ فوراً اپنی اصلاح کی فکر میں لگ گئی۔ چنانچہ حضرت سید الملت حضرت سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں:

نیم شب آہوں میں پاتا ہوں کمی
دردِ دل شاید کہ کچھ کم ہو گیا

ایسے بعض کم عقل حضرات کے تعجب کا جواب کہ وہ کیوں اتنا روتا ہے۔ بڑے واشگاف الفاظ میں جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ باباعبد الرحمٰن فرماتے ہیں:

ځوك دې غم زما د ډېرو اوښكو نه كا
ما موندلي په دا بحر كښې ګوهر دي

حضرات رونے کی افادیت بہت مختصر الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

زبان رک گئی جا کے حد ادب پر
بنی چشم تر ترجماں اللہ اللہ

یہ رونا یوں کہیں ہزار زبانوں کی ایک زبان، ہر کوئی ہر جگہ ہر کسی کو زبان جانے یا نہ جانے چند آنسو پوری بات کو منٹوں سیکنڈوں میں بیان کر دیتی ہے۔

دنیا میں کامیاب ترین انسان آنسو بہانے والے ہی گزرے ہیں۔ غمزدہ روتا ہے غم سے چین پاتا ہے:

میں رات ٹوٹ کے رویا تو چین سے سویا
کہ دِل کا زہر مری چشمِ تر سے نکلا تھا

عشق کا اظہار بھی عشق کی دوا بھی ہے، عاشقوں کا فخر بھی ہے۔

عشق سے انکار کرنا تیرا ممکن ہی نہیں
ہیں گواہ معتبر صورت تیری اور چشمِ نم
آہ کو نسبت ہے کچھ عشّاق سے
آہ نکلی اور پہچانے گئے

اللہ تعالیٰ کی عشق اور محبت میں رونا انسان پر جنت کو واجب کرتی ہے اور دوزخ سے نجات کا قوی ذریعہ ہے اور مخلوق اور ان کے پاس جو کچھ ہے سب سے بے نیاز کرتی ہے۔

آنگہ کہ خبر یافتم از ملک نیم شب
من ملک نیمروز بہ یک جو نمی خرم

چنانچہ سید عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ جب سے نیم شب کا رونا نصیب ہوا ہے

تمہارااس نیمروز صوبہ کی آمدن ایک جو میں بھی نہیں لیتا۔

اور بقولِ مولانا رومؒ:

تانہ گرید طفل کہ جو شد لبن

تانہ گرید ابر کہ خندد چمن

جب تک بچہ نہیں روتا دودھ میں جوش نہیں آتا اور جب تک بارش نہیں برستی چمن میں سبزہ نہیں آتا۔

یہ مضمون اس دور کے لیے بالکل القائی لگتا ہے، عام وخاص سب کے لیے عمل میں لانے اور حرز جان بنانے کے قابل اہم اور ضروری ہے۔ اس سے بڑھ کر رونے کی قبولیت کیا ہوگی کہ رونا نہ آئے تو رونے کی شکل بنالیں اور یہ فرمانِ نبی ﷺ ہے کہ لوگو! تم کو اگر رونا نہیں آتا تو رونے کی شکل بناؤ اور حق تعالیٰ کی شان کریمی کا کیا کہنا کہ بسا اوقات رونے کی شکل بنانے پر رونے سے زیادہ عطا فرما دیتا ہے۔ جیسے کہ اصلی سیب اور کیلا سستے دام مل جائے گا مگر ماڈل دس گنا مہنگے دام ملے گا۔

اللہ تعالیٰ اس کوشش وسعی کو قبول فرمالیں، صاحب تالیف کے لیے ہمارے لیے اور انسانیت کے لیے ہدایت اور کامیابی کا ذریعہ بنالیں۔ آمین ثم آمین

والسلام

سید محمد حسن ابدال آباخیل

خلیفہ مجاز حضرت مولانا پروفیسر محمد اشرف خان سلیمانی نوراللہ مرقدہٗ

30 اگست 2020ء بمطابق 10 محرم الحرام 1442ھ

حضرت مولانا محمد بلال صاحب خانقاہ اشرفیہ گلشن چشتیہ

الحمدللہ وحدہ و الصلوۃ و السلام علی النبی الامی الذی لا نبی بعدہ اما بعد فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نٓ ○ و القلم و ما یسطرون ○

قطبِ دوران، غوثِ زمان، امام الاولیاء والا زکیاء، پیکر جمال و جلال، بحر بیکراں، آفتاب و ماہتابِ شریعت و طریق شیخ المشائخ، عارف باللہ، سیدنا، سندنا، مرشدنا و مولانا حضرت اقدس مولانا اشرف خان سلیمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ مبارکہ محتاجِ تعارف نہیں۔ ان گرامیٔ قدر ہستی کی تعریف کے لیے کلمات نہیں، ہاں جب ان کا نام مبارک تصور میں آتا ہے تو بے ساختہ لب پہ یہ اشعار آجاتے ہیں۔

برکفِ جامِ شریعت برکفِ سندانِ عشق
ہر ہوس ناکہ نداند جام و سنداں باختن
کہیں مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور مے خانہ

بلا شبہ حضرت اقدس کی ذاتِ مبارکہ ہم سب کے لیے سایۂ رحمت تھی۔ علم ظاہری اور خصوصاً علم باطنی کا جو فیض، حضرت کے ذریعے سے پھیلا وہ اظہر من الشمس ہے۔

بندہ کا حضرت اقدس رحمہ اللہ سے تعلق بہت قلیل وقت رہا مگر وہ وقت وہ ایام عجیب و غریب کیف و مستی کے تھے۔ حضرت اقدس کی شفقت بے پایاں، وہ انداز دلربا، وہ مسکراہٹ، وہ خوبصورت منور پاک، پُر انوار، پُر تبسم، کھلا ہوا چہرہ انور آج بھی بندہ کے سامنے حاضر وباہر ہے۔ بقولِ شخصے!

خدا جانے مجھے کیا دے کے ساقی نے پلایا ہے
وہ کب کا جا چکا پھر بھی نظر آتا ہے محفل میں

نہیں بھولتا ان کے رخصت کا وقت
کیا بتاؤں وہ نگاہیں کیوں کر رگِ جان ہو گئیں
دل میں نشتر بن کے ڈوبیں اور پنہاں ہو گئیں

الحمدللہ علیٰ ذالک! کہ بندہ کو اپنے دونوں شیوخ شیخ اول وثانی کا تصور (تصور شیخ) بلا کیف بلا اختیار وارادہ ہر وقت حاصل ہے۔

حضرت اقدس کا دنیا سے اُٹھ جانا جہاں عادت اللہ ہے، وہاں ہم سب ان کے فیض سے محروم ہو گئے، اللہ والے دنیا سے چلے جاتے ہیں، ان کا فیض، روحانی اولاد کے ذریعے سے اسی طرح چلتا، پھلتا پھولتا رہتا ہے۔ حضرت کے تمام خلفاء اپنی اپنی جگہ پر حضرت کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں، جن میں خاص طور حضرت کے خاص الخاص خادم و مخدوم مکرم حضرت اقدس پروفیسر میر حاتم صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ذات بابرکت، جو خصوصیت کے ساتھ تصنیف کی راہ سے حضرت کے مشن، حضرت کے فیض سے عالم کو منور فرما رہے ہیں۔ دین کے دیگر شعبوں کی طرح تصنیف و تالیف بھی ایک اہم شعبہ ہے، جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے جس سے تصنیف کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اچھی کتاب کی مثال صالح اولاد کی سی ہے جس طرح صالح اولاد سے والدین کو نفع پہنچتا ہے اسی طرح کتاب سے مصنف کو فائدہ پہنچتا ہے۔ امام غزالی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

و ما من کاتب الا سیفنی
و یبقی الدھر ما کتبت یداہ

ترجمہ: ”عنقریب ہر لکھنے والا فنا ہو جائے گا لیکن جو کچھ اس کے ہاتھوں نے لکھا وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔“

جس طرح اولیاء اللہ کی زیارت وصحبت انسان کے عملی واخلاقی اصلاح کے لیے نسخہ

اکسیر ہے اسی طرح دوسرے درجے میں ان کے حالات وملفوظات کا مطالعہ کرنا اور سننا بھی از حد مجرب ومفید ہے۔ ارشاد ہے:

''ذکر الانبیاء من العبادۃ و ذکر الصالحین کفارۃ''۔۔۔ کہ انبیاء کا تذکرہ عبادت اور اولیاء کا تذکرہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

اس لیے تزکیہ نفس وصفائی قلب کے لیے کسی بزرگ کی صحبتِ دائمی نصیب ہو تو نور علی نور، وگرنہ دور رہتے ہوئے قلبی تعلق قائم رکھتے ہوئے ان کے واقعات ملفوظات و ارشادات کو مطالعہ میں رکھنا گویا صحبت میں بیٹھنا تصور ومحسوس ہوتا ہے اور مریدین کے لیے کلامِ شیخ و تصنیفِ شیخ بہ نسبت دوسرے کلام و تصانیف کے زیادہ انفع و مجرب ہوتا ہے (بوجہٗ عشق ومحبتِ شیخ کے)۔

جس طرح شیخ کی تقریر میں مرید کے لیے فیض ہے اسی طرح اس کی تحریر میں بھی لطف وفیض ہے۔ ہمارے اکابر کی عبادت ہمارے سامنے نہیں مگر ان کا علم، ان کی تصنیفات، تالیفات، فرمودات، مواعظ وملفوظات کی صورت میں ہمارے پاس محفوظ وموجود ہیں، جس سے ہم استفادہ کرتے اور کرسکتے ہیں۔ اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت کے خلیفہ اعظم حضرت پروفیسر میر حاتم صاحب دامت برکاتہم کی اس سلسلہ میں تازہ حیرت انگیز نایاب وکم یاب نادر کتاب ''رونا'' منظر عام پر آئی ہے۔ حضرت نے عجیب عنوان اختیار فرمایا کہ واقعی اس کے بغیر انسان کی زندگی کا پہیہ چل نہیں سکتا اور خاص کر قربِ الٰہی کا سب سے بڑا اور مؤثر ذریعہ ہے، جس کو تخلیق کائنات آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک ہر پیغمبر، ولی، غیر ولی نے اپنایا، اور اس کے ذریعے تسکین وقرب حاصل کیا گیا، گویا حق تعالیٰ کو منانے کا گُر سکھایا۔

اللہ تعالیٰ حضرت مصنف صاحب کی جان، مال، اولاد اور وقت میں برکت عطا فرمائے اور حضرت کے فیض سے ان کو اور ان کے پورے خاندان، بندہ اور اس کے خاندان

متعلقین اور پورے عالم کو مستفید فرماتے ہوئے سلسلہ کی اشاعت کا ذریعہ بنائے۔

(آمین ثم آمین)

اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرما کر ناکارہ سمیت تمام مریدین، متعلقین، عاشقین، صادقین اور عامۃ المسلمین کو اس سے استفادہ وعمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس کے مرقد مبارک پر کروڑ ہار رحمتیں نازل فرمائے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ خلفاء کی زندگیوں میں برکت اور ان کی خانقاہوں کو نفخِ صور تک سرسبز وشاداب رکھے۔ (آمین ثم آمین)

بندہ تقریظ لکھنے کے نہ قابل، نہ اس فن میں مہارت مگر

کسے تھا گمان کہ نہ ہوں گے وہ

کسے تھا یقین کہ آئیں گے ہم

بحکم حضرت چند الفاظ تحریر فرمائے۔ حق تعالیٰ قبول فرمائے۔

بحرمۃ سید المرسلین وشفیع المذنبین سیدنا محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وبحرمۃ سیدی ومرشدی نور اللہ مرقدہ

۸ محرم الحرام بروز جمعہ ۱۴۴۲ھ بوقت ۳ بجے ظہر ۲۸ اگست ۲۰۲۰ء

﴿باب۔۱﴾

رونا: تعارف وماہیت

تعارف

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر رونے والوں کے عمل کو سراہا ہے۔ سورۃ مریم کے آیات ۵۸ میں ارشاد ہے: یہ وہ لوگ ہیں جن پر انعام کیا اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں میں آدم کے اولاد اور نوح علیہ السلام کے ساتھی، ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی اولاد اور اسرائیل کی اولاد اور جن کو ہم نے پسند کیا جب ان کو اللہ کی آیتیں سنائے جاتے ہیں تو سجدہ میں گرتے ہیں اور روتے ہیں اور اسی طرح سورۃ بنی اسرائیل میں ہے کہ جن کو علم ملا ہے اور اُن کے پاس قرآن کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر کر روتے ہیں اور جب اس کلام کو سنتے ہیں جو حضور ﷺ پر اُترا تو اُن کی آنکھوں سے آنسوں اُبلتے ہیں۔

اور اصل میں اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہنساتا اور رُلاتا ہے۔ ایسے اسباب وحالات پیدا کر دیتا ہے جو خوشی یا غم کا سبب بن کر انسان ہنسنے یا رونے لگتا ہے۔ حالات واسباب کا پیدا کرنا کسی کے بس میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم اللہ کے کلام پر تعجب کرتے ہو اور بطورِ استہزاء کے ہنستے ہو اور اپنی معصیت یا عمل میں کوتاہی پر روتے نہیں ہو اور پھر حکم دیتا ہے کہ تواضع کے ساتھ جھکو اور سجدہ کرو اور متکبر فرعون اور سرکش فرعونیوں کے غرق ہونے پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نہ تو آسمان اُن پر رویا اور نہ زمین کیونکہ اُنہوں نے زمین پر کوئی ایسا نیک عمل نہیں کیا تھا کہ اُن کے مر جانے سے زمین یا آسمان روئے۔

اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام کبھی نہیں آئے مگر اس صورت میں کہ خوفِ خدا

سے کانپتے تھے۔ حضور ﷺ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام دونوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ تم کیوں روتے ہو۔ میں نے تم دونوں کو مامون کر دیا ہے اور جس کو معاف کروں گا اُسے کیسے عتاب کروں گا۔ یہ میرے کرم کے لائق نہیں ہے تو انہوں نے عرض کیا: الٰہی! تیرے حکم سے کون مامون ہو سکتا ہے۔ جب سے دوزخ پیدا ہوئی ہے میکائیل علیہ السلام کبھی نہیں ہنسے۔ آسمانوں میں جب اللہ تعالیٰ کا کوئی امر جاری ہوتا ہے تو فرشتے مارے خوف کے اپنے پَر ایسے زور سے مارتے ہیں جس سے ایسی خوفناک آواز پیدا ہو جاتی ہے جیسے زنجیروں کو چٹانوں پر مارا جائے اور سراسیمگی میں پوچھتے ہیں: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ کہ تمہارے رب نے کیا کہا۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کا گروہ انسانیت کا خلاصہ اور عطیہ ہے۔ نبوت موہبت ہے۔ کسب و تجربہ، عقل و ظن کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ نبی اولاً و آخراً، ظاہراً و باطناً ہر حال و ہر مقام میں معصوم ہے۔ عصمت نبوت سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ پھر بھی انبیاء علیہم السلام کے آہ و بکا، الحاح و زاری اور رونے کے واقعات سن کر انسان دنگ رِہ جاتا ہے اور یقین کر لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو رونے کے صفت میں سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے اُترے تو اِتنا روئے کہ آنسوؤں سے پودے اُگ آئے۔

حافظ الپوری فرماتے ہیں:

په ګریان ګیاه سبز دمیده شی
د آدم خوئی دې وانغست د چا پېنت ئې
آدم چې تېر څو کاله اوژړل هله قبول شو
بخشش وړیا غواړی نظر آدم حوا ته نهٔ
کړی

ترجمہ: آدم علیہ السلام کے آنسوؤں سے سبزہ نکل آیا۔ تم نے اُس کی عادت نہیں اپنائی کس کے اولاد ہو۔ آدم علیہ السلام کئی سال روئے تب توبہ قبول ہو گئی۔ آدم و حوا کو نہیں دیکھتے۔ مفت میں

بخشش مانگتے ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نماز میں کھڑے ہوتے تو ان کے دل کا جوش و تڑپ خدا کے خوف سے ایک کوس کے فاصلے پر سنائی دیتا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام اِتنا روتے تھے کہ پانی کا ایک گھونٹ پیتے ہوئے آدھا اس کے اپنے آنسو ہوتے تھے اور جب نوحہ کرنے لگتے تو اطراف سے مخلوق اُمڈ آتی۔ آپ روتے اور لوگ چیخیں اور دھاڑیں مار کر یہاں تک روتے کہ درندوں اور مَردوں میں سے گروہ کے گروہ مر جاتے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نماز پڑھتے ہوتے تو پتھر اور درخت ساتھ روتے لگتے۔ اُن کے آنسوؤں سے اُن کے رخساروں کا گوشت جاتا رہا۔ ان کے اس قدر رونے کو دیکھ کر حضرت زکریا علیہ السلام بھی رونے لگتے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے زیادہ رونے کا تو قرآن نے بھی ذکر کیا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام اِتنا روئے کہ بصارت ختم ہوگئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حضرت شعیب علیہ السلام کے ہاں بکریاں چرایا کرتے تھے تو ایک بکری بھاگی اور موسیٰ علیہ السلام جنگل، کانٹوں اور پتھروں میں پیچھے دوڑتے گئے۔ یہاں تک کہ بکری تھک کر کھڑی ہوگئی تو موسیٰ علیہ السلام اِس کو گود میں اُٹھا کر مخاطب ہوئے اور روتے ہوئے فرمایا اپنے کو بھی لہولہان کر کے تھکا دیا اور مجھے بھی تھکا کر بے دَم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا: اے موسیٰ! قربت حاصل کرنے والے میرے ڈر سے رونے کے علاوہ کسی اور چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رونے کے واقعات اِتنے بکثرت ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسندیدہ نہیں۔ ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کی خوف سے نکلا ہو، دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کے راستے میں گرا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ کے خوف سے آنکھ سے نکلا ہوا ذرا سا آنسو خواہ مکھی کے سر کے برابر ہو، جہنم کے آگ کو حرام کر دیتی ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے سینہ مبارک سے رونے کی ایسی آواز مسلسل آتی تھی جیسی چکی چل رہی ہو یا ہنڈیا پک رہی ہو۔ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ نمایاں خصلت رونا ہی تھا۔ ان حضرات کی توذراذراسی بات پر یہ حالت ہوا کرتی تھی۔ جیسے فرماتے ہیں:

اُمڈ آئے سینہ میں آہوں کے بادل
مرے قلب کی گرمیاں اللہ اللہ

یا رب کہ چشمہ است محبت کہ من آزاں
یکہ قطرہ آب خوردم و دریا گریستم

ترجمہ: یااللہ! یہ محبت کا کیسا چشمہ ہے کہ میں نے اُس سے ایک قطرہ پیا اور آنسوؤں کے دریا بہا دیئے۔

قرآن کریم کی آیات سننے پر جنّات کے رونے کے واقعات موجود ہیں اور بعض اکابر کے مرنے پر غیبی آوازوں اور رونے کو بھی سنا گیا ہے۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سنا کہ ایک جنی عورت حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ پر نوحہ کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ اے آنکھ! خبردار۔ میری مشقت پر آنسو بہا اور شہداء پر میرے بعد کون روئے گا۔ حضرت میمونہؓ نے بھی ایک جن کو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرتے سنا۔

جاندار و جمادات کے رونے اور آہ و فریاد کرنے کے واقعات بکثرت ہیں۔ جب ایک اُونٹ نے بڑبڑاتے ہوئے اپنا سر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر رکھ لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اپنے مالک کی شکایت کر رہا ہے۔ کھجور کے تنے کا رونا تو مشہور ہے اور آج تک مسجد نبوی کے اندر ریاض الجنۃ میں ایک ستون استوانہ حنانہ کے نام سے موجود ہے۔ یہ وہی کھجور کے تنے والی جگہ ہے جس پر ٹیک لگا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے اور منبر بننے کے بعد جب منبر پر جا کر بیٹھ گئے تو کھجور کے تنے نے بلک بلک کر رونا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر

سے اُتر کر اس پر ہاتھ رکھا تو رونا بند کیا۔ اسی طرح گزرتے ہوئے جب موسیٰ علیہ السلام نے ایک رونے والے پتھر سے رونے کا سبب پوچھا تو کہا جب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جہنم کے ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے تو میں روتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درخواست پر اس پتھر کو جہنم کے آگ سے مامون کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام نے آکر بتادیا لیکن پھر جب گزر ہوا تو اُس کو روتے پایا تو فرمایا: اب کیوں رو رہا ہے۔ پتھر نے کہا: جس چیز کی بدولت یہ بخشش ملی اُس چیز یعنی رونے کو کیوں چھوڑوں۔

حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل مقصود اعمال ہیں۔ رونا بھی ایک حال ہے۔ اگر حال و مواجید ہوں اور اعمال نہ ہوں تو ہیچ ہے۔ صرف رونے اور کپڑے پھاڑنے سے کیا ہوتا ہے۔ اگر بدون عمل کے رونا کوئی اچھی چیز ہے تو پھر رافضی بڑے صاحب کمال ہونے چاہئیں کیونکہ اُن کے ہاں بات بات میں رونا ہی ہے۔ بدون عمل کے رونا تکلف اور آورد سے ہوتا ہے۔ احوال صادقہ عمل ہی کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے بغیر نہیں ہو سکتے۔ یہی حال آج کل اہل وجد کا ہے کہ ان کا زیادہ تر حال و وجد تکلف اور تصنع سے ہوتا ہے۔ لوگوں نے حال و وجد کو بھی رسم بنالیا ہے ورنہ واقعی حال تو کسی کسی پر طاری ہوتا ہوگا۔ زیادہ تر تو بناوٹ ہوتی ہے اور کسی پر واقعی حال بھی طاری ہو تو بدون عمل کے سب ہیچ ہے اور آج کل حال و قال و وجد والے اکثر عمل سے کورے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میت پر نوحہ کرنے کو منع فرمایا ہے اور نوحہ کرنے والوں کی مذمت کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کے وفات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جاری تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آنسو تو اختیار میں نہیں ہیں لیکن بات ہم وہی کہیں گے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے قریب الموت ہونے کے وقت اپنے عیال اور

موجود لوگوں کو فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد مجھ پر نوحہ نہ کرنا۔ آنسو بہانا تو غیر اختیاری ہے لیکن نوحہ کرنا، کپڑے پھاڑنا، بال نوچنا اور سر پیٹنا منع فرمایا گیا ہے۔

رونا ایک ایسی زبان ہے تو تمام دنیا میں ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ رونا توجہ حاصل کرنے کے لیے سب سے زیادہ متاثر کن ذریعہ ہے۔ ایک شیر خوار بچے کے پاس رونا سب سے زیادہ موئثر ہتھیار ہے جس کے ذریعے وہ اپنی تمام ضروریات پوری کرتا ہے۔ بھوک لگی تو رونا، پیاس لگی تو رونا، نیند آئی رونا، بیمار ہے، تکلیف ہے تو رونا اور کمال ہے کہ ماں رونے کی سبب کو جان لیتی ہے۔

اگر کوئی بندہ اجنبیوں کو اپنی زبان میں سمجھانے کی کوشش کرے تو شائد سمجھا نہ سکیں حالانکہ زبان اور بولنا بلاغت وفصاحت والی چیزیں ہیں لیکن اگر وہ بندہ رو پڑے تو اجنبی بھی سمجھ جاتے ہیں کہ اس بندہ کو تکلیف ہے یا اس کو کوئی تکلیف پہنچی ہے اور مدد کا طلبگار ہے یعنی رونا زبان سے بہتر ترجمانی کر جاتی ہے۔ بقول عبد العزیز شرقی صاحب مدنی کے:

زبان رُک گئی جا کے حد ادب پر
بنی چشم تر ترجمان اللہ اللہ

ویسے بھی شدید رنج والم کی حالت میں انسان بول نہیں سکتا بلکہ آنکھیں آنسو برسا کر ترجمانی کا حق ادا کر دیتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک انسانوں نے بلکہ سارے مخلوقات نے رونے کو اپنی فریاد رسی کا ذریعہ استعمال کیا ہے اور بعضوں نے تو رونے کو اپنی زندگی کا محبوب ترین مشغلہ بنایا ہے اور کسی بھی قیمت پر اس کا بدل قبول نہیں کرتے۔

حضرت حاجی محمد امین صاحب جامی سرحد آف ترنگزئی فرماتے ہیں:

په تاج و تخت دي خوشحالي کوی شاهان د دُنیا
زما نصیب شه ګرمي اوښکي توپول د صبا

یعنی دنیا کے بادشاہ اپنے تاج و تخت پر خوش ہوں۔ مجھے تو صبح کے وقت گرم آنسو بہانا نصیب ہو۔

اور پشتو کے مشہور صوفی شاعر عبد الرحمٰن بابا کہتے ہیں:

ځوك دې غم زما د ډېرو اوښکو نهٔ کا
ما موندلی په دا بحر کښې گوهر دی

یعنی کوئی میری زیادہ آنسوؤں کی فکر نہ کریں کیونکہ میں نے اِسی آنسوؤں کی بحر میں موتی پایا ہے۔

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ دلگیر و غمگین ہو رہے ہیں کہ میرا رونا اور میری آہیں کم کیوں ہو گئیں۔

نیم شب آہوں میں پاتا ہوں کمی
دردِ دِل شائد کہ کچھ کم ہوگیا

اور حاجی محمد امین صاحب عاشق رسول فرماتے ہیں:

سیوا د اوښکو له گوهر بل متاع د غریب
قسم د رب کهٔ به صنمَ ستا فدا سره وی
په سلطنت به ئې د دارا او سکندر ور نهٔ
کړم
متاع د غم ستا چې هر بې نوا گدا سره وی

اے میرے محبوب یا رسول اللہ! خدا کی قسم! کہ تیرے غریب عاشق کے پاس آنسوؤں کی موتیوں کے سوا اور کوئی متاع نہیں اور یہ متاع مجھے اِتنی عزیز ہے کہ دارا اور سکندر کے سلطنتوں کے عوض دینے کو تیار نہیں۔

فارسی کے مشہور شاعر عرفی فرماتے ہیں:

عرفی اگر بہ گریہ میسر شدے وصال

صد سال مے تواں بہ تمنا گریستن

یعنی اگر رونے سے محبوب کا وصال حاصل ہو سکتا ہے تو اس تمنا میں سو سال تک رو سکتا ہوں۔

بزرگوں کے اقوال

✦ آنکھ اور دل کا رونا۔ آنکھ کا رونا رجوع کرنے والے اہل معرفت کا رونا ہے۔ دل کا رونا مریدین میں اہل معرفت کا رونا ہے اور باطن کا رونا محبت رکھنے والے اہل معرفت کا رونا ہے۔ اصل رونا دل کا رونا ہے۔ منافقت کا رونا صرف آنکھ سے ہوتا ہے۔

✦ امام احمد رفاعیؒ فرماتے ہیں کہ اہل غفلت جب ہنستے ہیں تو اہل معرفت روتے ہیں۔ اہل غفلت جب خوش ہوتے ہیں تو اہل معرفت غمزدہ ہو جاتے ہیں۔

✦ احمد رفاعیؒ فرماتے ہیں کہ کثرت سے رونا اور آنسو بہانا معرفت کے دلائل اور اہل معرفت کے علامات میں سے ہے اور رونے کو ترک کرنا اور زیادہ ہنسنا اہل غفلت کی علامت ہے۔

✦ اللہ کی خوف سے رونا بڑی ہی دولت ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو حق تعالیٰ میسر فرمادیں۔

✦ حضرت احمد حواری فرماتے ہیں۔ سب سے افضل رونا وہ ہے جو اُن اوقات کے ضائع ہونے پر رویا جائے جن میں کوئی نیکی نہیں کی ہو۔

رونے کے اقسام

مشہور محدث امام احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رونے کی چھ قسمیں ہیں:

۱۔ حیاء سے رونا جیسے آدم علیہ السلام کا رونا ہے۔

۲۔ غلطی کا رونا جیسے داؤد علیہ السلام کا رونا ہے۔

۳۔ خوف سے رونا جیسے یحییٰ علیہ السلام کا رونا۔

۴۔ کسی چیز کی گمشدگی پر رونا جیسے یعقوب علیہ السلام کا رونا۔

۵۔ ہیبت الٰہی سے رونا جیسے سارے انبیاء علیہم السلام کا رونا اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے: اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا۔

ترجمہ: "اُن کے سامنے رحمٰن کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے ہیں"۔

۶۔ شوق اور محبت کی وجہ سے رونا جیسے شعیب علیہ السلام کا رونا۔

✦ یزید بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رونا سات وجہ سے ہوتا ہے۔ (۱) خوشی سے (۲) جنون سے (۳) درد سے (۴) گھبراہٹ سے (۵) دکھلاوے سے (۶) اللہ کے خوف سے (۷) نشہ سے۔ اللہ کے خوف کے رونے کا ایک آنسو بھی آگ کے سمندر کو بجھا دیتا ہے۔

ماہیت

رونے پر طبی اور سائنسی تحقیق

رونا اور انسانی تاریخ ایک جتنی پرانی ہے کیونکہ جب آدم علیہ السلام کو جنت سے دنیا میں اُتارا گیا تو ان کا پہلا کام ہی رونا تھا اور یہ کام ابھی تک جاری ہے کہ جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے وہ سب سے پہلے روتا ہے اور پھر انسان رونے کے مختلف تجربات سے گزرتا ہے۔ کبھی رنج والم سے رویا تو کبھی درد و تکلیف سے، کبھی اپنی ناکامی پر اور کبھی اپنی بے بسی اور مجبوری پر اور ان تجربات سے فائدہ بھی اُٹھاتا رہا۔ سائنس کی ایجادات اور طب کی معلومات نے انسان کو خود تجربات کر کے اُس سے نتیجہ حاصل کرنے کا طریقہ سکھایا۔ اس باب میں دیئے گئے معلومات اسی تحقیق کا نتیجہ ہے جو ۱۹۷۴ء سے لے کر ۲۰۰۴ء تک کے مختلف سائنسی اور طبی رسائل و جرائد میں چھپے اس بارے میں سب سے زیادہ فائدہ اُس تحقیقی مقالہ سے لیا گیا جو کہ سپین میں

انٹرنیشنل سوسائٹی برائے جذباتی تحقیق کے میٹنگ میں پیش کیا گیا تھا۔ مقالے کا عنوان تھا ''مرد و عورت میں رونے کا انداز و ماہیت''۔ صاحبِ مقالہ نے پچاس سے زیادہ ایسے تحقیقی نتائج کا احاطہ کیا ہے جو سائنس اور طب کے معتبر رسائل و جرائد میں چھپ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ انٹرنیٹ کے مواد سے بھی خاطر خواہ فائدہ لیا گیا ہے۔ ان تجربات میں سے حاصل شدہ نتائج میں سے چند اقتباسات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

- رونا (آنسو) ہمدردی اور تجسس کو اُبھارنے کا طاقتور ذریعہ ہے۔
- رونا ایک طاقتور محرک ہے جو دیکھنے والوں میں زبردست ردِّ عمل پیدا کرتا ہے مثلاً ہمدردی اور رونے والے کے درد کا مداوا کرنا۔
- آنسو بہانے والے کے مقاصد کے بارے میں شکوک و شبہات بھی پیدا کرتے ہیں۔
- رونا ایک ایسا آلہ ہے جو دُور سے اپنے دیکھنے والے کے ساتھ تعلق کو جوڑتا ہے۔
- رونا ایسا طریقہ ہے جو اپنے جائز جذبات کو اُس کی وجہ بتائے بغیر بیان کر دیتا ہے۔
- رونا ایک ایسا ترجمان ہے جو بغیر کچھ کہے اپنا عرض سمجھا دیتا ہے کہ مجھے مدد کی ضرورت ہے۔
- رونا بھرپور انداز میں بتاتا ہے کہ میں کربناک حالت میں ہوں۔ یہ بہت تھوڑے وقت میں بہت کچھ بتانے کے مترادف ہے۔
- جب بیان ناکام ہو جاتا ہے تو آنسو انسان کے جذبات کی گہرائی کی ترجمانی کا حق ادا کر دیتی ہے۔
- ولیم فرے کی تحقیق کے مطابق ۴۹ فیصد آنسو صدمہ، ۲۱ فیصد خوشی، ۱۰ فیصد غصہ، ۹ فیصد خوف اور ۷ فیصد ہمدردی کے اظہار کی صورت میں بہتے ہیں۔

رونے کے فوائد

✦ اس سے اور زیادہ کیا فائدہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں رونے والوں کی تعریف کی ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ جس آنکھ سے اللہ کی خوف کی وجہ سے ذراسا آنسو خواہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو، نکل کر چہرہ پر گرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس چہرہ کو آگ پر حرام فرمادیتے ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے جو شخص اللہ کے خوف سے روئے، اُس کا آگ میں جانا ایسا مشکل ہے جیسا دودھ کا تھنوں میں واپس جانا۔

✦ آنسو بہانا بیماریوں سے بھی بچنے کا ذریعہ ہے۔ مشہور بائیو کیمسٹ اور ٹیرا ایکسپرٹ ولیم فرے کے تحقیق کے مطابق، ذہنی دباؤ، مایوسی اور غم کی حالت میں نکلنے والے آنسوؤں میں ایسے مادے پائے جاتے ہیں جو دِل کے دَورے، بلڈ پریشر، نروس بریک ڈاؤن، میگرین اور شوگر جیسی بیماریاں پیدا کرتی ہیں۔ ان تمام فاسد مادوں کا اخراج نہ صرف دِل کا بوجھ ہلکا بلکہ ان مہلک بیماریوں سے بچاؤ کا سبب بھی بنتی ہیں۔

✦ انسانی جسم کے نظام میں ایک ہارمون انڈورفنز کے نام سے موجود ہے۔ رونے کی حالت میں اس کے مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس سے ذہنی دباؤ اور درد میں کمی واقع ہو جاتی ہے بلکہ مایوسی اور غم پر قابو پانے میں بھی مدد ملتی ہے۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

میں رات ٹوٹ کے رویا تو چین سے سویا
کہ میرے دل کا زہر چشم تر سے نکلا تھا

✦ رونا سٹریس کے اظہار کا بیرونی ذریعہ ہے جس میں جسم کے فاسد کیمیکل اس طرح خارج ہوتے ہیں جیسے تنفس، پسینہ، پیشاب کی صورت میں خارج ہوتے ہیں۔

✦ آنسو بہانا ایک فطری صحتمند عمل ہے۔ یہ جذباتی آسودگی، ذہنی جذباتی توازن اوراس کا صحتمندانہ طریقہ ہے جس میں منفی جذبات سے نجات ملتی ہے۔

✦ مشہور ادیب واشنگٹن اورنگ کا قول ہے کہ آنسوؤں میں تقدس ہے اور کسی کو کمزور

کی بجائے طاقتور ثابت کرتے ہیں جو دس ہزار زبانوں سے زیادہ قادر الکلام ہوتے ہیں۔

- آنسوؤں تعاون اور گرم جوشی کی علامت ہے۔ آنسوؤں جارحانہ انداز اختیار کرنے والوں کے راہ میں حائل ہو کر امن اور یگانگت کی طرف مائل کرتے ہیں۔
- آنسو مدد اور توجہ حاصل کرنے کی علامت ہے جو دیکھنے والوں میں محبت اور ہمدردی کا جذبہ بیدار کر دیتا ہے۔
- آنسو ہمیں دوسروں کے جذبات سے کھیلنے کا موقع بھی فراہم کرتے ہیں۔ جیسے عورتیں اکثر مردوں کی توجہ حاصل کرنے کے لیے آنسوؤں کا استعمال کرتی ہیں۔

آنسو بہانے کا نظام

ہیومن اناٹومی اور فزیالوجی کے مشہور مصنفین کنٹ ایم وی ڈی گراف اور سٹورٹ ایرافوکس نے آنسوؤں کے ماہیت اور مخزن پر بحث کی ہے۔

آنسوؤں کے بننے اور بہانے کا اپنا ایک نظام ہے۔ اس نظام کو لیکریمل ڈرینج سسٹم کہتے ہیں۔ جس میں آنسو کے غدود اپنی ایک قسم کی رطوبت خارج کرتی ہے۔ خارج شدہ رطوبت کئی نلکے نکاسی کے لیے ناک میں لے جاتے ہیں۔ آنسوؤں کا غدود بادام کے شکل اور سائز کے برابر آنکھ کے دائرہ کے اندر دائیں بائیں موجود ہوتا ہے۔ ہر آنکھ کی جھپک سے رطوبت خارج ہو کر نلکوں میں آجاتا ہے۔ یہ رطوبت ایک لیس دار مائع ہوتا ہے جس میں بیکٹیریا کو مارنے والے انزائم شامل ہوتے ہیں۔ یہ رطوبت آنکھ کو نم دار رکھ کر رگڑ سے صرف بچاتی نہیں بلکہ آنکھ کو انفیکشن کے اثرات سے بھی محفوظ رکھتی ہے۔ ہر آنکھ روزانہ تقریباً ایک ملی لیٹر رطوبت خارج کرتی ہے۔ اگر باہر کے اجزاء مثلاً دھول مٹی یا پیاز مرچوں کے اثرات آنکھ میں پہنچ جائیں تو آنسوؤں کے غدود متحرک ہو کر زیادہ رطوبت خارج کرنا شروع کر دیتی ہے۔ زیادہ رطوبت خارج کرنا آنکھ کے دھونے اور بیرونی اجزاء کے اثرات کو زائل کرنے میں

ممد ہوتا ہے۔

غیر جذباتی اور جذباتی رونے (آنسو) میں فرق

✦ رونا یا آنسو بہانا دراصل ایک دفاعی فطری عمل ہے۔ جب کوئی بیرونی شے مثلاً کوئی زرہ، چوٹ، پیاز یا مرچوں کی مہک، آنسو گیس یا انفیکشن آنکھ کو لگ جاتی ہے تو آنکھ آنسو بہانا شروع کر دیتی ہے۔ ان اشیاء کا تعلق صرف باہر سے ہوتا ہے۔ دِل کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس کو ہم غیر جذباتی رونا یا آنسو کہتے ہیں۔ جذباتی رونا یا آنسو وہ ہے جو دِل کے ساز پر ضرب یا چوٹ پڑنے کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے رونے کا بیرونی اشیاء یا لمس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ دِل کے اندر ہی رنج والم، ندامت و شرمساری، خوف و تشکر اور خوشی کے کیفیات سے مغلوب ہو کر آنسو نکلتے ہیں۔ اس کے وجوہات مختلف ہوتے ہیں مثلاً پیاروں کا روٹھ جانا، بچھڑ جانا، فوت ہونا یا اچانک مل جانا وغیرہ ہو سکتا ہے۔

✦ غیر جذباتی آنسوؤں کے اجزائے ترکیبی جذباتی آنسوؤں کے اجزائے ترکیبی سے مختلف ہوتے ہیں۔ جذباتی آنسوؤں میں وہ مادے شامل ہوتے ہیں جو عموماً سٹریس کی صورت میں خارج ہوتے ہیں مثلاً (۱) لیوسن ان کیفلن، یہ وہ ہارمون ہے جو موڈ کو بہتر کرتا ہے اور درد کو کم کر دیتا ہے۔ (۲) اے۔سی۔ٹی۔ایچ یہ ہارمون سٹرس کی نشاندہی کرتا ہے۔ (۳) پرولیکٹن جو دودھ پلانے والے جانداروں میں دودھ کی نمو کا باعث ہے۔

✦ جذباتی آنسوؤں میں پوٹاشیم اور مینگنیز کی مقدار خون کے مقابلے میں ۳۰ فیصد زیادہ ہوتی ہے۔

✦ جذباتی آنسوؤں میں پروٹین کی مقدار غیر جذباتی آنسوؤں کے مقابلے میں ۲۴ فیصد زیادہ ہوتا ہے۔

✦ غیر جذباتی آنسوؤں میں پانی کی مقدار ۹۸ فیصد ہوتی ہے جو جذباتی آنسوؤں کے مقابلے میں خاصی زیادہ ہے۔

✦ نرم دِل اور ہمدردانہ جذبات والے افراد زیادہ روتے ہیں بہ نسبت سخت دِل اور حاکمانہ مزاج والوں کے۔

✦ انسان کے اندر رونے کو روکنے کے لیے بے پناہ صلاحیت موجود ہے اس لیے بعض اوقات دیکھنے والا سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ آنسو خوامخواہ یا مگرمچھ کے آنسو تو نہیں۔ رونے کے بعض محرکات رونے کی مقدار اور رونے کی ماہیت کے ساتھ جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ رنج والم میں رونا محدود انداز میں ہوتا ہے لیکن بہت زیادہ رونا اور بہت زیادہ جذباتی ہونا اِس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ شائد رونا مصنوعی ہے۔ رونا اِتنا کم بھی ہو سکتا ہے کہ صرف آنکھیں نم ہوں اور اِتنا زیادہ بھی کہ ندیاں بہادیں۔

✦ غصے کی آنسوؤں کی زیادہ قدر و قیمت نہیں ہوتی اس لیے کہ غصے کی آنسو اپنے مقاصد میں ناکامی پر بے حد مایوسی، بے بسی اور کچھ نہ کر سکنے کا اظہار ہے۔ اُس کے پاس سوائے اپنی ناکامی کے اعتراف اور آنسو بہانے کے علاوہ کوئی دوسرا آپشن نہیں ہوتا۔

مرد اور عورت کے رونے (آنسو) میں فرق

✦ بچپن سے لے کر بارہ سال کی عمر تک جنس کے تفریق کے بغیر رونا آتا ہے۔ بلوغت کے بعد فرق واضح ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ مردوں میں ٹسٹوایسٹرون اور عورتوں میں پرولیکٹن ہارمون کی مقدار بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ عورتوں میں پرولیکٹن کی مقدار مردوں کے مقابلے میں ساٹھ فیصد زیادہ ہوتی ہے۔ یہ ہارمون دودھ کی افزائش کا بھی سبب بنتی ہے۔

✦ ایک تحقیق کے مطابق مرد مہینہ میں 1.4 مرتبہ روتا ہے جبکہ عورتوں میں 5.4 مرتبہ رونا اوسط ہے۔ اس فرق کی ایک وجہ عورتوں کے آنسو بنانے والے غدود میں خلیوں کی

جسامت ہے جو مردوں کے مقابلے میں چھوٹے ہوتے ہیں اور دوسری وجہ مردوں میں زیادہ مقدار میں پسینہ بہانے کی بدولت فاسد مادوں کا فطری اخراج ہے۔

✦ مرد عموماً خاموشی سے، کم مدت تک روتے ہیں۔ ان کا رویہ معذرت خواہانہ اور رونے کی وجہ بتانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ عورتیں بلند آواز سے دیر تک روتی ہیں۔

✦ مرد اور عورت میں یہ قدر مشترک ہے کہ دونوں سرِشام اپنے گھر کی تنہائی میں یا کسی قریبی ساتھی کی موجودگی میں رونا پسند کرتے ہیں۔

✦ رو لینے کے بعد ۷۳ فیصد مرد اور ۸۵ فیصد عورتیں اچھا محسوس کرتے ہیں۔

✦ مردوں کی اکثریت اس زعم میں مبتلا نظر آتی ہے کہ آنسو بہانا مردانگی کے خلاف ہے اس لیے رونے سے احتراز کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کچھ عرصہ قبل ۱۹۷۲ء میں امریکہ میں ہونے والے الیکشن میں ایک اُمیدوار تقریر کے دوران رونے کی وجہ سے مقابلے سے باہر ہو گیا تھا لیکن خواتین اپنی زندگی کا تقریباً ڈیڑھ سال آنسوؤں کی نذر کر دیتی ہیں۔ تحقیق کے مطابق بلوغت کے بعد ہر لڑکی ہفتے میں کم از کم دو گھنٹے روتی ہے۔

✦ قدیم یونان میں بادشاہ کے دربار میں عورتیں (بیویاں) روتی ہوئی آتیں تاکہ اپنے شوہروں کے خلاف مقدمہ میں فیصلہ حاصل کر سکیں۔ یہی حربہ آج کل فلموں، موسیقی اور شاعری میں استعمال کیا جاتا ہے۔

✦ ۱۹۸۰ء کے عشرے میں سائنسدانوں کا خیال تھا کہ عورت کے آنسو مردوں کے مقابلے میں زیادہ قابل قبول ہوتے ہیں۔ بہرحال اب موجودہ دَور (۲۰۰۰ء) میں اکثریت کا یقین ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ عورت کے آنسو مردوں کے مقابلہ میں زیادہ قابل قبول ہوں۔

✦ مرد اپنے جذبات و احساسات کو زیادہ مردانگی اور حوصلہ سے اظہار کرتے ہیں یہ

نسبت عورت کے مثلاً غصہ وغیرہ جبکہ عورتوں کو اپنے طاقت کے اظہار کی کوئی فکر نہیں ہوتی اس لیے جذبات میں طاقت نہیں ہوتی۔ بعض کو اس سے اختلاف بھی ہے۔

✦ چونکہ مرد کبھی کبھار روتے ہیں اس لیے دیکھنے والے اُن کے رونے کو سچا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ضرور کوئی ایسا اہم واقعہ ہو چکا ہے جو رونے کا سبب بنا ہے۔ اس کے مقابل عورتیں معمولی بات پر بھی روتی ہیں اور ان کا رونا ایک عام سی بات ہوتی ہے۔ اس وجہ سے عورتوں کے رونے کو زیادہ شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

✦ یہ بات بلا امتیاز وبلا تفریق قومیت مسلم ہے کہ عورتیں مردوں سے زیادہ جذباتی ہوا کرتی ہیں۔

رونے کی تاریخ

رونے کی تاریخ انسانی زندگی کے تاریخ کے برابر ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جب جنت سے زمین پر اُتارا گیا تو اِتنا روئے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اِتنا روئے کہ اگر تمام دنیا کا رونا جمع کیا جائے تو آدم علیہ السلام کا رونا اس سے بڑھ جائے۔ اسی طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کا رونا مشہور ہے۔ رونا اولیاء اللہ کے صفات کا مستقل جز رہا ہے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ ہر بچے کے پیدائش کے بعد سب سے پہلا کام رونا ہوتا ہے بلکہ ہر انسان کو اپنی زندگی میں رونے کے حالات کا زیادہ سامنا کرنا پڑتا ہے بہ نسبت خوشی کے حالات کے۔ پشتو کے صوفی شاعر عبدالرحمٰن بابا نے کیا خوب فرمایا ہے:

خاورې د آدم چې کړې خمیر فرشتګانو
درست ئې په غمونو په دردونو ولاړهٔ

ترجمہ: فرشتوں نے جب آدم علیہ السلام کے پتلے کے خاک کا خمیر بنایا تو تمام پتلے کو غم وحزن سے

لت پت اور درد آلود کر دیا۔

قدیم یونانی اپنے مُردوں کے دفنانے کے رسم میں ایک چھوٹی بوتل میں اپنی غمگساری کے آنسو جمع کر کے مرنے والے کے ساتھ خراج عقیدت کے طور پر دفن کر دیتے تھے۔ اگر چہ مردوں کا رونا مردانگی کے خلاف اور کمزوری سمجھا جاتا ہے مگر رونا اپنا عمل دِکھا جاتا ہے اور اندر سے ایسا ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے کہ آخر پھٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو لیتا ہے۔ رحمٰن بابا فرماتا ہے:

اے رحمانه□! چې عاشق شې
ځان دې ژاړی کوك په کوك

ترجمہ: اے رحمٰن! جب اللہ کا عاشق ہو جائے تو چاہیئے کہ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔

مغربی دنیا نے تو غم واندوہ کے سارے مناظر کو سامنے سے چھپایا کہ رونے کا موقع ہی نہ ملے مثلاً بوڑھوں اور ضعیفوں کو سینیر سیٹیزن ہاؤسز میں، اندھے، بہرے، لنگڑے، معذوروں کو ہاسٹل میں رکھ کر نظروں سے چھپایا۔ موت کو ہسپتالوں اور میتوں کو جنازہ گاہ کے حوالے کر کے اپنے گھر اور ماحول کو اُن سے پاک رکھا لیکن رونا پھر بھی بند نہیں ہوا۔ ذرا کرید کر پتہ چلتا ہے کہ آنسوؤں کے سیلاب تھم نہ سکے اور تاقیامت جاری رہیں گے۔

﴿باب۔۲﴾

آیاتِ قرآنی واحادیث مبارکہ

آیاتِ قرآنی

قرآن کریم کی کئی آیات میں رونے کا تذکرہ موجود ہے جو مختلف حالات اور واقعات کے بارے میں نازل ہوئیں۔ اِس باب میں ان آیات، ان کا ترجمہ اور تفسیر کا بحث ہے۔ آیات کا ترجمہ اور تفسیر ہو بہو حضرت مولانا محمد شفیع، مفتی اعظم خلیفہ اجل حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر معارف القرآن سے لیا گیا ہے۔ آیات، اُن کا ترجمہ اور تفسیر ملاحظہ ہو۔

اللہ تعالیٰ سورۃ مریم میں اپنے انبیاء اور نیک بندوں کا وصف بیان کرکے ارشاد فرماتے ہیں:

أُولَٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۙ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۙ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۙ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۞ (سورۃ مریم:۵۸)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن پر انعام کیا اللہ نے پیغمبروں میں آدم کی اولاد میں اور ان میں جن کو سوار کرلیا ہم نے نوح کے ساتھ اور ابراہیم کی اولاد میں اور اسرائیل کی اور ان میں جن کو ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا جب اُن کو سنائے آیتیں رحمٰن کی گرتے ہیں سجدہ میں اور روتے ہوئے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر اپنے معارف القرآن میں یوں فرماتے ہیں کہ یہ حضرات جن کا ذکر ہوا زکریا علیہ السلام سے ادریس علیہ السلام تک یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے خاص انعام فرمایا ہے۔ منجملہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے یہ وصف سب

مذکورین میں مشترک ہے اور یہ سب آدم علیہ السلام کی نسل سے تھے اور بعض ان میں ان لوگوں کی نسل سے تھے جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا اور بعض ان میں ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی نسل سے تھے اور یہ سب حضرات ان لوگوں میں سے تھے جن کو ہم نے ہدایت فرما دی اور ان کو مقبول بنایا اور باوجود اس مقبولیت و اختصاص کے ان سب حضرات موصوفین کی عبدیت کی یہ کیفیت تھی کہ جب ان کے سامنے رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو غایت افتقار و انکسار و انقیاد کے اظہار کے لیے سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے زمین پر گر جاتے تھے۔

آیاتِ قرآن کی تلاوت کے وقت بکا (رونے) کی کیفیت پیدا ہونا محمود اور انبیاء علیہم السلام کا وصف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین اور اولیاء اللہ سے بکثرت اس کے واقعات منقول ہیں۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مذکورہ آیت کے بعد سجدہ میں یہ دُعا کریں: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الْمُنْعَمِ عَلَيْهِمُ الْمُهْدِيِّيْنَ السَّاجِدِيْنَ لَكَ الْبَاكِيْنَ عِنْدَ تِلَاوَةِ اٰيٰتِكَ۔

✦ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ﴿۱۰۷﴾ وَّ يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۩﴿۱۰۹﴾ (سورۃ بنی اسرائیل:۱۰۷،۱۰۸،۱۰۹)

ترجمہ: کہہ تم اس کو مانو یا نہ مانو جن کو علم ملا ہے اس کے پہلے سے جب ان کے پاس اس کو پڑھتے گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر سجدہ میں اور کہتے ہیں پاک ہے ہمارا رب۔ بیشک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہے گا اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے اُن کو عاجزی۔ کہہ دیجئے کہ تم اس قرآن پر خواہ ایمان لاؤ یا ایمان نہ لاؤ، دوسرے لوگ ایمان لے آئے۔ چنانچہ جن لوگوں کو قرآن کے نزول سے پہلے دین کا علم دیا گیا تھا یہ قرآن جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا رب وعدہ خلافی سے پاک

ہے۔ بیشک ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہی ہوتا ہے اور ٹھوڑیوں کے بل جو گرتے ہیں تو روتے ہوئے گرتے ہیں اور یہ قرآن یعنی اس کا سننا ان کا دلی خشوع اور بڑھاتا ہے۔

تفسیر مظہری میں ہے کہ تلاوت قرآن کے وقت رونا مستحب ہے۔ بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم میں نہ جائے گا وہ شخص جو اللہ کے خوف سے رویا جب تک کہ دوہاہوا دودھ دوبارہ تھنوں میں واپس نہ لوٹ جائے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام کر دی۔ ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روئے۔ دوسرے جو اسلامی سرحد کی حفاظت کے لیے رات کو بیدار رہے۔ آج سب سے بڑی مصیبت جو مسلمانوں پر پڑی ہے یہ ہے کہ خدا کے خوف سے رونے والے بہت کم رہ گئے۔

ابن جریر ابن منذر نے عبد الاعلیٰ تیمی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ نقل کیا ہے ''جس شخص کو صرف ایسا علم ملا ہو جو اس کو رُلاتا نہیں تو سمجھ لو کہ اس کو علم نافع نہیں ملا''۔

ان آیات کی شان نزول یہ ہے کہ بروایت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو یہودی آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعلیمات کے بارے میں پوچھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وہ سب کچھ پورا پورا بتا دیا تو دونوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا اور گواہی دی کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔

✦ وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ (سورۃ المائدہ:۸۳)

ترجمہ: اور جب سنتے ہیں اس کو جو اُترا رسول پر تو دیکھے تو اُن کی آنکھوں کو کہ اُبلتی ہیں آنسوؤں سے اس وجہ سے کہ انہوں نے پہچان لیا حق بات کو۔ کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے سو تو لکھ ہم کو ماننے والوں کے ساتھ۔ ان نصاریٰ میں بہت سے علم دوست عالم ہیں اور بہت سے تارکِ دنیا درویش ہیں اور بعض ان میں جو آخر میں مسلمان ہوگئے تھے ایسے ہیں کہ جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا گیا ہے یعنی قرآن تو آپ اُن

کی آنکھیں آنسوؤں سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں۔ اس سبب سے کہ انہوں نے دین حق یعنی اسلام کو پہچان لیا اور یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم مسلمان ہو گئے تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لیجئے جو محمد ﷺ اور قرآن کے حق ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

چند مسلمانوں نے قریش کے مظالم سے تنگ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے مشورہ اور اجازت سے مکہ سے حبشہ کو ہجرت کیا۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی اور عوام نے ان کا استقبال کیا اور وہاں رہنے کی سہولت فراہم کر دی۔ جب حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ ہجرت کی تو مہاجرین حبشہ نے مدینہ طیبہ کا عزم کیا تو نجاشی شاہ حبشہ نے نصاریٰ کے بڑے بڑے علماء ومشائخ کا ایک وفد ان کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا جو ستّر آدمیوں پر مشتمل تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو سورۃ یٰسین پڑھ کر سنائی۔ یہ لوگ سنتے جاتے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور کہا یہ کلام اُس کلام کے مشابہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا اور سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ قرآن کریم سورۃ المائدہ میں نجاشی بادشاہ حبشہ کے اُس وفد کا حال بیان کرتا ہے جو خیر سگالی کے طور پر رسول اللہ ﷺ سے ملا۔ قرآن سن کر روئے اور مسلمان ہوئے۔

✦ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾

(سورۃ نجم: ۴۲،۴۳،۴۴)

ترجمہ: اور یہ کہ تیرے رب تک سب کچھ پہنچتا ہے اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رُلاتا اور یہ کہ وہی مارتا اور جلاتا ہے۔

آخر کار سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اعمال کا حساب دینا ہے۔ نوع انسان میں خوشی اور غم اور اس کے نتیجے میں ہنسنے اور رونے کا سلسلہ ہر شخص دیکھتا ہے اور ان دونوں چیزوں کو ان کے ظاہری طور پر پیش آنے والے اسباب کی طرف منسوب کر کے معاملہ ختم کر دیتا ہے۔ غور وفکر اور گہری نظر سے جو دیکھے گا کہ کسی کی خوشی یا غم اور ہنسانا یا رُلانا خود اس کے یا کسی دوسرے کے قبضہ میں نہیں۔ یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ وہ

اسباب کو پیدا کرتا ہے۔ وہی اسباب میں تاثیر دیتا ہے۔ وہ جب چاہتا ہے رونے والوں کو ایک لمحہ میں ہنسا دیتا ہے اور ہنسنے والوں کو ایک منٹ میں رُلا دیتا ہے۔

بہ گوش گل چہ سخن گفتۂ کہ خنداں است
بہ عندلیب چہ فرمودۂ کہ نالاں است

اِن آیات کے شانِ نزول میں ہے کہ کوئی شخص اسلام لے آیا تھا۔ اُس کے کسی ساتھی نے اُس کو ملامت کی کہ آپ نے باپ دادا کے دین کو کیوں چھوڑا تو اس نے کہا: میں اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ وہ بولا کہ تو مجھے کچھ دیدے تو میں آخرت کا تیرا عذاب اپنے سر پر رکھ لوں گا تو عذاب سے بچ جائے گا۔ اُس نے کچھ دے دیا اور بقیہ کی دستاویز مع گواہوں کے لکھ دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اُوپر ایسے طور پر نہیں لے سکتا کہ گناہ کرنے والا بری ہو جائے بلکہ سب کو خدا کے پاس آنا ہے اور وہی سب کچھ کرتا ہے۔ ہنساتا رُلاتا ہے، مارتا ہے جلاتا ہے۔

✦ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ۙ﴿۵۹﴾ وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ۙ﴿۶۰﴾ وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ۩ ﴿۶۲﴾ (سورۃ نجم:۵۹،۶۰،۶۱،۶۲)

ترجمہ: کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوتا ہے اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو۔ سو سجدہ کرو اللہ کے آگے اور بندگی۔

حدیث سے مراد قرآن کریم ہے یعنی کہ قرآن کریم جیسا کلام الٰہی جو خود ایک معجزہ ہے تمہارے سامنے آچکا ہے۔ اس پر بھی تم تعجب کرتے ہو اور بطور استہزاء کے ہنستے ہو اور اپنی معصیت یا عمل میں کوتاہی پر روتے نہیں اور غفلت و بے فکری میں ہو۔ یہ آیات جو غور کرنے والے انسان کو عبرت و موعظت کا سبق دیتی ہے کا مقتضیٰ یہ ہے کہ تم اللہ کے سامنے خشوع و تواضع کے ساتھ جھکو اور سجدہ کرو اور صرف اُسی کی عبادت کرو۔

صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۃ نجم کی اِس آیت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ سب مسلمانوں اور مشرکوں نے اور تمام جن وانس نے سجدہ کیا۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے روایت کے مطابق ایک بوڑھے قریشی نے سجدہ نہیں کیا بلکہ ایک مٹھی خاک اُٹھا کر پیشانی سے لگالی۔ بعد ان سب کو اسلام و ایمان کی توفیق ہو گئی سوائے اُس بوڑھے کے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ نجم کے ان آیات میں منکرین سے مخاطب ہے:

کہ پچھلے اُمتوں کے ہلاکت و عذاب کے واقعات سن کر مخالفت سے باز آنا چاہیئے اور یہ کہ قریب آنے والی چیز یعنی قیامت قریب آپہنچی جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہٹانے والا نہیں۔ تو پھر بھی تم کو اس بات پر تعجب ہوتا ہے۔

✦ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے قصے کو اَحسن القصص فرمایا ہے جس میں بڑی تفصیل ہے۔ اس آیت میں یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی حالت بیان کی گئی ہے کہ یوسف علیہ السلام کو تو خود کنویں میں ڈالا اور اُس کے قمیص پر جھوٹا خون لگا کر یعقوب علیہ السلام کے پاس روتے ہوئے آئے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔

وَ جَآءُوۡۤ اَبَاهُمۡ عِشَآءً یَّبۡکُوۡنَ ﴿۱۶﴾ؕ (سورۃ یوسف:۱۶)

ترجمہ: اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا پڑی روتے ہوئے۔

عشاء کے وقت یہ بھائی روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس پہنچے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام رونے کی آواز سن کر باہر آئے۔ پوچھا کیا حادثہ ہے؟ کہا تمہاری بکریوں کی گلہ پر کسی نے حملہ کیا ہے اور یوسف کہاں ہیں؟ تو بھائیوں نے کہا۔ ہم نے آپس میں دوڑ لگائی اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا۔ اِس دوران میں یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔ یوسف کے بھائی یوسف کے کُرتے پر جھوٹا خون لگا کر لائے تھے۔

✦ وَ تَوَلّٰی عَنۡهُمۡ وَ قَالَ یٰۤاَسَفٰی عَلٰی یُوۡسُفَ وَ ابۡیَضَّتۡ عَیۡنٰهُ مِنَ الۡحُزۡنِ فَهُوَ

كَظِيْمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿٨٥﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٦﴾ (سورۃ یوسف:۸۴،۸۵،۸۶)

ترجمہ: اور اُلٹا پھرا اُن کے پاس سے بولا اے افسوس! یوسف پر اور سفید ہو گئیں آنکھیں اُس کی غم سے۔ سو وہ آپ کو گھونٹ رہا تھا۔ کہنے لگے قسم ہے اللہ کی تو نہ چھوڑے گا یوسف کی یاد کو جب تک کہ گھل جائے یا ہو جائے مُردہ۔ بولا میں تو کھولتا ہوں اپنا اضطراب اور غم اس کے سامنے اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے۔

اُن سے دوسری طرف رُخ کر لیا اور بوجہ اس نئے غم سے وہ پرانا غم اور تازہ ہو گیا۔ یوسف کو یاد کر کے کہنے لگے: ہائے یوسف افسوس اور غم سے روتے روتے ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں کیونکہ زیادہ رونے سے سیاہی آنکھوں کی کم ہو جاتی ہے اور آنکھیں بے رونق یا بالکل بے نُور ہو جاتی ہیں اور وہ غم سے جی ہی جی میں گھٹن کرتے تھے۔ بیٹے کہنے لگے: بخدا معلوم ہوتا ہے تم ہمیشہ ہمیشہ یوسف کی یادگاری میں لگے رہو گے۔ یہاں تک کہ گھل گھل کر جان بہ لب ہو جاؤ گے یا یہ کہ بالکل مر ہی جاؤ گے۔ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کو میرے رونے سے کیا بحث۔ میں تو اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں۔ تم سے کچھ نہیں کہتا اور اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

ان آیات میں حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں اپنے انتہائی رنج و غم کا اظہار فرما رہے ہیں اور بجائے شکوہ شکایت کے اللہ تعالیٰ سے اپنے اضطراب و غم کا رونا روتے ہیں۔

✦ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ (سورۃ مریم:۲،۳،۴)

ترجمہ: یہ مذکور ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندہ زکریا پر جب پکارا اُس نے اپنے رب کو چھپی آواز سے۔ بولا اے میرے رب! بوڑھی ہو گئیں میری ہڈیاں اور شعلا نکلا سر سے بڑھاپے

کا اور تجھ سے مانگ کر اے رب میں کبھی محروم نہ رہا۔

یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے مقبول بندہ حضرت زکریا علیہ السلام کے حال پر جبکہ انہوں نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا جس میں یہ عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں بوجہ پیری کے کمزور ہو گئیں اور میرے سر میں بالوں کی سفیدی پھیل پڑی یعنی تمام بال سفید ہو گئے۔ اس کے قبل کبھی آپ سے کوئی چیز مانگنے میں اے میرے رب ناکام نہیں رہا ہوں۔ اس بنا پر بعید سے بعید مقصد بھی طلب کرنا مضائقہ نہیں۔

دُعا سے پہلے حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے ضعف و کمزوری کا ذکر کیا۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مانگنے کے وقت اپنے ضعف و بدحالی اور حاجتمندی کا ذکر کرنا قبولیت دُعا کے لیے اقرب ہے اس لیے انسان کو چاہیئے کہ دُعا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اپنے حاجتمندی کا ذکر کرے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی اولاد نہ تھی اور حضرت مریم اُن کے زیر کفالت تھیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام جب اُن کے پاس بے موسم کے پھل پاتا تو پوچھتا کہ یہ کہاں سے تو وہ کہتی میرے اللہ کی طرف سے۔ اس چیز نے حضرت زکریا علیہ السلام کو اپنے لیے اولاد کا سوال کرنے پر آمادہ کیا۔ ان آیات میں حضرت زکریا علیہ السلام کس لجاجت، عاجزی اور حاجتمندی سے اپنے رب سے سوال کرتا ہے۔

✦ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ (سورۃ مریم:۲۳)

ترجمہ: پھر لے آیا اس کو دردِ زہ ایک کھجور کی جڑ میں بولی کسی طرح میں مر چکتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری۔

جب اپنے وقت پر حضرت مریم کو بچہ کی پیدائش کے آثار محسوس ہوئے تو اس حمل کو لیے ہوئے اپنے گھر سے کسی دُور جگہ جنگل پہاڑ میں الگ چلی گئیں۔ پھر جب درد شروع ہوا تو

دردِزہ کی وجہ سے کھجور کی درخت کی طرف آئیں کہ اس کے سہارے بیٹھیں اُٹھیں۔ اب حالت یہ تھی کہ نہ کوئی انیس نہ جلیس، درد سے بے چین، ایسے وقت میں گھبرا کر کہنے لگیں: کاش! میں اس حالت سے پہلے مر گئی ہوتی اور ایسی نیست ونابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی۔

سورۃ مریم کے اس آیت میں حضرت مریم کے اُس حالت کا بیان ہے جب حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پیدا ہونے والے تھے اور حضرت مریم کمزوری، ضعیفی اور دردِ زہ کے طبعی اثرات کے علاوہ زبردست ذہنی خلجان میں تھیں۔

✦ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ وَ مَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝ وَ لَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝ (سورۃ دخان:۲۹،۳۰)

ترجمہ: پھر نہ رویا ان پر آسمان اور زمین اور نہ ملی اُن کو ڈھیل اور ہم نے بچا نکالا بنی اسرائیل کو ذلت کی مصیبت سے۔

جب موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام مع بنی اسرائیل کے پار ہو گئے اور فرعون مع فرعونیوں کے غرق ہوئے اور وہ لوگ کتنے ہی باغ، نہریں اور کھیتیاں اور کتنے ہی عمدہ مکانات اور آرام کے سامان جس میں وہ خوش رہا کرتے تھے، چھوڑ گئے اور ہم نے ایک دوسری قوم یعنی بنی اسرائیل کو اُس کا مالک بنا دیا۔ چونکہ وہ نہایت مبغوض تھے اس لیے نہ تو اُن پر آسمان وزمین کو رونا آیا اور نہ اُن کو عذاب سے کچھ مہلت دی گئی اور ہم نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت کے عذاب یعنی فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دی۔ اُن پر آسمان و زمین کو رونا نہیں آیا۔ مطلب یہ کہ انہوں نے زمین پر کوئی ایسا عمل صالح نہیں کیا تھا کہ اُن کے مر جانے سے زمین روئے اور نہ آسمان۔ نہ اُن کا کوئی نیک عمل آسمان تک پہنچا تھا کہ اُن کو آسمان روئے اور یہ بات روایات سے ثابت ہے کہ کسی نیک بندے کے موت پر آسمان وزمین روتے ہیں۔

حافظ ابو یعلیٰ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی روایت سے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آسمان میں ہر بندے کے لیے دو دروازے مقرر ہیں۔ ایک سے اُس کا رزق

نازل ہوتا ہے۔ دوسرے سے اُس کا عمل اور گفتگو اُوپر پہنچتی ہے۔ جب وہ بندہ مرتا ہے تو یہ دروازے اُسے یاد کرکے روتے ہیں۔

حضرت شریح بن عبید رضی اللہ عنہ سے آپ کا ارشاد منقول ہے کہ جو مومن ایسی غریب الوطنی کی حالت میں مرتا ہے کہ اُس پر کوئی رونے والا نہ ہو تو اُس پر آسمان و زمین روتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آسمان و زمین کا رونا ایسا ہی ہو جیسے انسانوں کا رونا ہوتا ہے۔ اُن کے رونے کی کیفیت یقیناً مختلف ہوگی جس کی حقیقت ہمیں معلوم نہیں۔

ان سے پچھلے آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کے قوم کے پار ہونے اور فرعون اور اس کے افواج کے غرق ہونے کا ذکر ہے اور پھر یہ کہ فرعون اور اُس کے افواج اپنے جلال و شان کے باوجود ایسے غرق ہوئے کہ نہ آسمان رویا نہ زمین اور اُن کی حکومت و ملکیت دوسروں کے ہاتھ آگئی۔

✦ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾

(سورۃ ابراہیم: ۴۲، ۴۳)

ترجمہ: اور ہرگز مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے اُن کاموں سے جو کرتے ہیں یہ بے انصاف۔ ان کو تو ڈھیل دے رکھی ہے اس دن کے لیے کہ پتھرا جائیں گی آنکھیں۔ دوڑتے ہوں گے اُوپر اُٹھائے اپنے سر۔ پھر کر نہیں آئیں گی ان کی طرف ان کی آنکھیں اور دل اُن کے اُڑ گئے ہوں گے۔

اور اے مخاطب! جو کچھ یہ ظالم لوگ کر رہے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کو جلدی عذاب نہ دینے کی بنا پر بے خبر مت سمجھ کیونکہ ان کو صرف اس روز تک مہلت دے رکھی ہے جس میں ان لوگوں کی نگاہیں مارے حیرت اور ہیبت کے پھٹی رہ جاویں گی اور وہ موقف حساب کی طرف دوڑتے ہوں گے اور اُن کی نظر اُن کی طرف ہٹ کر نہ آوے گی یعنی آنکھ نہ جھپکیں گے

اور اُن کے دِل شدت مول سے بالکل بدحواس ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ اِن آیات میں قیامت کے دن کے مناظر اور کفار کے سراسیمگی، حیرانی و پریشانی کا تذکرہ فرماتے ہیں اور اُس دِن کو یاد دِلاتے ہیں۔

✦ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝۸۱ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸۲

(التوبہ:۸۱،۸۲)

ترجمہ: خوش ہو گئے پیچھے رہنے والے اپنے بیٹھے رہنے سے جدا ہو کر رسول اللہ سے اور گھبرائے اِس سے کہ لڑیں اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی راہ میں اور بولے کہ مت کوچ کرو گرمی میں۔ تو کہہ دو دوزخ کی آگ سخت گرم ہے۔ اگر ان کو سمجھ ہوتی سو وہ ہنس لیویں تھوڑا اور روویں بہت سا، بدلہ اس کا جو وہ کماتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ پیچھے رِہ جانے والے خوش ہو گئے رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد اپنے پیچھے رہنے پر اور ان کو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرنا ناگوار ہوا۔ دو وجہ سے اول کفر، دوسرے آرام طلبی اور دوسروں کو بھی کہنے لگے کہ تم ایسی تیز گرمی میں گھر سے مت نکلو۔ آپ ﷺ جواب میں کہہ دیجیے کہ جہنم کی آگ اِس سے بھی زیادہ تیز اور گرم ہے۔ سو تعجب ہے کہ اس گرمی سے بچتے ہو اور جہنم میں جانے کا خود سامان کر رہے ہو کہ کفر و مخالفت کو نہیں چھوڑتے۔ کیا خوب ہوتا اگر وہ سمجھتے، سو ان اُمور مذکورہ کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں تھوڑے دِنوں ہنس کھیل لیں اور پھر آخرت میں بہت دِنوں یعنی ہمیشہ روتے رہیں یعنی ہنسنا تھوڑے دِنوں کا ہے پھر رونا ہمیشہ ہمیشہ کا۔ ان کاموں کے بدلہ میں جو کچھ کفر و نفاق و خلاف کیا کرتے تھے۔

یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ غزوۂ تبوک کا حکم اس وقت ہوا تھا جب کہ گرمی سخت پڑ

رہی تھی۔ حق تعالیٰ نے ان کی بات کا جواب دیا۔ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا یعنی یہ بدنصیب اس وقت ان گرمی کو تو دیکھ رہے ہیں اور اِس سے بچنے کی فکر کر رہے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں حکم خدا اور رسول ﷺ کی نافرمانی پر جو جہنم کی آگ سے سابقہ پڑنے والا ہے اس کی فکر نہیں کرتے۔ کیا یہ موسم کی گرمی جہنم کی گرمی سے زیادہ ہے۔ اس کے بعد فرمایا: فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا جس کے لفظی معنیٰ یہ ہے کہ ہنسو تھوڑا روو زیادہ۔ مفسرین فرماتے ہیں۔ یہ بات یقینی طور پر ہونے والی ہے کہ ان لوگوں کی یہ خوشی و ہنسی صرف چند روز کی ہے۔ اِس کے بعد آخرت میں ہمیشہ کے لیے رونا ہی رونا ہے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے اِس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ دنیا چند روزہ ہے۔ اس میں جتنا چاہو ہنس لو۔ پھر جب دنیا ختم ہو گی اور اللہ کے پاس حاضر ہوں گے تو رونا شروع ہو گا جو کبھی ختم نہ ہو گا۔

✦ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَى الْمَرْضٰى وَ لَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۙ۝ وَّ لَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ؕ۝ (التوبہ:۹۱،۹۲)

ترجمہ: نہیں ہے ضعیفوں پر اور نہ مریضوں پر اور نہ ان لوگوں پر جن کے پاس نہیں ہے خرچ کرنے کو کچھ گناہ جبکہ دِل سے صاف ہوں، اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ نہیں ہے نیکی والوں پر الزام کی کوئی راہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور ان لوگوں پر کہ جب تیرے پاس آئے تا کہ تو ان کو سواری دے، تُونے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ تم کو اُس پر سوار کر دوں، تو اُلٹے پھر کر اور ان کی آنکھوں سے بہتے تھے آنسو اس غم میں کہ نہیں پاتے وہ چیز جو خرچ کریں وہ۔

خلاصہ تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ اُن لوگوں پر جن کو سامانِ جہاد کی تیاری میں خرچ کرنے کو میسر نہیں جبکہ یہ لوگ اللہ اور

رسول ﷺ کے ساتھ اور احکام میں خلوص رکھیں اور دِل سے اطاعت کرتے رہیں تو ان نیکوکاروں پر کسی قسم کا الزام عائد نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں کہ اگر یہ لوگ اپنے علم میں معذور ہوں اور اپنی طرف سے خلوص واطاعت میں کوشش کریں اور واقع میں کچھ کمی رِہ جائے تو معاف کر دیں گے اور نہ اُن لوگوں پر کوئی گناہ اور الزام ہے کہ اُس وقت وہ اس کے پاس اس واسطے آتے ہیں کہ آپ ان کو کوئی سواری دے دیں اور آپ اُن سے کہہ دیتے ہیں کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں جس پر میں تم کو سوار کر دوں۔ تو وہ ناکام اس حالت سے واپس چلے جاتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں۔ اِس غم میں کہ افسوس ان کو سامانِ جہاد کی تیاری میں خرچ کرنے کو کچھ میسر نہیں۔ نہ خود ہے اور نہ دوسری جگہ سے ملا۔ غرض ان معذورین مذکورین پر کوئی مواخذہ نہیں۔

یہاں ان مخلص مسلمانوں کا ذکر ہے جو حقیقتاً معذور ہونے کے سبب شرکتِ جہاد سے قاصر رہے۔ ان میں کچھ تو نابینا یا بیمار معذور تھے اور کچھ وہ لوگ بھی تھے جو جہاد میں شرکت اور جانے کے لیے بے قرار تھے مگر ان کے پاس سواری کا جانور نہ تھا۔ سفر طویل اور موسم گرم تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے جذبۂ جہاد اور سواری نہ ہونے کی مجبوری کا ذکر کیا اور سواری کی درخواست کی۔ سواری نہ ملنے کی وجہ سے مجبور ہو کر روتے ہوئے رہ گئے۔ آیاتِ مذکورہ میں ان حضرات کا ذکر ہے۔

✦ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾

(سورۂ ھود:۱۰۶)

ترجمہ: جو لوگ شقی ہیں وہ دوزخ میں اس حال میں ہوں گے کہ گدھوں کی طرح چلاتے ہوں گے۔ قاموس میں ہے کہ زَفِيْر گدھے کی شروع کی آواز کو کہتے ہیں اور شَهِيْق اس کی آخری آواز کو کہتے ہیں۔

✦ قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے کہ جنتی دوزخیوں کے حال پر ہنسیں گے۔ سورۂ

مطففین میں ہے: فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

(سورۂ مطففین: ۳۴،۳۵)

ترجمہ: آج ایمان والے کافروں پر ہنستے ہوں گے مسہریوں پر بیٹھے اُن کا حال دیکھ رہے ہوں گے۔ تفسیر در منثور میں حضرت کعبؓ سے روایت کی ہے کہ جنت میں کچھ دریچے اور جھروکے ایسے ہوں گے جن سے اہل جنت اہل دوزخ کو دیکھ سکیں گے۔ (در منثور، ج٦، ص۳۲۸)

اور ان کا بُرا حال دیکھ کر بطور انعام ان پر ہنسیں گے جیسا کہ دنیا میں مؤمنوں کو دیکھ کر خدا کے مجرم ہنستے تھے اور کنکھیوں کے اشاروں سے اُن کا مذاق اُڑاتے تھے اور گھروں میں بیٹھ کر بھی دِل لگی کے طور پر ایمان والوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے:

✦ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾

سورۂ مؤمنون میں ہے کہ اللہ جل شانہ ' دوزخیوں سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمائیں گے کہ: اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ (سورۂ مؤمنون: ۱۰۹ تا ۱۱۱)

ترجمہ: بیشک میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو یوں کہتا تھا کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے سو تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے تو تم نے ان کا مذاق بنالیا یہاں تک کہ انہوں نے تم کو میری یاد بھلادی اور تم ان کی ہنسی کیا کرتے تھے۔ بیشک آج میں نے اُن کو صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔

دنیا میں کفار و مشرکین اہل ایمان کو دیکھ کر ان کا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔ کبھی ان کی تنگدستی کا مذاق اُڑاتے اور کبھی ان کے کپڑوں کو دیکھ کر تمسخر کرتے اور کبھی ان کی عبادت کا ٹھٹھا کرتے تھے۔ اہل ایمان کا مذاق بنانے میں ایسے لگے کہ اللہ تعالیٰ کو بالکل بھول گئے۔ یہ نہ سوچا کہ ہمارے کفر کا کیا انجام ہو گا؟ دنیاوی مال و متاع میں مست رہے، موت کے بعد کے

لیے فکر مند ہوتے تو ایمان کی دولت نصیب ہو جاتی۔ کفر پر رہے کفر پر مرے لہٰذا جہنم رسید ہوئے۔ اہل ایمان اپنی تنگدستی پر صابر رہے، کافروں کا مذاق اُڑانے پر بھی صبر کیا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو کامیاب اور جنت کی نعمتوں سے مالا مال فرمایا۔ دنیا میں کافروں نے مؤمنین کا مذاق بنایا، وہاں جنتی کافروں کا مذاق اُڑائیں گے۔ تَوَفَّنَا اللهُ عَلَى الْاِيْمَانِ وَ جَعَلْنَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَانِ۔

احادیثِ مبارکہ

اِس باب میں ان احادیث مبارکہ کے احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن میں رونے کا تذکرہ ہے۔ ان میں وہ احادیث شامل ہیں جو حضور ﷺ نے رونے کی فضیلت میں فرمائے ہیں یا وہ عمل جو خود رسول اللہ ﷺ کے رونے کا سبب بنا یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے رونے کی وجہ سے حضور ﷺ نے ادا فرمائے۔

- حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے حتیٰ کہ آنسوؤں میں سے کچھ زمین پر ٹپک جائے تو اس کو قیامت کے دن عذاب نہیں ہو گا۔
- حدیث میں آیا ہے کہ دو آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی ہو۔ دوسری وہ جو اسلام اور مسلمانوں کی کفار سے حفاظت کرنے میں جاگی ہو۔
- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر آدم علیہ السلام کے رونے کا تمام دنیا کے رونے سے مقابلہ کیا جائے تو ان کا رونا بڑھ جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اگر اُن کے آنسوؤں کو اُن کی تمام اولاد کے آنسوؤں سے وزن کیا جائے تو اُن کے آنسو بڑھ جائیں گے۔
- حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ایک باغ میں جا کر نماز پڑھی اور اِتنا لمبا سجدہ کیا مجھے روح پرواز کرنے کا اندیشہ ہوا۔ اس وجہ سے میں رونے لگا۔ حضور ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: کیوں روتے ہو؟ میں نے بتا دیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا

جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کو دَس نیکیاں لکھیں گے اور دس گناہ معاف فرما دیں گے۔ اس کے شکرانے میں طویل سجدہ کیا۔

✦ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس آنکھ سے اللہ کی خوف کی وجہ سے ذراسا آنسو خواہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو، نکل کر چہرہ پر گرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس چہرہ کو آگ پر حرام فرمادیتے ہیں۔

✦ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے، اُس کا آگ میں جانا ایسا مشکل ہے جیسا دودھ کا تھنوں میں واپس جانا۔

✦ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے پوچھا: نجات کا راستہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی زبان کو روکے رکھو، گھر میں بیٹھے رہو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔

✦ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسندیدہ نہیں۔ ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کی خوف سے نکلا ہو۔ دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کے راستے میں گرا ہو۔

✦ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔ ایک وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی وجہ سے اس کی آنکھ سے آنسو بہنے لگیں۔

✦ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ پاک حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دے گا کہ جہنم میں جانے والوں کو بھیجو۔ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے: اے رب! کتنے۔ ارشاد ہوگا نو سو ننانوے جہنم کے لیے اور ایک جنت کے لیے۔ یہ سن کر مسلمانوں نے رونا شروع کر دیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ عدد اہل کفار سے پورا کیا جائے گا اور منافقین سے اور تمہاری مثال اور اُمتوں کے مقابلے میں اُس تل کی طرح پر ہے

جو اُونٹ کے پہلو میں ہو جاتا ہے۔

✦ حضور ﷺ نے فرمایا: کوئی بندہ ایماندار ایسا نہیں کہ اُس کی آنکھ سے کوئی آنسو اگرچہ مکھی کے سر کے برابر کیوں نہ ہو، خدا کے خوف سے بہہ کر رخسار پر کچھ رواں ہوں اور پھر اُس کو اللہ تعالیٰ آتشِ جہنم حرام نہ کرے۔

✦ دوسری حدیث میں فرمایا: جب ایماندار کے دِل پر اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزہ پڑ جاتا ہے تو اُس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

✦ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ میرے ساتھ آکر لیٹے اور پھر اُٹھ کر نماز میں مشغول ہو گئے اور رونا شروع کیا کہ آنسو سینہ مبارک تک بہنے لگیں پھر رکوع میں بھی اسی طرح روتے رہے۔ پھر سجدہ میں روتے رہے۔ سجدہ سے اُٹھ کر اس طرح روتے رہے۔ یہاں تک کہ بلال نے صبح کی نماز کے لیے اطلاع کر دی۔

✦ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے دوزخ کو یاد کیا تو رو پڑی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا۔ اے عائشہ! تمہیں کیا ہو گیا؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میں نے دوزخ کو یاد کیا تو رو پڑی تو کیا آپ ﷺ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے۔

✦ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی اُمت میں کوئی شخص بے حساب بھی جنت میں داخل ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے گناہوں کو یاد کر کے رو دے گا وہ بے حساب جنت میں جائے گا۔

✦ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لمبا وعظ فرمایا اور انسان کے اہل، مال اور اعمال کو تین بھائیوں کی مثال دی۔ جو انسان کے کام کیسے آئیں گے اور کب تک۔ حضرت عبد اللہ بن کرز نے ان کو اشعار میں کہنے کی اجازت مانگی اور دوسرے دن ان کو اشعار میں قلم بند کر کے سنائے جو بہت پُر اثر تھے۔ سن کر حضور ﷺ روئے اور تمام صحابہ کرام بھی

روئے اور حضرت عبد اللہ بن کرز جب کبھی مسلمانوں کی کسی جماعت کو سناتے تو وہ سب روتے۔

✦ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اوس اور خزرج قبیلوں کے آدمیوں میں جب جھگڑا ہونے لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوڑے دوڑے آئے۔ لمبا وعظ فرمایا تو انہوں نے ہتھیار پھینکے، معانقہ کیا اور روئے۔

✦ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرات حسنین کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں پر دیکھا تو میں نے کہا: تم دونوں کے نیچے بہترین سواری ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ دونوں بہترین سوار ہیں۔

✦ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اپنی پیوند لگی چادر میں آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی پہلی وہ ناز و نعم کی زندگی اور اب والی حالت پر اثر ہوا۔ آپ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا اُٹھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوب روئے۔

✦ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے رونے کی آواز ایسی مسلسل آتی تھی جیسے چکی کی آواز ہوتی ہے یا ہنڈیاں پکنے کی آواز ہوتی ہے۔

✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان ابن مظعون کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر جھکے۔ آپ کے چہرے پر رونے کے آثار تھے۔ دوبارہ جھکے اور آپ رو رہے تھے اور سہ بارہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اُٹھایا تو آپ کے رونے کی آواز آئی اور لوگ سمجھ گئے کہ عثمان بن مظعون کی وفات ہو گئی۔ سب لوگوں نے رونا شروع کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک لڑکے کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو وہ لڑکا رونے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رؤو نہیں مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ بخار میری اُمت کے لیے جہنم کا ایک حصہ ہے۔

✦ ایک انصاری نے تہجد پڑھا اور پھر بیٹھ کر روئے اور کہا اللہ ہی سے فریاد کرتا ہوں جہنم کی آگ سے پناہ کی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے آج فرشتوں کو رُلا دیا۔

✦ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی تلاش میں ایک باغ کے پانی کے نالے کے ذریعے داخل ہو کر آپ ﷺ تک پہنچا تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں جوتے دیکر بھیجا کہ جو آدمی اس بات کی گواہی دے کہ سوائے اللہ پاک کے کوئی عبادت کے قابل نہیں اور اس کلمہ کا یقین اس کے دل میں ہو، اُسے جنت کی بشارت دے دینا۔ سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور میں نے حضور ﷺ کا فرمان سنا دیا۔ یہ سن کر اُس نے دونوں چھاتیوں کے درمیان ایسا گھونسا مارا کہ میں اپنے سرین کے بل گر پڑا۔ میں حضور ﷺ کی خدمت میں روتا ہوا واپس ہوا۔ آپ ﷺ نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ میں نے ساری بات سنا دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے اور فرمایا یارسول اللہ ﷺ! ایسا نہ ہو کہ اس پر بھروسہ کر کے لوگ عمل کرنا چھوڑ دیں۔

✦ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم حضور ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے۔ انہوں نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کی رونے کی آواز سنی تو تیز ہو کر پہنچے اور رونے کی وجہ پوچھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے مشکیزہ کی طرف ہاتھ کیا اور لوگوں سے پانی مانگا لیکن کسی کے پاس ایک قطرہ پانی بھی نہ تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے بچے کو حضور ﷺ کے حوالے کیا۔ حضور ﷺ نے اپنی زبان اس کے منہ میں دے دی۔ وہ چوستا رہا اور رونا بند کیا۔ دوسرا بچہ روتا رہا۔ پھر اُس کو لیا اور اس طرح کیا تو وہ بھی چپ ہو گئے۔

✦ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیمار پُرسی کے لیے مجھ کو ساتھ لے گئے اور میرے لیے اندر آنے کی اجازت چاہی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

نے فرمایا: میرے بدن پر سوائے ایک کملی کے اور کچھ نہیں تو آپ ﷺ نے اشارہ کر کے بتایا کہ اس کو اس طرح لپیٹ لو اور سر چھپانے کے لیے اپنی پرانی چادر دے دی۔ حال پوچھا کہ درد اور تکلیف کے علاوہ میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں۔ بھوک نے ستایا ہے تو آپ ﷺ رو پڑے اور فرمایا: گھبراؤ نہیں میں نے بھی تین دن سے کچھ نہیں چکھا۔

✦ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیوی خولہ بنت قیس فرماتی ہیں۔ حضور ﷺ پر بنی ساعدہ کی کسی آدمی کا کھجوروں کا قرضہ تھا۔ آپ ﷺ نے ایک انصاری کو اس کا قرضہ ادا چکنے کا کہا۔ ساعدی نے لینے سے انکار کیا کہ کھجور کم درجہ کی ہے اور واپس حضور ﷺ کے پاس آنا چاہا اور کہا کون آدمی انصاف میں آپ ﷺ سے زیادہ حق پسند ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ کی دونوں آنکھیں ڈبڈبا اُٹھیں اور فرمایا ساعدی نے سچ کہا۔

✦ حضرت ابو اُسید رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس بحرین کے گرفتار شدہ گان لے کر آئے۔ جن میں ایک عورت رو رہی تھی کہ امیر نے میرا بچہ بیچ دیا۔ حضور ﷺ نے امیر کو حکم دیا کہ خود سوار ہو کر اُس بچے کو لے آؤ۔

✦ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک جماعت روانہ فرمائی۔ جب جماعت جانے لگی تو حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے عشق میں رو دیئے۔ حضور ﷺ نے اُن کی جگہ حضرت عبد اللہ بن جحش کو روانہ کیا۔

✦ ایک نوجوان انصاری صحابی پر خوفِ خدا اِتنا غالب ہو گیا کہ گھر سے باہر نہ نکلتا تھا اور رویا کرتا تھا۔ حضور ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ گلے لگایا۔ وہ جوان گرا اور فوت ہو گیا۔

✦ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ اگر اُمت میں سے کوئی بندہ اللہ کے ڈر سے رو پڑے تو اس کے رونے کے باعث اِس اُمت پر رحم کر دیں گے۔

✦ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے۔

فرشتے راتوں میں اُس پر رحمت بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبرائیل علیہ السلام اُس سے مصافحہ کرتے ہیں جس سے دِل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔

✦ ایک مرتبہ حضور ﷺ مسجد تشریف لے گئے۔ چند آدمیوں کو دیکھا کہ کھل کھلا کر ہنس رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر موت کو کثرت سے یاد کیا کرو تو یہ بات نہ ہو۔

✦ حضور ﷺ نے فرمایا۔ مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ میں غیر سے قرآن سنوں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ نساء پڑھی۔ جب اس آیت پر پہنچے: فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿٤١﴾ (سورۃ نساء: ۴۱) ترجمہ: سو اس وقت بھی کیا حال ہو گا جب ہم ہر ہر اُمت میں سے ایک ایک گواہ حاضر کریں گے اور آپ کو بھی ان لوگوں پر گواہی دینے کے لیے حاضر کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کافی ہے۔ جب میں نے دیکھا تو آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

✦ آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ زیادہ ہنسنا دِلوں کو مُردہ کر دیتا ہے۔ نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ عالی ہے جو اپنی جوانی میں ہنسے گا۔ وہ اپنے بڑھاپے میں روئے گا، جو خوشحالی میں ہنسے گا وہ تنگدستی میں روئے گا اور جو زندگی میں ہنسے گا وہ موت کے وقت روئے گا۔ نیز جناب سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید پڑھ کر رویا کرو۔ اگر تمہیں رونا نہ آئے تو رونی صورت بنالیا کرو۔

✦ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اے لوگو! رؤو اور رونہ سکو تو رونے کی صورت بناؤ کیونکہ دوزخی دوزخ میں اِتنا روئیں گے کہ ان کے آنسو ان کے چہروں میں نالیاں سی بنادیں گے۔ روتے روتے آنسو نکلنے بند ہو جائیں گے تو خون بہنے لگیں گے جس کی وجہ سے آنکھیں زخمی ہو جائیں گی۔

(الترغیب والترہیب، ج ۴، ص ۴۹۳ از ابو یعلی)

✦ مستدرک حاکم میں مرفوعاً حدیث نقل کی ہے کہ بلاشبہ دوزخ والے اس قدر روئیں

گے کہ اگر ان کے آنسوؤں میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو ان میں چلنے لگیں اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ آنسوؤں کی جگہ خون سے روئیں گے۔

(الترغیب والترہیب، ج۴، ص۴۹۳ از حاکم و قال صحیح الاسناد)

✦ حضرت اسامہ بن زیدؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر آنکھ روتی ہو گی مگر وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والی ہو اور وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پھوڑی گئی ہو اور وہ آنکھ جو حرام چیزوں کو دیکھ کر بند ہو جاتی ہے اور وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں رات کو جاگتی رہتی ہے۔

✦ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اس بندے پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: دیکھو میرے بندے کو! میری اطاعت میں مشغول ہے۔ اس کے جسم نے بچھونے کو چھوڑ دیا ہے میرے خوف سے اور میری رحمت کی توقع پر مجھے پکار رہا ہے۔ تم گواہ رہو میں نے اس کی مغفرت کر دی ہے۔ (رافعی) اللہ تعالیٰ کی راہ میں پھوڑی گئی سے مراد جہاد میں آنکھ ضائع ہونا ہے۔

✦ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے (عرش کے) سائے میں اس دِن جگہ دیں گے جس دِن اس کے سایہ کے سوا کسی چیز کا سایہ نہ ہو گا۔

۱۔ عادل حکمران

۲۔ وہ جوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پروان چڑھا ہو۔

۳۔ وہ آدمی جس کا دِل مسجد سے وابستہ ہو۔

۴۔ وہ دو آدمی جو آپس میں صرف اللہ کی خاطر محبت رکھتے ہوں۔ اسی کی محبت حاصل کرنے کو جمع ہوں اور اسی کی محبت میں الگ ہوں۔

۵۔ وہ آدمی جو چھپا کر صدقہ کرے حتیٰ کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا اور کتنا خرچ کیا۔

٦۔ وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کا ذکر کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔

۷۔ وہ آدمی جس کو کسی منصب و جمال والی عورت نے اپنے پاس بلایا تو اس نے کہا میں (اس بارے میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

✦ اللہ تعالیٰ کو دو قطرے اور دو نشان بہت ہی زیادہ پسند ہیں۔ ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے نکلے اور دوسرے خون کا وہ قطرہ جو جہاد میں کسی زخم سے ٹپکے۔ ایک وہ نشان جو فرائض ادا کرنے کے باعث جسم کے کسی حصہ پر پڑ جائے۔ دوسرے وہ نشان جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کی وجہ سے کسی جگہ واقع ہو جائے۔ (ترمذی)

✦ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ دو گھونٹ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں ایک غصے کا گھونٹ، دوسرا صبر کا گھونٹ۔ اس کو دو قطرے نہایت محبوب ہیں ایک جہاد میں خون کا قطرہ، دوسرا آنکھ کا آنسو جو رات کی تنہائی میں صرف اللہ کے خوف سے نکلے۔

اِسی طرح دو قدم اس کی نظر میں بہت پسندیدہ ہیں۔ ایک وہ قدم جو فرض نماز کے لیے اُٹھے، دوسرا وہ جو کسی کی عیادت اور تعزیت کے لیے اُٹھے۔

✦ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے کسی بندے پر نہ دو خوف جمع کروں گا نہ دو امن۔ جو دنیا میں مجھ سے ڈرے گا میں آخرت میں اسے امن دوں گا اور جو شخص دنیا میں مجھ سے بے خوف ہو گا میں روزِ قیامت اُسے ڈراؤں گا۔

✦ دقائق الاخبار میں ہے کہ روزِ قیامت ایک شخص لایا جائے گا جس کی بُرائیوں کا پلڑا بھاری ہو گا۔ اسے دوزخ میں لے جانے کا حکم ہو گا تو اس کی آنکھوں کا ایک بال گویا ہو گا اور کہے گا: "اے میرے رب! تیرے رسول حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اللہ کے خوف سے روئے گا اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ کا جلانا جہنم پر حرام کر دے گا" اور میں تیرے خوف سے روتا رہا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا اور اسے جہنم سے بچا لے گا۔ حضرت

جبرائیل علیہ السلام پکاریں گے کہ فلاں ابن فلاں نے ایک بال کی وجہ سے نجات پائی۔

✦ جب قیامت کا دن ہو گا تو جہنم لائی جائے گی۔ وہ شور کر رہی ہو گی۔ تمام اُمتیں اس کی دہشت سے گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔ جہنم کا یہ جوش و خروش اور چنگھاڑ پانچ سو سال کی مسافت سے سنی جائے گی۔ یہ سب لوگ حتیٰ کہ انبیاء بھی ہائے میری جان! ہائے میری جان! پکاریں گے۔ ہاں مگر جناب محمد مصطفیٰ ﷺ فرمارہے ہوں گے: "اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ" (ہائے میری اُمت، ہائے میری اُمت) اور آگ دوزخ سے پہاڑوں کی طرح بلند ہو رہی ہو گی اور اُمت محمد یہ کہہ کر اس کو ہٹانے کی کوشش کر رہی ہو گی: "اے آگ! نمازیوں کے صدقے، صدقہ دینے والوں، اللہ سے ڈرنے والوں اور روزہ رکھنے والوں کے صدقے واپس لوٹ جا"۔ وہ نہیں لوٹے گی اور جبرائیل علیہ السلام اس موقع پر پکاریں گے: "اس آگ نے اُمت محمدیہ ﷺ کی طرف رُخ کر لیا ہے"۔ پھر جبرائیل علیہ السلام پانی کا ایک پیالہ لائیں گے اور آنحضرت ﷺ کو پکڑا کر کہیں گے: یارسول اللہ ﷺ! یہ لیجیے اور اسے جہنم پر چھڑک دیجیے۔ آپ ﷺ اُسے جہنم پر چھڑک دیں گے تو وہ آگ اسی وقت بجھ جائے گی۔ آنحضرت ﷺ جبرائیل امین سے پوچھیں گے: یہ کیسا پانی تھا۔ وہ جواب دیں گے یہ آپ ﷺ کی اُمت کے گنہگاروں کے آنسوؤں کا پانی ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتے رہے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ یہ پانی میں آپ ﷺ کو دوں تاکہ آپ ﷺ اُسے آگ پر چھڑکیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگ بجھ جائے"۔

✦ زہر الریاض میں نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو فرشتے ہر نعمت اور بھلائی کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے۔ ان کے لیے منبر رکھے جائیں گے اور فرش بچھائے جائیں گے اور ان کے لیے رنگارنگ پھل اور کھانے لائے جائیں گے۔ جنتی ان نعمتوں کو دیکھ کر حیران ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

"میرے بندو! یہ حیرانگی کیسی؟ یہ مقامِ حیرت نہیں ہے۔ جنتی عرض کریں گے ہمارے ساتھ جو وعدہ تھا اس کا وقت آگیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے: "ان کے چہروں سے پردے ہٹا دو"۔ فرشتے عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار! یہ آپ کو کیسے دیکھیں گے۔ یہ تو گنہگار تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: "پردے ہٹادو"۔ یہ لوگ میری زیارت کی خواہش میں دنیا میں مجھے یاد کرتے رہے اور روتے رہے ہیں۔ پردے ہٹا دیئے جائیں گے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر سجدے میں گر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنے سر اُوپر اُٹھالو۔ یہ عمل کا مقام نہیں ہے بلکہ عزت کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ بلا کیف ان کے سامنے ظاہر ہو گا اور خوش ہو کر فرمائے گا: اے میرے بندو! تم پر سلامتی ہے، میں تم سے راضی ہو گیا ہوں۔ کیا تم بھی مجھ سے راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم کیوں راضی نہیں ہوں گے؟ حالانکہ تُو نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے جو آج تک کسی آنکھ نے دیکھا نہیں اور کسی کان نے سُنا نہیں اور کسی انسان کے دِل میں تصوّر تک آیا نہیں۔

✦ حضرت انسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "مجھے اپنی عزت و جلال اور اپنی وحدانیت اور بلند مرتبہ کی قَسم اور اپنے عرش پر قائم ہونے کی قَسم اور اپنی مخلوق کی اس احتیاج کی قَسم جو اس کو میرے ساتھ ہے۔ میں اپنے اس بندے اور اپنی اس بندی کو عذاب کرتے ہوئے شرماتا ہوں جن کو اسلام میں بڑھاپا آگیا ہو۔ پھر نبی کریم ﷺ اس واقعہ کا ذکر کرکے رونے لگے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ ﷺ کیوں روتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس شخص پر روتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تو شرماتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتا۔ (رافعی، خدا کی باتیں، ص ۵۲ تا ۶۱)

✦ احادیث میں آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ تین وقتوں میں زمین و آسمان روتے ہیں۔ عرش و کرسی لرزتے ہیں، لوح و قلم میں زلزلہ آتا ہے۔

۱۔ جس وقت یتیم روتا ہے۔

۲۔ جب کہ زنا کرنے والا غسل کرتا ہے۔

۳۔ جب مردِ مؤمن سے جماعت کی تکبیرِ اولیٰ فوت ہو جاتی ہے۔

آسمان عرض کرتے ہیں کہ خداوند! اگر تُو ہم کو حکم دے تو ہم ان لوگوں پر گر پڑیں۔ زمین کہتی ہے کہ اے پروردگار! اگر تیرا فرمان ہو تو میں اسی وقت پھٹ جاؤں اور یہ لوگ مجھ میں سما جائیں۔ یہاں تک کہ اسفل السافلین سے جہنم میں پہنچیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے آسمان و زمین! تم صبر کرو کیونکہ یہ میرے بندے ہیں۔ کیا عجب کہ یہ اپنے گناہوں سے معافی مانگیں، استغفار کریں تو میں ان کے ساتھ رحمت سے پیش آؤں۔

(تذکرۃ الواعظین، ص ۲۲ تا ۲۳)

✦ حضرت عثمانؓ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس مرضِ موت میں حاضر ہوا تو اتفاقاً آپ ﷺ تنہا تھے۔ میں نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا اور میں نے آپ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھ کر سبب پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اُمت کے لیے روتا ہوں کیونکہ میری حیات میں وہ گناہ کرتے تھے، میں شفاعت کرتا تھا۔ اس قدر فرمانے کے بعد آپ ﷺ یکایک بشاش ہو گئے۔ میں نے اس کا سبب پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پیام پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ ﷺ کی روپوشی کے بعد آپ ﷺ کی اُمت میں سے جو شخص آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کرے گا۔ اسے میں بخش دوں گا اگرچہ وہ مجھ سے بخشش نہ بھی طلب کرے اور نزع کے وقت اس پر آسانی کروں گا اگرچہ بدکار ہو۔ قبر میں اس پر عذاب نہ کروں گا۔ اس کی حاجتیں پوری کروں گا۔

مقربِ ملائک

✦ حضور ﷺ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے۔ اللہ تعالیٰ

نے دونوں کو وحی کی کہ تم کیوں روتے ہو۔ میں نے تم کو مامون کر دیا۔ عرض کیا: الٰہی! تیرے حکم سے مامون کون ہو سکتا ہے۔ فَلَا یَأْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

✦ حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ صفح جمیل کس کو کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جس شخص نے تم پر ظلم کیا ہو۔ اگر تم اس کو معاف کر دو تو پھر عتاب نہ کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبرائیلؑ! معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو معاف فرمائے گا تو اُس پر بھی عتاب نہ کرے گا۔ پس جبرائیل علیہ السلام روئے اور آنحضرت ﷺ بھی روئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت میکائیل علیہ السلام کو ان دونوں کے پاس بھیجا کہ پروردگار سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ جس کو میں معاف کر دوں گا اُس پر کیسے عتاب کروں گا۔ یہ امر میرے کرم کے لائق نہیں۔

✦ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ میں نے میکائیل علیہ السلام کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا: جب سے دوزخ پیدا ہوئی ہے وہ کبھی نہیں ہنسے۔

✦ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام کبھی نہیں آئے مگر اِس صورت سے کہ خوفِ خدائے جبار سے کانپتے تھے۔

✦ روایت ہے کہ جب شیطان مردود ہوا تو جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہم السلام نے رونا شروع کیا۔ ان کو وحی ہوئی کہ تم اِتنا کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا: الٰہی! ہم تیرے داؤ سے بے خوف نہیں۔ حکم ہوا تم ایسے ہی رہو میرے مکر سے بے خوف نہ ہو۔

جاندار و جمادات

✦ ایک اُونٹ بلبلاتا اور بڑبڑاتا ہوا آیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آپ ﷺ کے قدموں میں منہ ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے مالک کو بلا کر فرمایا: یہ اُونٹ تیری شکایت کر رہا

ہے۔اس پر زیادہ بوجھ نہ لادنا۔

✧ حضور ﷺ کھجور کے تنہ سے ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ منبر تیار ہوا تو حضور ﷺ خطبہ کے لیے منبر پر تشریف لے گئے تو اُس میں سے بہت زور سے رونے کی آواز آئی کہ مسجد گونج اُٹھی اور مسجد والے بھی رونے لگے۔ قریب تھا کہ رونے سے پھٹ جائے۔ حضور ﷺ منبر سے اُترے اور اُسے اپنے سینے سے لگایا تو اس طرح سسکیاں لینے لگا جیسے بچے کو روتے ہوئے چپ کیا جاتا ہے۔ آج کل یہ ستون محراب نبوی کے ساتھ ہے جس کو استوانہ حنانہ کہتے ہیں جس کے معنی رونے والی اُونٹنی کے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں اس کے پاس نہ آتا تو یہ قیامت تک اس طرح روتا رہتا۔

﴿باب۔۳﴾

انبیاء علیہم السلام اور رونا

انبیاء اولین

✦ آدم علیہ السلام جب جنت سے اُترے تو اِتنا روئے کہ آنسوؤں سے پودے اُگ پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیرا یہ رونا تو جنت کے چھن جانے کی باعث ہے۔ میری خدمت کے چھوٹ جانے کا رونا کہاں ہے۔ گھبرا کر آدم علیہ السلام نے فرمایا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ۔

✦ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلنے کا اور دنیا میں آنے کا اور اللہ تعالیٰ کے ناراض رہنے کا اس قدر صدمہ تھا کہ شرمندگی کی وجہ سے سر مبارک جھکائے رکھتے تھے اور بہت ہی بے قراری سے روتے تھے اور ہر وقت یہ کوشش تھی کہ کسی طرح میرا قصور معاف ہو جائے۔ لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہ السلام تین سو برس ایسا روئے کہ آنسوؤں سے نہریں بہہ گئیں۔ تمام چرند، پرند وہ پانی پی کر کہتے تھے کہ سبحان اللہ! کیا عمدہ اور میٹھا پانی ہے۔ آپ اس وقت بہت شرمندہ ہوتے اور کہتے کہ ہائے افسوس! میرے قصور پر جانور بھی ہنستے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا۔ اے آدم! یہ جانور سچ کہتے ہیں جو بندہ نافرمانی کر کے ہمارے خوف سے ڈرتا ہے اور شرمندہ ہو کر روتا ہے تو ہمارے نزدیک اس کے آنسو شہد سے بھی زیادہ میٹھے ہوتے ہیں۔

✦ وہب بن منبہؒ کا قول ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا گیا تو وہ چھ روز تک اپنے گناہوں پر روتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ساتویں روز وحی بھیج کر دریافت کیا۔ آدم! تجھے کیا تکلیف ہے؟ حضرت آدم علیہ السلام غمزدہ، دم گھٹا ہوا اور سر افگندہ تھے۔ عرض کیا:

الٰہی! میری مصیبت بڑی ہے۔ میرے گناہ نے ہر طرف سے مجھے گھیر لیا۔ میں عزت اور سعادت اور خلد وبقا کے گھر سے نکل کر ذلت، بد بختی، موت اور فنا کے گھر میں آ گیا۔ پھر کیوں اپنے گناہ پر گریہ نہ کروں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی۔ آدم! کیا میں نے خاص اپنے لیے تجھے نہیں بنایا۔ کیا اپنی مخلوق پر تجھے فضیلت نہیں دی۔ کیا خصوصی طور پر تیری عزت افزائی نہیں کی۔ کیا تجھ پر اپنی محبت نہیں ڈالی۔ کیا تجھے اپنے ہاتھوں سے نہیں بنایا۔ کیا تجھ کو اپنے فرشتوں سے سجدہ نہیں کرایا۔ کیا تُو میری طرف سے مقامِ عزت اور منتہائے رحمت میں نہ تھا۔ پھر تُو نے میرے حکم کے خلاف کیا۔ میرے حکم کو بھول گیا۔ تُو نے کیونکر میری رحمت اور عزت کو فراموش کر دیا۔ اپنی عزت اور جلال کی قسم! اگر تیری طرح لوگوں سے زمین بھرپور ہو اور رات دِن میری عبادت اور تسبیح میں مشغول رہیں، لمحہ بھر عبادت میں سستی نہ کریں۔ پھر میری نافرمانی کریں تو میں ان کو نافرمانوں کی جگہ اُتاروں گا۔

یہ سن کر حضرت آدم علیہ السلام کوہِ ہند پر تین سو برس تک رہے۔ ان کے آنسو پہاڑی نالوں میں بہتے تھے اور آنسوؤں کے پانی سے پاکیزہ درخت اُگ آئے تھے۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: کعبہ کو جاؤ اور عشرہ ذی الحجہ کے منتظر رہو۔ شاید اللہ تعالیٰ تمہاری حالت پر رحم فرمائے۔ حضرت آدم علیہ السلام چل دیئے۔ جہاں آپؑ کا قدم پڑتا تھا وہاں سرسبزی ہو جاتی۔ باقی دونوں قدموں کے درمیانی زمین بنجر رہتی تھی۔ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو قدموں کے درمیان کی مسافت تین فرسنگ ہوتی تھی۔ غرض کعبہ شریف میں پہنچ گئے۔ پہنچ کر پورا ہفتہ بھر طواف کیا اور اِتنا روئے کہ گھٹنوں تک پانی چڑھ گیا اور زمین پر بہنے لگا اور عرض کیا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تُو پاک ہے۔ میں تیری حمد کرتا ہوں۔ میں نے بدی کی اور اپنے اُوپر خود ظلم کیا۔ میرا قصور معاف کر دے۔ تُو تمام بخشنے والوں سے بہتر ہے۔ مجھ پر رحم فرما۔ تُو ارحم الراحمین ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وحی

بھیجی۔ آدم! تیری کمزوری پر رحم آگیا۔ میں نے تیرا گناہ معاف کر دیا اور تیری توبہ قبول کر دی۔ یہی تشریح ہے آیت "فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ" کی۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی۔ پس اسی طرح اگر کوئی مؤمن رب کا نافرمان ہو جائے اور خواہشِ نفس کا اتباع کرنے لگے۔ پھر ان دِنوں میں توبہ کرلے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلے اور فرمانبردار بن جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے اس پر رحم فرمادے گا اور اس کا گناہ معاف کر دے گا اور اپنی رحمت سے اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔

(غنیۃ الطالبین، ص۳۱۸تا۳۲۰)

✦ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے آدم! میں تیرا کیسا پڑوسی تھا؟ عرض کیا: اے اللہ! آپ بہت اچھے پڑوسی تھے۔ پھر فرمایا کہ آدم! میرے پڑوس سے نکل جا اور میں نے جو عظمت و بزرگی دی تھی اس کا تاج سر سے اُتار دے کیونکہ جو بھی میری نافرمانی کرے گا وہ میرے پڑوس میں نہیں رِہ سکتا" اور یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام دو سو برس تک اپنے گناہ پر روتے رہے۔ تب کہیں جا کر ان کی دُعا قبول ہوئی اور وہ ایک گناہ معاف ہوا۔ حالانکہ اللہ کے پیغمبر اور محبوب ہیں لیکن ایک غلطی پر یہ حال ہوا تو پھر دوسرے لوگوں کی بے شمار نافرمانیوں اور بے حد و حساب گناہوں کے ساتھ کیا حال ہو گا؟ (منہاج العابدین، ص۴۲،۴۳)

✦ لکھا ہے کہ حضرت حوّا علیہا السلام بھی اتنا روئیں کہ ان کے آنسوؤں سے مہندی اور سرمہ پیدا ہوا اور جو قطرے آنسوؤں کے سمندر میں گرے ان سے موتی بنے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہا السلام کی جدائی کو تین سو برس گزر گئے اور وہ ایک دوسرے کی جدائی میں تڑپتے تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور فرمایا کہ آپ حج ادا کریں۔ آپ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنتے ہی حج کو چل دیئے۔ جب عرفات کے میدان میں پہنچ گئے تو آرام لینے کو آپ ایک جگہ بیٹھ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ جدّہ کی طرف سے حضرت حوّا علیہا السلام آ رہی ہیں۔ آپ محبت کے جوش میں کھڑے ہو گئے اور دوڑ کر ان سے لپٹ گئے

اور دونوں روتے روتے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ یہ حال دیکھ کر فرشتے بھی رو پڑے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دریا جوش میں آیا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے حضرت آدم علیہ السلام کی نظر آسمان کی طرف گئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ عرش عظیم پر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰه لکھا ہوا ہے۔

پھر آپؑ نے یہ دُعا مانگی: اے میرے رب! تیرے نام کے ساتھ جو یہ نام لکھا ہوا ہے اس کے طفیل سے ہمارا قصور معاف کر اور ہم کو بخش دے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اسی وقت اللہ تعالیٰ کا سلام لائے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم علیہ السلام! اگر تم جنت میں ہی محمد ﷺ کے طفیل سے دُعا مانگتے تو ہم تم کو دُنیا میں نہ بھیجتے اور تمہارا قصور معاف کر دیتے۔ اب ہم تم سے خوش ہیں اور تمہارا قصور معاف کیا اور تمہاری توبہ قبول کی اور تمہارا مرتبہ پہلے سے زیادہ کیا۔

✦ انسان جب توبہ تائب ہوتا ہے تو دِل کی سیاہی دُور ہو جاتی ہے۔ دل کی ظلمت دُور ہو جاتی ہے، دل کی سختی دُور ہو جاتی ہے اور جب انسان اللہ پاک کے سامنے سر بسجود ہو کر اپنے گناہوں سے سچی پکی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دل کو دھو دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ اپنے دِل کو دھو لیا کرو۔ آپ کہنے لگے: ''اے اللہ! پانی تو وہاں پہنچتا نہیں، میں اس کو کیسے دھوؤں؟''۔ تو فرمایا: ''یہ دل پانی سے نہیں یہ تو میرے سامنے رونے سے دُھلا کرتا ہے'' یعنی اگر تُو میرے حضور عاجزی اور زاری کرے گا تو ان آنسوؤں کے گرنے سے تیرے دِل کو صاف کر دیا جائے گا۔ دل اس سے دُھلتا ہے۔

✦ حضرت بابا فریدؒ نے اپنی مجلس میں شیث علیہ السلام کا واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ حضرت شیث علیہ السلام اِتنا روئے (محبتِ الٰہی میں) کہ اندھے ہو گئے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا: آپ اِتنا کیوں روئے کہ اندھے ہو گئے۔ جواب دیا کہ دو وجہ سے۔ ایک تو نالائق چیز کے

دیکھنے سے، دوسرے یہ خیال کر کے کہ جو آنکھ دوست کے جمال کو دیکھتی ہو، اس کا دعویٰ کرتی ہو۔ افسوس ہے کہ اس کے بعد وہ دوسری چیز کو دیکھ لے۔ پس یہ زیادہ اچھا ہو گا کہ میں اندھا ہو جاؤں تا کہ کل جب میں محشر میں اُٹھوں اپنے دوست کے جمال کو دیکھتے ہوئے آنکھ کھولوں۔ اس کے بعد ساٹھ سال تک وہ اور زندہ رہے۔ کسی شخص نے نہیں دیکھا کہ انہوں نے آنکھ کھولی ہو۔ (اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر، ص ۱۰۳ تا ۱۰۴، ۱۰۸ تا ۱۰۹)

✦ ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام دریا کے کنارے تمام سال عبادت کے بعد کہنے لگے: اے رب! میری پیٹھ عبادت کرتے کرتے جھک گئی اور میرے آنسو بہت بہے لیکن معلوم نہیں میرا ٹھکانہ جنت ہے یا دوزخ؟ ایک مینڈک بولا: اے داؤد! تم ایک سال کی عبادت میں خدا پر احسان جتلانے لگے۔ قسم ہے خدا کی! میں تیس برس سے اس مقام میں خدا کی عبادت میں مشغول ہوں۔ پھر بھی میرا بدن خوفِ خدا سے لرزتا ہے۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام بہت روئے اور انبیاء جو یقینی جنتی ہیں، ادنیٰ لغزش پر کس طرح آہ و زاری کرتے تھے۔ اس کو فقیہ ابو اللیث نے باب العجب میں نقل کیا ہے۔

✦ حضرت شعیب علیہ السلام کی دس چیزیں (وہ دس سال تھے جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائیں اور خدمت کی تھی) اللہ نے (حضرت شعیب علیہ السلام کے قول کو نقل کرتے ہوئے) فرمایا ہے: "فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ج" اگر تم نے دس سال پورے کر دیئے تو یہ تمہاری طرف سے ہو گا۔ بات یہ ہوئی تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال تک حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت کرنا قبول کیا تھا اور عوض خدمت شعیب علیہ السلام کی بیٹی (صفورا موسیٰ) کا مہر قرار دیا تھا۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام دس سال تک اِتنا روئے کہ بینائی جاتی رہی۔ پھر اللہ نے دوبارہ نگاہ عطا فرمائی اور شعیب علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اگر تجھے دوزخ کا خوف ہے تو میں

نے دوزخ سے تجھے امن دے دی ہے اور جنت چاہتا ہے تو میں نے تجھے جنت عطا کر دی اور اگر تُو میری خوشنودی کا خواستگار ہے تو اپنی رضامندی تجھے بخش دی (اس رونے کی وجہ کیا ہے) حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا: جبرائیل علیہ السلام میرا رونا نہ جنت کے شوق میں ہے نہ دوزخ کے ڈر سے بلکہ دیدارِ الٰہی کی تمنا میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب تیرا رونا مناسب ہے، روتا رِہ۔ اللہ تعالیٰ نے گریہ شعیب کا عوض (دنیا میں) یہ دیا کہ دس برس تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کا خادم بنا دیا اور یہ بدلہ اس اعزاز اور مراتبِ عالیہ اور قربِ خداوندی اور شرفِ دیدار اور ان اُخروی نعمتوں کے علاوہ تھا جو حضرت شعیب علیہ السلام کے لیے رکھ چھوڑی گئی تھی۔ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کان نے سُنا، نہ کسی کے دل میں ان کا تصوّر آیا۔

- اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ فلاں ویرانے میں فلاں جگہ پر جایئے۔ وہاں میرا ایک ولی فوت ہو گیا ہے۔ وہاں جاکر اس کے کفن دفن کا بندوبست کیجیے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو آپ نے اسی نوجوان کو دیکھا جس کو اللہ کے حکم سے بستی کی طرف سے نکالا گیا تھا اور خوبصورت حوریں اس کے آس پاس دیکھیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ پروردگار! کیا یہ وہی شخص نہیں جس کو میں نے آپ کے حکم سے شہر سے بستی کی طرف نکالا تھا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں نے اس پر رحم فرمایا ہے اور اپنے مقام پر رونے کی وجہ سے اپنے وطن، والدین، بیوی اور اولاد کی جدائی کی وجہ سے میں نے اس سے درگزر کیا ہے اور اس کی والدہ کی صورت میں حور، والد کی شکل میں فرشتہ اور بیوی کی شکل میں بھی حور بھیج دی کہ پردیس میں اس کی مسکینی پر رحم کھائیں۔ اس لیے کہ جب کوئی غریب الوطن فوت ہو جاتا ہے تو آسمانوں اور زمین والے شفقت سے اس پر روتے ہیں۔ میں کیسے اس پر رحم نہ کھاؤں۔ میں تمام رحم دِلوں سے زیادہ رحمدِل ہوں۔
- جب کسی مسافر پر نزع طاری ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے

فرشتو! یہ بیچارہ مسافر اپنی اولاد، بیوی اور والدین کو چھوڑ آیا ہے۔ جب یہ مرے گا تو اس پر کوئی روئے گا نہ غم کھائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اس کے باپ کی صورت میں، ایک اس کی ماں کی صورت میں، ایک اس کے بچے کی صورت میں اور ایک کو کسی رشتہ دار کی صورت میں اس کے پاس بھیج دیتا ہے۔ پس جب وہ آنکھیں کھولتا ہے اور اپنے والدین اور اہل وعیال کو اپنے پاس موجود پاتا ہے تو اس کا دِل خوش ہو جاتا ہے۔ فرحت اور سرور کے ساتھ اس کی روح نکلتی ہے۔ جب اس کا جنازہ نکلتا ہے، وہ اس کے پیچھے چلتے ہیں اور قیامت تک اس کی قبر پر دُعا کرتے رہتے ہیں۔

✦ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کثیر التبسم تھے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کثیر البکا تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے یحییٰ! کیا تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بالکل نااُمید ہو گئے ہو کہ کسی وقت تمہارا رونا ختم ہی نہیں ہوتا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! کیا تم اللہ تعالیٰ کے قہر سے بالکل مامون ہو کہ تم کو ہر وقت ہنسی ہی آتی رہتی ہے۔ آخر ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم دونوں میں فیصلہ کرتے ہیں کہ اے عیسیٰ جلوت میں تو ایسے رہو جیسے اب رہتے ہو لیکن خلوت میں یحییٰ کی طرح گریہ وزاری کیا کرو اور اے یحییٰ! خلوت میں ایسے ہی رہو جیسے رہتے ہو لیکن لوگوں کے سامنے کچھ تبسم بھی کر لیا کرو کہ لوگوں کو میری رحمت سے مایوسی نہ ہو جائے کہ جب نبی کا یہ حال ہے تو ہم کو نجات کی کیا اُمید ہے۔

✦ جب خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جدا ہونے لگے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

(۱) جھگڑے سے بچو۔ (۲) بغیر ضرورت کہیں نہ جاؤ۔ (۳) بغیر کسی تعجب انگیز بات کے نہ ہنسو۔ (۴) خطاکاروں کو شرمسار نہ کرو۔ (۵) اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔

✦ ماہِ صفر دنیا کی ہر چیز پر سخت ہوتا ہے کیونکہ اس مہینے میں رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور یہی مرض آپ ﷺ کا مرض الموت تھا۔

✦ منقول ہے کہ اکثر نبیوں پر اسی مہینہ صفر میں مصیبتیں نازل ہوئیں۔

✦ اسی مہینے میں حضرت آدم علیہ السلام نے گیہوں کا دانہ کھایا اور جنت سے نکلے جس کی وجہ سے وہ تین سو برس تک روتے رہے اور ان کے جسم میں بجز چمڑا اور ہڈی کے گوشت اور چربی اور خون کچھ نہیں باقی رہا تھا۔

✦ اسی مہینے میں حضرت داؤد علیہ السلام سے لغزش ہوئی جس کی وجہ سے وہ دو سو برس تک روتے رہے جس کی وجہ سے آپ کے رخساروں کا گوشت و پوست سب اُڑ گیا تھا۔

✦ حضرت ابراہیم خلیل اللہ جب اپنی خطا یاد کرتے تو بے ہوش ہو جاتے اور آپ کے دل کی تڑپ ایک کوس سے سنی جاتی۔ جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا سلام لے کر آتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم نے کبھی دیکھا کہ کوئی خلیل اپنے خلیل سے ڈرتا ہو۔ آپ فرماتے: اے جبرائیلؑ! میں جب اپنا قصور یاد کرتا ہوں تو اپنی خلت بھول جاتا ہوں۔

✦ حضرت یحییٰ علیہ السلام ٹاٹ پہنا کرتے تھے جس سے بدن پر نشان پڑ گئے۔ والدہ نے فرمایا: اگر نرم کپڑا نہیں پہنتے تو اُون پہنا کرو۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ وحی ہوئی کہ اے یحییٰ! ہمارے اُوپر دنیا کو پسند کیا۔ آپ روئے اور کُرتے کو نکال کر اپنا ہی لباس پہنا۔

✦ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام جب نماز پڑھنے کو کھڑے ہوتے تو اِتنا روتے کہ درخت اور پتھر رونے لگتے اور حضرت زکریا علیہ السلام بھی آپ کے رونے سے اس قدر روتے کہ بے ہوش ہو جاتے۔ یحییٰ علیہ السلام ہمیشہ اس طرح رویا کرتے کہ ان کے آنسوؤں سے ان کے رخساروں کا گوشت جاتا رہا اور دیکھنے والوں کو آپ کی داڑھیں معلوم ہونے لگیں تو آپ کی ماں نے آپ کے لیے نمدے سے ایسے چیز بنالی کہ آپ اس کو پہن کر

ڈاڑھیں چھپاتے۔ نماز میں رونے سے جب وہ بھیگ جاتیں تو والدہ اس کو نچوڑ ڈالتیں۔ جب آپ اپنے آنسو ماں کے ہاتھوں پر بہتے دیکھتے تو فرماتے: الٰہی! یہ میرے آنسوؤں ہیں اور میری ماں ہے اور میں تیرا بندہ ہوں تُو ارحم الراحمین ہے۔

✦ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے خدا سے یہ دُعا مانگی تھی کہ تجھ کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے اور تمہاری حالت زار سے ہمیں چین کہاں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے مجھے کہا ہے کہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک جنگل ہے جس کو بغیر رونے والوں کے کوئی طے نہ کرے گا۔ زکریا علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا اب رو یا کر میرا اطمینان ہوا۔

✦ روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام یوسف علیہ السلام سے قید خانہ میں ملے۔ آپ نے پوچھا: اُس دردمند بوڑھے یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کو کس حال میں چھوڑا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تم پر اِتنا رنج کیا جتنا سو عورتوں کو ہو جن کے بچے مر گئے ہوں۔ اس کا ان کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

✦ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام اِتنا روئے کہ اندھے ہو گئے اور اِتنی کثرت سے کھڑے رہے کہ کبڑے ہو گئے۔

✦ حضرت حضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کچھ نصیحتیں کیں۔ اُن میں ہے کہ ہنستی صورت رہا کر، غصہ مت کیا کر۔ اہل قصور کو ان کی خطاؤں کا عیب و طعنہ مت کرو بلکہ اے ابن عمران اپنی خطا پر رونا چاہیے۔

✦ ثابت بن نساج کہتے ہیں کہ غلطی کے بعد حضرت داوَد علیہ السلام نے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پیا مگر اس کا نصف اُس کے اپنے آنسو تھے۔ جب اپنے آنسو اِتنے زیادہ دیکھے تو کہا: اے اللہ! کیا تُو میرے رونے پر رحم نہیں کرتا۔ آواز آئی: اے داوَد! اپنے آنسوؤں کو یاد کرتا ہے اپنے گناہوں کو یاد نہیں کرتا۔ بے حال ہو گئے۔

✦ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام چالیس روز سجدہ میں رویا کرتے تھے اور اپنا سر نہ اُٹھاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے سبزہ جم آیا اور اُس میں اُن کا سر چھپ گیا۔

✦ حضرت داؤد علیہ السلام دُعا میں یوں عرض کرتے کہ الٰہی! اگر میں اپنی خطا یاد کرتا ہوں تو زمین باوجود وسعت کے مجھ پر تنگ ہوتی ہے اور جب تیری رحمت کو یاد کرتا ہوں تو جان میں جان آجاتی ہے۔

✦ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے روایت پہنچی ہے کہ ایک دن حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنا گناہ یاد کیا۔ اُس وقت چیخے، اپنے ہاتھ سر پر رکھ کر اُٹھے، جنگل پہاڑوں میں گئے، درندے گرد اکٹھے ہوئے تو فرمایا: تم سے مطلب نہیں مجھے وہی چاہیئے جو اپنی خطا پر رو دے اور میرے سامنے روتا ہی آوے۔ باقی کا داؤد خطاکار کے پاس کیا کام۔

✦ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: الٰہی! مجھ کو اپنے عاشقوں کی زیارت کرا دے۔ حکم ہوا کہ کوہِ لبنان پر جا کر مل لو اور میرے سلام کے بعد کہہ دینا کہ تم مجھ سے کچھ حاجت کیوں نہیں مانگتے۔ تمہارے مانگنے سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ یہ سن کر اُن سب کے آنسو چہرے پر بہنے لگے اور ہر ایک نے جدا دُعا مانگی۔

✦ حضرت داؤد علیہ السلام جب بہت روئے اور دل تھک گیا اور رنج زیادہ ہوا تو جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا: الٰہی! تُو میرے رونے پر رحم نہیں کرتا۔ حکم ہوا: داؤد! اپنا گناہ بھول گیا، رونا یاد ہے۔

✦ یحییٰ بن ابی کثیر فرماتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام جب نوحہ کرنا چاہتے تو سات دن پیشتر نہ کچھ کھاتے نہ پیتے۔ پھر جنگل میں اُن کا منبر نکالا جاتا اور حضرت سلیمان علیہ السلام حکم کرتے تو شہروں، قصبوں، پہاڑوں، جنگلوں، بت خانوں اور بستیوں سے لوگ اُمڈ آتے۔ بنی اسرائیل

آپ کے منبر کے گرد بیٹھتے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی ثنا شروع کرتے تو لوگ رونے میں چیخیں اور دھاڑیں مارنے لگتے تھے۔ جنت، دوزخ اور قیامت کا ذکر کرتے تو درندوں اور مُردوں میں سے گروہ کے گروہ مر جاتے تو سلیمان علیہ السلام کے عرض کرنے پر آپ دُعا مانگنا شروع کر دیتے۔

✦ حضرت داؤد علیہ السلام کثرت رونے سے منع کرنے پر فرماتے۔ مجھ کو رونے دو قبل اس کے رونے کا دن ہاتھ سے نکل جائے اور ندیاں چل جائیں۔

✦ امام احمد رفاعی نے احوال المعارفین میں لکھا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام اِتنا روئے کہ بصارت ختم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے بصارت لوٹا دی۔ پھر اِتنا روئے کہ بصارت ختم ہو گئی۔ ایسا تین دفعہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی۔ اے شعیب! اگر تیرا رونا دوزخ کی وجہ سے ہے تو میں نے دوزخ سے نجات دے دی۔ اگر جنت کی وجہ سے ہے تو میں نے تجھ پر واجب کر دی۔ فرمایا: اے اللہ! میرا رونا تیرے دیدار کے شوق کے باعث ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر میری ملاقات کے علاوہ کوئی دوا نہیں ہے۔

✦ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حضرت شعیب علیہ السلام کے ہاں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ایک بکری بھاگ گئی ۔ موسیٰ علیہ السلام کو جنگلوں ، گھاٹیوں اور خاردار جھاڑیوں میں دوڑا کر چور چور کر دیا اور خود تھک کر کھڑی ہو گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ روئے اور بکری سے مخاطب ہو کر فرمایا: اگر تجھے مجھ پر نہیں تو اپنے اُوپر رحم کرتی اور پیٹھ پر اُٹھایا اور واپس لے آئے۔

✦ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو اسلام کی دعوت دی اور کہا کہ تیری آخرت تو بہتر ہو جائے گی۔ دنیا میں تجھے چار نعمتوں سے نوازا جائے گا اور تفصیل بتا دی۔ فرعون نے متاثر ہو کر اپنی بیوی آسیہ سے مشورے کا کہا۔ آسیہ نے کہا کہ جلدی اقرار کر لیں۔ یہ کہہ کر زار و قطار رونے لگیں۔ چاہیے تھا کہ تیرا اپنا مارے خوشی کے پھٹ جاتا۔ کسی اور سے مشورے کی

ضرورت نہیں لیکن فرعون نے اپنے وزیر سے مشورہ کیا اور پھر گیا۔

✦ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں اللہ سے محبت کرنے والا مجذوب بکریاں چرایا کرتا تھا۔ اپنے ساتھ لگا تھا۔ اے اللہ! اے میرے مالک! تُو کہاں ہیں۔ میں تیری خدمت کروں۔ تیری جوئیں نکالوں، تیرے کپڑے دھوؤں، مالش کروں، کنگھی کروں، تیل لگاؤں، تیرے گھر دودھ اور گھی لایا کروں۔ میں تیری تلاش اور محبت میں مارامارا پھرتا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام کا گزر ہوا تو پوچھا: کس کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ بولا: اس کے ساتھ جس نے مجھے، تجھے اور ساری کائنات کو بنایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایک تھپڑ رسید کیا اور کہا کافر ہو گیا۔ کیا بکتا ہے۔ چرواہے کے اوسان خطا ہو گئے۔ ٹھنڈی آہ بھری، اپنا گریبان تار تار کیا اور دیوانوں کی طرح روتا ہوا جنگل کو بھاگا۔ اللہ تعالیٰ نے کلام کیا۔ فرمایا: اے موسیٰ! تُو نے میرے بندے کو مجھ سے جدا کیوں کیا؟ اے موسیٰ! دیوانوں، دل جلوں اور ہارے ہوؤں کے آداب یہی ہوتے ہیں۔

✦ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک عابد پر گزر ہوا جو تین سو سالوں سے ایک چٹان پر سجدہ ریز تھا اور جب روتا تھا تو اُس کے آنسو نالوں میں بہتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام اُس کے رونے کے باعث رو پڑے اور عرض کیا۔ اے اللہ! کیا تُو اپنے بندے پر رحم نہیں کرے گا۔ جواب ملا۔ اس کا دل غیروں سے راحت و آرام طلب کرتا ہے اور اپنے پاس ایک جبے کے ساتھ گرمی سردی سے بچتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! قربت حاصل کرنے والے میرے ڈر سے رونے کے علاوہ کسی اور چیز سے میرا اقرب حاصل نہیں کر سکتے۔

حضور خاتم النبیین ﷺ کے دَور کے واقعات

واقعات ابتدا بعثت

✦ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اسلام کا اعلان کرنے پر اِتنا مارا گیا کہ قریب الموت ہو گئے۔ گھر لا کر جب کچھ افاقہ ہوا تو سب سے پہلے حضور ﷺ کا حال پوچھا۔ اپنی والدہ سے کہا کہ جا کر اُم جمیل (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن) سے پوچھ آؤ۔ یہ گئیں تو اُم جمیل نے کہا: کون محمد؟ کون ابو بکر؟ ابھی تک اسلام چھپایا تھا۔ تمہارے بیٹے کی حالت سن کر رنج ہوا۔ اگر تُو کہے تو میں ساتھ چل کر دیکھ لوں۔ دیکھ کر بے تحاشا رونا شروع کر دیا۔ کافی رات گزر جانے کے بعد والدہ ابو بکر کو لے کر ارقمؓ کے گھر حضور ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ حضور ﷺ سے لپٹ گئے۔ حضور ﷺ بھی لپٹ کر روئے اور مسلمان بھی سب رونے لگے۔

✦ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ غلام بنے تو حکیم بن حزام سے حضرت خدیجہؓ اور اُن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اُن کے والد فراق میں روتے اور درد انگیز اشعار پڑھتے ہوئے ان کو ڈھونڈتے پھرتے۔ جب پتہ چلا اور ان کو لینے آئے تو اُس نے حضور ﷺ کے پاس سے جانے سے انکار کر دیا۔

✦ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اُمیہ بن خلف کے غلام تھے۔ ان پر ظلم و ستم کے داستان مشہور ہیں۔ ایک دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خستہ حال اور لہولہان حالت میں احد احد کا نعرہ لگاتے دیکھا تو اُس کی عشق اور اس مظلومیت کو دیکھ کر دِل تڑپ اُٹھا اور آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مصائب کا سن کر آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب خریدنے کا کہا تو حضور ﷺ نے فرمایا: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی خریداری میں میری بھی شرکت ہو گی۔ خرید کر خدمت اقدس میں پیش کیا۔

✦ کفارِ مکہ نے محرم ۷ نبوی میں ابو طالب کو تمام خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور کر کے ہر قسم کا بائیکاٹ کیا۔ بچے بھوک سے روتے آواز باہر آتی تو قریش سن کر خوش

ہوتے تھے۔ حضور ﷺ اور تمام آلِ ہاشم نے مکمل تین سال یہ مصیبتیں جھیلیں۔

✦ ایک شقی نے راستہ میں آپ ﷺ پر خاک ڈال دی۔ گھر آئے تو بیٹی پانی سے آپ کا سر دھوتی تھی اور روتی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جانِ پدر روؤ نہیں۔ خدا تیرے بابا کو بچالے گا۔

✦ بنو تمیم میں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج سب سے زیادہ تھا۔ اُن کے رئیس قیس بن عاصم نے حضور ﷺ کے سامنے آٹھ دَس لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کا اقرار کیا۔ ایک دوسرے شخص نے اپنا قصہ یوں سنایا۔ یارسول اللہ ﷺ! میری ایک لڑکی تھی۔ جب میں اُس کو بلاتا، وہ دوڑ کر میرے پاس آتی۔ ایک دِن وہ میرے بلانے پر خوش خوش دوڑی آئی۔ میں آگے اور وہ پیچھے پیچھے چلی آئی۔ جب ایک کنویں کے پاس پہنچا اور لڑکی اُس کے قریب پہنچی۔ میں نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر کنویں میں ڈال دیا۔ وہ ابا ابا کہہ کر پکارتی رہی۔ یہ اُس کی زندگی کی آخری آواز تھی۔ رحمت عالم ﷺ اِس پُر درد افسانہ کو سن کر آنسو ضبط نہ کر سکے۔ ایک صحابی نے اُس شخص کو کہا کہ تُو نے حضور ﷺ کو غمگین کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو۔ یہ اپنے مصیبت کا علاج پوچھنے آیا ہے اور فرمایا: ہاں میاں تم اپنا قصہ پھر سناؤ۔ انہوں نے دوبارہ بیان کیا۔ حضور ﷺ کی روتے روتے ریش مبارک تر ہوگئی اور فرمایا: جاہلیت کے گناہ اسلام کے بعد معاف ہوگئے۔ اب نئے سرے سے عمل شروع کرو۔

✦ حضرت صعصہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے اُونٹ پر سوار تھا۔ مجھ سے میری دو اُونٹیاں گُم ہوگئیں۔ میں اُن کو تلاش کرنے کے لیے اپنے اُونٹ کو لے کر جنگل کی طرف نکلا۔ مجھے رات ہوگئی۔ دُور جنگل میں آگ جلتی نظر آئی۔ جب میں اُس آگ کے قریب پہنچا تو میں نے ایک عمر رسیدہ شخص کو دیکھا۔ اُس کے قریب کچھ عورتیں بھی تھیں۔ اُن عورتوں میں سے ایک کو دردِ زہ ہو رہا تھا۔ وہ شخص اُن عورتوں سے کہہ رہا تھا کہ اگر بیٹا پیدا ہوا تو میں بڑی دعوت کروں گا۔ بہت کچھ غریبوں کو دوں گا اور اگر بیٹی پیدا ہوئی تو اُسے قتل کروں گا۔ تھوڑی دیر میں اُس عورت کے ہاں "بیٹی" پیدا ہوئی۔ مجھے بہت تشویش ہوئی۔ اُس شخص نے

مجھ سے پوچھا کہ تم یہاں کیا لینے آئے ہو۔ میں نے کہا: میری دو اُونٹنیاں گُم ہو گئیں ہیں۔ اُن کو تلاش کر رہا ہوں۔ اُس نے کہا: اُونٹنیاں تمہیں مل جائیں گی۔ میں نے لجاجت سے کہا کہ میری وہ دو اُونٹنیاں اور یہ اُونٹ آپ لے لیں اور یہ بچی دے دیں۔ وہ راضی ہو گیا۔ میں نے وہ بچی گود لے لی۔ اُسے پالا پوسا اور اُس کی شادی کر دی۔ حضرت صعصعہؓ فرماتے ہیں کہ اسلام لانے سے پہلے میں نے تین سو بچیوں کو زندہ در گور ہونے سے بچایا اور ہر بچی کے عوض تین اُونٹ عوض دیئے۔ گویا نو سو (۹۰۰) اُونٹ دے کر تین سو بچیوں کو بچایا۔

(نفحۃ العرب، مولفہ شیخ الحدیث مولانا اعزاز علی دیوبند)

واقعاتِ ہجرت

✦ اُم المؤمنین اُم سلمیٰ حضور ﷺ سے قبل ابو سلمہ کی نکاح میں تھی۔ جب ہجرت کے لیے روانہ ہوئے تو مکہ والوں نے مجھے ابو سلمہ کے ساتھ جانے نہ دیا اور واپس گھر لے آئے۔ دوھیال والوں کو پتہ چلا تو آ کر سلمہ کو لے گئے کہ لڑکی تمہاری لیکن بچہ تو ہمارا ہے۔ اب ہم تینوں جدا جدا ہو گئے۔ میں میکہ، بچہ دودھیال میں اور ابو سلمہ مدینہ چلے گئے۔ میں روز میدان میں نکل جاتی اور شام تک رویا کرتی۔ اس طرح پورا ایک سال مجھے روتے گزر گیا۔

واقعات غزوۂ بدر

✦ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بدر کی لڑائی میں حضور ﷺ کو ایک درخت کے نیچے دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں۔ اس حالت میں صبح فرما دی۔

✦ حضرت عمیر ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نو عمر صحابی تھے۔ بدر کی لڑائی کے لیے چھپتے پھرتے کہ حضور ﷺ چھوٹا سمجھ کر واپس نہ کر دے۔ حضور ﷺ نے دیکھ کر نو عمری کی وجہ سے انکار کر دیا۔ ان کو شوق کا غلبہ تھا۔ تحمل نہ کر سکے اور رونے لگے۔ حضور ﷺ کو شوق اور رونے کا حال معلوم ہوا تو اجازت فرما دی اور دوسری تمنا بھی پوری ہو گئی کہ شہید ہو گئے۔

✦ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اسیر انِ جنگِ بدر میں سے تھے۔ اُن کو باندھے ہوئے کر اپنے

کی وجہ سے حضور ﷺ نہ سو سکے۔ آنکھیں سرخ تھیں۔ حضور ﷺ کے کہنے پر رسّی تھوڑی ڈھیلی کر دی گئی۔

✦ حضور ﷺ کے داماد ابو العاص رضی اللہ عنہ بھی اسیرانِ جنگِ بدر میں تھے۔ اُن کے پاس فدیہ کی رقم نہ تھی۔ اپنی زوجہ حضرت زینبؓ بنت رسول ﷺ کو فدیہ کے لیے مکہ کہلا بھیجا۔ انہوں نے زر فدیہ کے ساتھ اپنے گلے کا ہار بھی اُتار کر بھیج دیا۔ یہ ہار حضرت خدیجہؓ نے جہیز میں نکاح کے وقت دیا تھا۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو ۲۵ برس کا محبت انگیز واقعہ یاد آ گیا۔ آپ ﷺ بے اختیار رو پڑے اور صحابہؓ سے فرمایا: اگر تمہاری مرضی ہو تو بیٹی کو ماں کی یادگار واپس کر دوں۔ سب نے تسلیم کیا۔

✦ حضرت حارثہ بن سراقہؓ کی موت جنگ بدر میں ایک اجنبی اُڑتی ہوئی تیر سے ہوئی۔ حالانکہ یہ جنگ کا نظارہ کرنے والوں میں تھے۔ اُن کی ماں نے حضور ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر حارثہ جنت میں ہیں تو میں نہ روؤں گی اور نہ رنج کروں گی اور اگر ایسا نہیں تو جب تک میں دنیا میں رہوں روتی رہوں گی۔ آپ ﷺ نے کہا: اے اُم حارثہ! وہ جنت الفردوس میں ہیں۔

واقعات غزوۂ اُحد

غزوۂ اُحد کی بنا پر تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپ ﷺ جہاں سے گزرتے ہر گھر سے ماتم کی آوازیں آتی تھیں۔ رقت کے جوش میں آپ ﷺ کی زبان سے بے اختیار نکلا۔ امّا حمزۃ فلا بواکی له ۔ (ترجمہ: لیکن حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں)۔ انصار تڑپ اُٹھے اور اپنے بیویوں کو ماتم کے لیے بھیجا۔ حضور ﷺ کا گزر ہوا تو فرمایا: تمہاری ہمدردی کا شکر گزار ہوں لیکن مُردوں پر نوحہ کرنا جائز نہیں۔

✦ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ غزوۂ اُحد میں مدینہ میں خبر مشہور ہوئی کہ حضور ﷺ قتل کر دیئے گئے۔ یہ سن کر مدینہ کی تمام عورتیں رو پڑیں۔ رونے والیوں کی

آوازیں مدینہ کے گوشہ گوشہ میں سنی جاتی تھیں۔ انصار کی ایک پردہ نشین معلومات کرنے نکلی۔ اپنے بیٹے، شوہر، باپ اور بھائی کے لاشوں پر سے گزرتی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کس حال میں ہیں۔ دیکھ کر فرمایا: یارسول اللہ ﷺ! جب آپ محفوظ ہیں، مجھے کوئی پرواہ نہیں کون ہلاک ہوا۔

چند دوسرے واقعات

✦ حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم حضور ﷺ کے سامنے دَم توڑ رہے تھے۔ آپ ﷺ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا اُٹھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آنکھ آنسو بہارہی ہے اور دل رنج منا رہا ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ اللہ کی قسم! اے ابراہیم! ہم تیری وجہ سے مبتلائے رنج ہیں۔

✦ حضور ﷺ کی صاحبزادی نے اپنے بچے کے وقت نزع میں حضور ﷺ کو قسم دے کر بلایا۔ بچہ اُس کے سامنے لایا گیا۔ دیکھ کر حضور ﷺ کی آنکھ سے آنسو بہہ پڑے۔ حضرت سعدؓ نے پوچھا: حضور ﷺ یہ کیا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: یہ رحمت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دِلوں میں پیدا فرمایا ہے۔

✦ جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے، اُن کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر بلبلا کر روئیں تو حضور ﷺ بھی روئے اور یہاں تک روئے کہ آپ ﷺ کی آواز بھی نکل گئی۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ آپ ﷺ قبرستان میں ایک قبر پر بیٹھے اور روئے۔ میں بھی رویا اور لوگ بھی روئے۔ حضور ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی تو ہم نے کہا کہ آپ ﷺ کے رونے کی وجہ سے ہم روئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میری ماں آمنہ بنت وہب کی قبر ہے۔ میں نے مانگا تو اللہ تعالیٰ نے زیارت کرنے کی اجازت دی۔ پھر میں نے اُن کی مغفرت کی دُعا کی جو نامنظور ہوئی۔ تو

مجھے اولاد ہونے کی بدولت رقت ہوئی۔

✦ حضرت معاذ ابن جبلؓ نے فرمایا: مجھے یمن کی طرف رخصت کرتے وقت نصیحتیں دے کر حضور ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! بہت ممکن ہے کہ تم مجھ سے میرے اس سال کے بعد نہ مل سکو اور شاید تم میری اِس مسجد میں میری قبر پر گزرو گے۔ یہ سن کر معاذؓ آپ ﷺ کے فراق کے شدت درد سے رو دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: معاذ! روؤ نہیں۔ رونا شیطان کی جانب سے ہے۔

✦ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فاطمہؓ کو فرمایا۔ مجھے میری وفات کی خبر دی گئی ہے۔ یہ سن کر وہ رونے لگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: روؤ نہیں تم میرے اہل میں سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔

مرض الوفات اور وفات

✦ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ مرض وفات میں سر پر پٹی باندھے منبر پر تشریف لے آئے اور فرمانے لگے: اس وقت میں اپنے حوض کوثر پر کھڑا ہوں۔ ایک بندہ جس پر دنیا و آخرت پیش کی گئی۔ اُس نے آخرت کو اختیار کر لیا ہے۔ اس بات کو بجز ابو بکر کے کوئی نہ سمجھا۔ اُن کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور رو دیئے۔

✦ حضرت اُم فضل بنت حارث رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں۔ میں حضور ﷺ کے پاس آپ کی بیماری میں آئی اور رونا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے سر اُٹھا کر پوچھا۔ تمہیں کس چیز نے رُلا دیا۔ میں نے کہا مجھے آپ پر (وفات) کا خوف ہے۔

✦ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم حضرت عائشہؓ کے گھر میں جمع تھے۔ حضور ﷺ نے ہماری طرف دیکھا۔ آپ کی چشم مبارک آنسوؤں سے ڈبڈبا اُٹھیں۔ اس کے بعد ہمیں بہت ساری دُعائیں دیں اور فرمایا: اجل قریب آئی ہے اور اللہ کی طرف پلٹنا ہے۔ ہم سب رو دیئے اور حضور ﷺ بھی روئے۔

✦ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بے ہوشی کا دورہ پڑا تو حضرت فاطمہؓ نے کہا: ہائے! میرے باپ کی تکلیف اور جب وفات ہو گئی تو کہا: ہائے میرے والد محترم۔ ان کے رب نے انہیں بلایا۔ انہوں نے رب کی پکار پر لبیک کہی۔ ہائے میرے والد محترم۔

✦ حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں۔ ہم سب ازواج ایک جگہ جمع تھیں اور رو رہی تھیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چارپائی پر دیکھ کر تسلی پکڑ رہے تھے کہ اچانک صبح ہی صبح ہم نے کدالوں کی آواز سنی۔ اس کے ساتھ ہی ہم سب کی چیخ نکلی اور اہل مسجد بھی رونے چلانے لگے۔ اس کے بعد تمام مدینہ میں ایک ہی چیخ و پکار تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے صبح کی اذان دی۔ جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ الله کہا تو رو پڑے اور بہت پھوٹ پھوٹ کر روئے۔

✦ حضرت فاطمہؓ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تمہارے نفوس نے گوارا کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹی میں دفن کر کے لوٹ آئے۔ حضرت ثابت جب اس حدیث کو بیان کرتے تو اس قدر روتے کہ ان کی پسلیاں روتے روتے ایک دوسرے پر چڑھ جاتی۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رات کی گشت میں ایک بڑھیا کے یہ اشعار سُنے جو گھر میں اون دھن رہی تھی جن کا ترجمہ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نیکوں کا درود پہنچے۔ پاک صاف برگزیدہ لوگوں کا درود پہنچے۔ بیشک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ راتوں کو عبادت کرنے والے تھے اور آخیر راتوں کو رونے والے تھے۔ کاش! حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرنے کے بعد ملنا ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان اشعار کو سن کر رونے بیٹھ گئے۔

✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت اُم ایمن روئی اور فرمایا: اس بات پر روتی ہوں کہ اب ہم لوگوں پر سے وحی اُٹھائی گئی۔

✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو رہے تھے کہ کھجور کا تنا آپ کے فراق سے رونے لگا۔ آپ نے دست مبارک رکھا تو اس کو سکون ہوا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی اُمت آپ کے فراق سے رونے کی زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس تنا کے۔

✦ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر مبارک کے زیارت کی

درخواست کی۔ حضرت عائشہؓ نے دروازہ کھولا۔ انہوں نے زیارت کی، روتی رہیں اور روتے روتے انتقال فرما گئیں۔

✦ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرکے بات نہ کرتے۔ ایک دفعہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تو بدن کانپ گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ پیشانی پر پسینہ آ گیا، رَگیں پھول گئیں۔

✦ حضرت ابو ذوہیب ہذلی فرماتے ہیں۔ میں مدینہ آیا اور تمام اہل مدینہ میں رونے کی آواز تھی۔ لوگوں نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔

✦ حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ مکہ کے عامل تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پہنچی تو مسجد الحرام سے بے اختیار رونے کی آواز نکلی اور عتاب بن اُسید مکہ کی گھاٹیوں کی طرف نکل پڑے۔ سہیل بن عمرو اُن کے پاس گئے کہ لوگوں کو خطاب کرلیں تو کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے ساتھ مجھ میں کلام کی طاقت نہیں رِہ گئی تو سہیل نے خطاب کیا۔

✦ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبد المطلب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پر چند اشعار کہے جن میں سے کچھ اشعار کا ترجمہ یہ ہے: میری عمر کی قسم! میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آنسو نہین بہا رہی لیکن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے فتنوں پر آنسو بہا رہی ہوں۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ حسن رضی اللہ عنہ کو تُو نے یتیم کر دیا ہے اور اُس کو روتا ہوا چھوڑ دیا ہے۔ وہ آج اپنے ان نانا جان کو پکار رہے ہیں جو دُور چلے گئے۔

✦ حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کی پہرہ داری پر نکلے۔ ایک بوڑھیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پر اشعار پڑھ رہی تھیں کہ آپ راتوں کو عبادت کرنے والے تھے اور صبح گریہ وزاری کرنے والے تھے۔ موت کے لیے مختلف طریقے ہیں۔ اے کاش! مجھے اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا کوئی گھر جمع کر دے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر بیٹھ گئے اور رونے لگے اور جا کر ان سے اعادہ کرنے کی درخواست کی۔

﴿باب۔۴﴾

خلفائے راشدین واصحابِ رسول ﷺ

خلفاءِ راشدین

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

✦ حضرت ابو بکرؓ جو باجماع اہل سنت انبیاء کے علاوہ تمام دنیا کے آدمیوں سے افضل ہیں اور ان کا جنتی ہونا یقینی ہے کہ خود حضور اقدس ﷺ نے ان کو جنتی ہونے کی بشارت دی بلکہ جنتیوں کی ایک جماعت کا سردار بتایا اور جنت کے سب دروازوں سے ان کی پکار اور بلاوے کی خوشخبری دی اور یہ بھی فرمایا کہ میری اُمت میں سب سے پہلے ابو بکرؓ جنت میں داخل ہوں گے۔ اس سب کے باوجود فرمایا کرتے کہ کاش! میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ کبھی فرماتے کہ کاش! میں کوئی گھاس ہوتا کہ جانور اس کو کھا لیتے۔ کبھی فرماتے کہ کاش! میں کسی مومن کے بدن کا بال ہوتا۔ ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے اور ایک جانور کو بیٹھا ہوا دیکھا تو ٹھنڈا سانس بھرا اور فرمایا کہ تو کس قدر لطف میں ہے کہ کھاتا ہے، پیتا ہے، درختوں کے سائے میں پھرتا ہے اور آخرت میں تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں۔ کاش! ابو بکر بھی تجھ جیسا ہوتا۔

ربیعہؓ اسلمی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی بات پر مجھ میں اور حضرت ابو بکرؓ میں کچھ بات بڑھ گئی اور انہوں نے مجھے کوئی سخت لفظ کہہ دیا جو مجھے ناگوار گزرا۔ فوراً ان کو خیال ہوا کہ یا تو کہہ لو ورنہ میں حضور ﷺ سے جاکر عرض کروں گا۔ میں نے اس پر بھی جوابی لفظ کہنے سے انکار کیا۔ وہ تو اُٹھ کر چلے گئے۔ بنو اسلم کے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے کہ یہ بھی اچھی بات ہے کہ خود ہی تو زیادتی کی اور خود ہی اُلٹی حضور ﷺ سے شکایت کریں۔ میں نے

کہا کہ تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ اگر یہ خفا ہو گئے تو اللہ کا لاڈلا رسول ﷺ مجھ سے خفا ہو جائے گا اور اس کی خفگی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں گے۔ تو ربیعہؓ کی ہلاکت میں کیا تردّد ہے۔ اس کے بعد میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قصہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تمہیں جواب میں اور بدلہ میں کہنا نہیں چاہیئے۔ البتہ اس کے بدلہ میں یوں کہہ لو کہ اے ابو بکرؓ! اللہ تمہیں معاف فرمائیں۔

فائدہ: فائدہ یہ ہے کہ اللہ کا خوف ایک معمولی سے کلمہ میں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بدلہ کا اس قدر فکر اور اہتمام ہوا کہ اول خود درخواست کی اور پھر حضور ﷺ کے واسطہ سے اس کا ارادہ فرمایا کہ ربیعہؓ بدلہ لے لیں۔ آج ہم سینکڑوں باتیں ایک دوسرے کو کہہ دیتے ہیں۔ اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ اس کا آخرت میں بدلہ بھی لیا جائے گا یا حساب کتاب بھی ہو گا۔

✦ ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ منبر نبوی ﷺ پر تشریف فرما تھے کہ حضرت حسنؓ آئے اور کہا میرے والد کی جگہ سے اُترو۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: بیشک اللہ کی قسم! یہ تمہارے والد ماجد کی جگہ ہے۔ میرے باپ کی جگہ نہیں۔ یہ کہہ کر ان کو گود میں اُٹھا لیا اور رونے لگے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ میرے اشارہ سے نہیں ہوا۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: واللہ! میں آپ کو متہم نہیں کرتا۔ (خلفائے راشدین اور اہل بیتؓ، ص ۳۵)

✦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابو بکر کے مال نے دیا۔ یہ سُن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اور میرا مال آپ ﷺ کے سوا کسی اور کا ہے؟

✦ حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے مقام پر کھڑے ہوئے تھے۔ اللہ کی بہت اچھی تعریف کی اور بکثرت روئے۔

✦ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص رو سکے وہ روئے، جس سے نہ ہو

سکے وہ رونے کی صورت بنائے۔

✦ حضرت عبداللہ بن عمر کا قول ہے کہ گریہ کرو اور اگر نہ ہو تو رونے کی سی صورت بناؤ۔

✦ یزید بن ہارون نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خطبے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک ایسے بندے کو لایا جائے گا جس پر اللہ نے رزق کی وسعت، صحت اور انعام کیا تھا اور اس نے ناشکری کی تھی۔ اور پوچھا جائے گا کہ تم نے اس دن کے لیے، اپنے نفع کے لیے کیا اعمال کیے تھے۔ جب وہ کسی میں خیر نہ پائے گا تو رونا شروع کر دے گا۔ یہاں تک کہ اس کے آنسو بہہ جائیں گے۔ پھر اس کو عار دِلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ خون کے آنسو روئے گا۔ پھر عار دِلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک کھا جائے گا اور پھر جب عار دِلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا تو چیخ مار مار کر یہاں تک روئے گا کہ اس کی آنکھ کی پتلیاں اس کے دونوں رخساروں پر گر پڑیں گی اور یہ کہے گا، اے میرے رب! مجھے جہنم میں بھیج دیں اور اس جگہ کھڑے ہونے سے مجھ پر رحم کر۔

✦ عروہ بن زبیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے، اس کے بعد روئے اور فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سال منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرو۔ تم میں سے کسی کو ایمان کے بعد عافیت سے زیادہ بھلی بات نہیں دی گئی۔

✦ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مرض سخت پکڑ گیا۔ میں روئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری تھی تو میں نے کہا:

من لا یزال دمعہ ففنعا، فانہ من دمعہ مدفون

ترجمہ: ”وہ شخص کہ جس کے آنسو پیٹ میں یا آنکھ میں چھپے ہوئے ہوں، بے شک وہ اپنے آنسوؤں سے ایک نہ ایک دِن تر بتر ہو جائے گا۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

✦ جب بیویوں کو تنبیہ کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ قیام گاہ میں مقیم تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملنے گئے تو رو پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی تو بولے، کیوں نہ روؤں کہ آپ کے بدن پر بوریئے کے نشانات اور گھر کی کل کائنات مٹھی بھر جو اور تین عدد بغیر دباغت چمڑے۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو لکھا کہ فوراً میرے پاس آ جاؤ، مجھے آپ کی ضرورت ہے۔ اور وہ ملک شام میں تھے جہاں طاعون پھیلا تھا۔ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ میں آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ تم اس کو باقی رکھنا چاہتے ہو جو باقی رہنے والا نہیں۔ میں مسلمانوں کے لشکر میں ہوں۔ اپنے آپ کو ان پر ترجیح نہیں دے سکتا، ٹھہرنے کی اجازت دیجیے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھا تو روئے اور دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کان میں رونے کی آواز آئی۔ پتہ لگا کہ قریش کی ایک جاریہ کی ماں بیچی جارہی ہے۔ وہ رو رہی ہے۔ آپ نے لوگوں کو جمع کر کے وعظ کی اور حکم صادر کیا مملکت میں کہ کسی آزاد کی ماں نہ بیچی جائے۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک آمدہ قافلہ والوں کی از خود چوکیداری کر رہے تھے۔ بار بار ایک بچے کی رونے کی آواز سُن کر دریافت فرمایا، کہا گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ دودھ پیتے بچوں کا وظیفہ مقرر نہیں کرتے۔ دودھ چھڑا رہی ہوں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز ایسی پڑھائی کہ رونے کی وجہ سے ان کی قرأت لوگوں کو سمجھ میں نہیں آرہی تھی اور پھر کہا، ہائے عمر کی خرابی، مسلمانوں کے کتنے بچے مار ڈالے اور پھر ہر اس بچے کا جو اسلام میں پیدا ہو وظیفہ مقرر کر دیا۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حج یا عمرہ کے موقع پر ایک آدمی آیا اور رویا کہ امیر نے شراب پینے کے پاداش میں مجھے کوڑے لگائے، سر منڈایا، منہ کالا کیا، لوگوں میں پھرایا اور

لوگوں کو مجھ سے میل جول رکھنے سے منع کیا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ یا تو امیر کو مار ڈالوں یا مجھے شام بھجوا دیں کہ کوئی نہ پہچانے اور یا کفار کے ساتھ مل جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سُن کر روئے اور فرمایا، ایسا نہ کر اور امیر کو لکھا کہ شراب زنا کی طرح پر نہیں۔ اس نے توبہ کر لی ہے، اس سے میل جول رکھو۔

✦ ایک خوش الحان آدمی سارنگی بجایا کرتا تھا، بوڑھے بچے جوان سب اُس کے گرویدہ تھے۔ بڑھاپے نے آواز خراب کر دی۔ لوگ سارے چھٹ گئے اور معاملہ فاقوں تک آ گیا۔ بوڑھا دِل ہی دِل میں نادم ہو رہا تھا، آنسو جاری تھے۔ اپنی پچھلی عمر پر پشیمان ہو رہا تھا۔ مخلوق سے منہ موڑا، سرد آہ بھری اور جا کر مدینہ منورہ کی قبرستان کے ایک پُرانے غار نما گڑھے میں بیٹھا۔ روتے روتے التجا کی، اے اللہ! مخلوق نے مجھے چھوڑ دیا، آج میں تیرا مہمان ہوں۔ وہ اس طرح آہ وزاری میں مشغول تھا اور اس کا دِل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ بارگاہِ الٰہی میں اس کی ندامت کے آنسو قبول ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا۔ وہ ضروری سامان ساتھ لے کر شکستہ غار نما گڑھے پر پہنچا۔ خلیفہ کو دیکھ کر بوڑھا کانپنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں تمہارے ربّ کی طرف سے تمہارے لیے بہت بڑی خوشخبری لایا ہوں۔ بوڑھے نے جب یہ الفاظ سُنے تو مارے ندامت کے اپنے ہاتھ چبانے لگا۔ اپنے اوپر غصہ ہونے لگا۔ جب خوب رو چکا تو سارنگی زمین پر پٹخ کر ریزہ ریزہ کر دی۔ اس کی گریہ وزاری و آہ وبکا سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بھی اشکبار ہوئیں۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فتح قادسیہ سے لائے گئے خزانے پلٹ رہے تھے، دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے اور فرمایا، جس قوم کو جب کبھی یہ دیا گیا وہ عداوت اور بغض کی وارث ہوئی۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عراقی قلعہ سے تھیلا لایا گیا جس میں ایک انگوٹھی آپ کے کسی بچے نے منہ میں ڈالی۔ آپ نے منہ سے نکالی اور رو پڑے اور فرمایا، جب کسی قوم پر دنیا

فتح کی جاتی ہے تو اس میں عداوت اور بغض ڈال دیتا ہے۔

✦ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بُلایا۔ میں گیا تو آپ رو رہے تھے۔ مجھے ایک کوٹھڑی میں لے گیا جس میں بڑے بڑے گٹھر ایک دوسرے کے اوپر پڑے تھے۔ فرمایا آل خطاب اللہ کے نزدیک ذلیل ہو گئی اللہ چاہتا تو یہ مال میرے پیش روؤں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیتے تو میرے لیے کوئی طریقہ نکل آتا۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب نعمان بن بشیر کی وفات کی خبر آئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور رونا شروع کیا۔

✦ مولیٰ ابو سعید نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جماعت کو بیٹھا پایا جو ایک ایک دُعا کرتا اور سب دُعا کرتے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دُعا مانگنی شروع کی تو قوم میں کوئی بھی ان سے زیادہ "آنسوؤں والا" اور ان سے زیادہ رونے والا نہ تھا۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک بھاری بھر کم شامی آیا کرتا تھا۔ اُس کا آنا بند ہوا اور کہا گیا کہ شراب کی لت میں لگ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا، حمد و ثنا کے بعد، اللہ گناہ بخشنے والا، توبہ کا قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا اور انعام کرنے والا ہے۔ وہ شخص بار بار خط کو پڑھتا اور کہتا، غافر الذنب، قابل التوب، شدید العقاب، رویا اور شراب سے رُک گیا۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب نیزہ مارا گیا اور زخمی ہو گئے تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بلند آواز سے رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے واعمراہ، واخاہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ جس پر رویا جاتا ہے وہ مبتلائے عذاب ہوتا ہے۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب زخمی تھے، اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھجوایا کہ عمر رضی اللہ عنہ سلام کے بعد اجازت چاہتے ہیں کہ اپنے دونوں

ساتھیوں کے پاس مدفون ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی رو رہی تھیں، فرمایا: میں نے وہ جگہ اپنے لیے رکھی تھی مگر آج اپنے نفس پر عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو فرمایا، الحمدللہ یہ چیز مجھے سب سے زیادہ عزیز تھی مگر میرے جنازے کو لے کر پھر اجازت لے لینا۔

✦ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور ایک ساعت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس روئیں۔ پھر مکان کے اندر گئیں۔ ان کے رونے کی آواز ہم نے اندر سے سُنی۔

✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مجھ سے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی موت پر اسلام رودے گا۔

✦ مالک بن دینار نے بیان کیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو یمن کے تبالہ شہر کے پہاڑ پر آواز سُنائی دی جس کا ترجمہ ہے، جس نے رونا ہو اسلام پر چار آنسو گرائے۔ لوگ ہلاکت کے قریب آگئے اور ابھی کچھ زمانہ نہیں گزرا تھا۔ لوگوں نے غور سے دیکھا تو کوئی چیز دِکھائی نہ دی۔ گمان ہے کہ یہ جن تھا۔

✦ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے ایک رات سُنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہا جارہا تھا۔ میرا گمان ہے کہ مرثیہ کہنے والا انسان نہیں تھا۔

✦ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جن حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تین دِن کے بعد روئے۔

✦ حضرت سعید بن زید روئے اور فرمایا، میں اسلام پر روتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات نے اسلام میں رخنہ پیدا کر دیا۔

✦ حضرت ابواللیث فقیہ رحمہ اللہ سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر! کس بات پر رو رہے ہو۔ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دروازے پر ایک نوجوان ہے جس کی گریہ نے میرا

دِل جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ پیارے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر! اس نوجوان کو اندر لاؤ۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ نوجوان روتا ہوا اندر آیا۔ رسول کریم ﷺ نے اُسے فرمایا: نوجوان! کس بات پر رو رہے ہو۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! گناہوں کی کثرت نے مجھے رُلایا ہے اور خدائے جبار کے غضب سے میں ڈر رہا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تُو نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیا ہے۔ عرض کیا۔ نہیں۔ فرمایا: کیا تم نے ناحق کسی کو قتل کر دیا ہے۔ عرض کیا نہیں۔ پیارے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ گناہ بخش دے گا چاہے وہ سات آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں گے۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرا گناہ اس سے بھی بڑا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تیرا گناہ زیادہ بڑا ہے یا اللہ کی کرسی؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا عرشِ الٰہی؟ عرض کیا میرا گناہ بڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا تیرا اللہ یعنی اللہ کی بخشش۔ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ زیادہ عظیم الشان اور زیادہ جلیل القدر ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ بڑے گناہ رب عظیم ہی بخشے گا یعنی اس کی معافی عظیم ہے۔ پھر سرورِ کائنات ﷺ نے اسے فرمایا: مجھے اپنا گناہ تو بتایئے۔ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کو بتاتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بس مجھے بتا دیجیے۔ اس نے عرض کیا کہ میں سات سال سے قبریں کھودتا ہوں جبکہ اس دوران میں ایک انصاری لڑکی فوت ہو گئی۔ تو میں نے اس کی قبر کھود کر اس کا کفن نکال لیا۔ ابھی تھوڑی دُور گیا تھا کہ شیطان مجھ پر غالب آ گیا۔ تو میں نے واپس آ کر اس سے جماع کیا۔ ابھی میں زیادہ دُور نہیں گیا تھا کہ لڑکی اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی: نوجوان تیرا بیڑا غرق۔ تجھے اس ذات سے شرم نہیں آئی جو ظالم سے مظلوم کا بدلہ لینے والا ہے۔ تُو نے مردوں کی فوج میں مجھے ننگا چھوڑ دیا اور مجھے اللہ کے حضور ناپاک حالت میں ڈال دیا۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں

کہ آنحضرت ﷺ نے اُچھل کر اسے گدی سے پکڑا اور باہر دھکیل دیا اور فرمایا: اے بدکار! تجھے نارِ جہنم کی کیا ضرورت پڑی تھی۔ یہاں سے دُور ہو جا۔

تو وہ نوجوان توبہ کرتا ہوا نکل گیا اور چالیس دن برابر توبہ کرتا رہا۔ جب چالیس دن گزر گئے تو اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھا کر کہا: اے حضرت محمد ﷺ اور حضرت آدم علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام کے معبود! اگر تُو نے میرا گناہ بخش دیا ہے تو حضرت محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ کو بتادو ورنہ آسمان سے آگ بھیج کر مجھے جلا کر راکھ کر دو اور مجھے آخرت کے عذاب سے نجات دے دو۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد جبرائیل امین نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: یا محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ ﷺ سے فرمایا ہے کہ میں نے اس نوجوان کو بخش دیا ہے تو آنحضرت ﷺ نے اس نوجوان کو بلایا اور اسے خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمالی ہے۔

✦ ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو آپؓ کھانا کھلا رہے تھے جن میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس کے قریب جا کر کہا کہ بھائی داہنے ہاتھ سے کھانا کھاؤ۔ اس نے عرض کیا: اے امیر المؤمنینؓ! میرا داہنا ہاتھ جنگ موتہ میں کٹ گیا ہے۔ بس یہ سنتے ہی آپؓ پر رقت طاری ہو گئی اور آپؓ ان صحابی کے برابر ہی بیٹھ گئے۔ روتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ افسوس! تمہیں وضو کون کراتا ہو گا؟ تمہارا سر کون دُھلاتا ہو گا؟ تمہیں کپڑے کون پہناتا ہو گا۔ چنانچہ آپؓ نے ان صحابی کے لیے ایک خادم مقرر کر دیا اور دیگر ضروریات مہیا فرمادیں۔ (بُستانِ اولیاء، ص ۱۰۰، ۱۰۱)

✦ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا تو پہاڑوں سے رونے کی آواز سنی گئی۔ لوگوں نے صحابہؓ سے پوچھا کہ کیا سبب ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ عمرؓ کا دین و ایمان ہے کہ پہاڑ ان کے فراق میں گریہ وزاری کر رہے ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

✦ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تھے تو اس قدر روتے کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

✦ حضرت ثمامہ بن عدی رضی اللہ عنہ صنعا پر امیر تھے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبرِ وفات پہنچی تو روئے اور فرمایا، خلافتِ نبوی چھین لی گئی، اب بادشاہت اور خبر باقی رہ گیا۔

✦ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے، جب ان کے مکان کا محاصرہ کیا گیا، رویا کرتے تھے۔

✦ ابو صالح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب ان باتوں کو یاد کرتے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی گئی تھیں، آہ آہ کرتے اور پھوٹ پھوٹ کر روتے۔

✦ قطیبہ بن مسلم نے بیان کیا کہ حجاج بن یوسف نے خطبہ دیا۔ قبر کی تنہائی اور غربت کے گھر ہونے کا تذکرہ کیا، یہاں تک کہ خود روئے اور لوگوں کو رُلایا۔ اور کہا کہ میں نے عبدالملک بن مروان سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھا یا اس کا تذکرہ کیا، تو آپ رو دیئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ

✦ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نمازِ فجر کے سلام کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جو حالت تھی آج نہیں دیکھتا۔ وہ پراگندہ بال زرد رنگ غبار آلود رہتے۔ رات کو قیام و سجدہ کرتے اور دِن کو تیز ہوا میں درخت کی طرح کانپتے، آنکھوں میں سے اتنے آنسو بہاتے کہ کپڑے تر ہو جاتے۔

✦ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ایک قبرستان پر گذر ہوا۔ فرمایا، اے قبر والو! اے بلا والو! اے وحشت والو! تمہارے مال تقسیم کیے گئے۔ بچے یتیم ہو گئے۔ بیویوں نے خاوند

اور خاوندوں نے بیویاں کیں۔ تمہاری خبر کیا ہے۔ پھر فرمایا اگر ان کو اجازت ہوتی تو فرماتے کہ بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ اور روئے اور فرمایا، قبر عمل کا صندوق ہے۔

✦ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیا۔ قبر کی وحشتوں اور سختیوں کا تذکرہ کیا۔ خود بھی روئے اور آس پاس کے لوگ بھی روئے۔

✦ حضرت ابو مطر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جب ابو لولو نے چھرا مارا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! آپ کو کس چیز نے رُلایا؟ فرمایا، آسمانی خبر نے رُلایا ہے۔ نہ جانے مجھے جنت کی طرف لے جایا جائے یا جہنم کی طرف۔

✦ زیاد اعرابی نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں منبر پر فتنہ اور جنگ نہروان کے بعد تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی ثنا کے بعد دنیا کے عبرت کی چیزوں کا تذکرہ کیا۔ یہاں تک روئے کہ داڑھی ان کی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور اس پر سے آنسو بہنے لگے۔ انہوں نے اپنی داڑھی جھاڑی۔ اُس سے جھڑے ہوئے قطرے کچھ لوگوں پر پڑے، اور ہم کہا کرتے تھے، جن پر ان کے آنسوؤں کا قطرہ پڑا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر حرام کر دیا ہے اور لمبا خطبہ دیا۔

✦ علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی ہاشم کے ایک نوجوان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صفین سے واپسی کے وقت پوچھا کہ سُنا ہے آپ خطبہ میں فرماتے ہیں کہ اے اللہ! ہماری اسی چیز کے ساتھ اصلاح کیجیے جن کے ساتھ آپ نے خلفائے راشدین کی اصلاح کی۔ وہ خلفائے راشدین کون ہیں؟ یہ سُن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ اس کے بعد فرمایا، وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ دونوں ہدایت کے امام، اسلام کے شیخ ہیں اور ان کی صفات بیان کیں۔

✦ عقبہ بن ابو صہبا سے روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابن ملجم نے زخمی کیا تو

حضرت حسن رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اے میرے بیٹے! تجھے کس چیز نے رُلایا؟ عرض کیا، مجھے کیا ہوا کہ نہ روؤں حالانکہ آپ آخرت کے پہلے دِن میں اور دنیا کے آخری دِن میں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو چند نصیحتیں کیں۔

اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

✦ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو کہا: ''اے کالی کلوٹی ماں کے بیٹے! اب تو بھی میری غلطیاں نکالے گا؟ بلال رضی اللہ عنہ یہ سُن کر غصے اور افسوس سے بے قرار ہو کر یہ کہتے ہوئے اُٹھے، اللہ کی قسم! میں اسے ضرور بالضرور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اُٹھاؤں گا۔ یہ سُن کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوذر رضی اللہ عنہ! کیا تم نے اسے ماں کی عار دِلائی؟ تمہارے اندر کی جہالت اب تک نہ گئی؟

اتنا سننا تھا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے رونے لگے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے دُعائے مغفرت کر دیجیے اور پھر روتے ہوئے مسجد سے نکلے۔ باہر آ کر اپنا رخسار مٹی پر رکھ دیا اور بلال رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے، بلال رضی اللہ عنہ! جب تک تم میرے رخسار کو اپنے پاؤں سے نہ روند دوگے، میں اسے مٹی سے نہ اُٹھاؤں گا۔ یقیناً تم معزز و محترم ہو اور میں ذلیل و خوار۔ یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے قریب ہو کر ان کے رخسار کو چوم لیا اور بے ساختہ گویا ہوئے، اللہ پاک کی قسم! میں اس رخسار کو کیسے روند سکتا ہوں، جس نے ایک بار بھی اللہ کو سجدہ کیا ہو۔ پھر دونوں کھڑے ہو کر گلے ملے اور بہت روئے۔

✦ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مقام زبدہ کی طرف روانہ کر دیا جو ایک چٹیل بیابان تھا۔ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو بیوی رونے لگی کہ مجھے تمہارے تدفین کی طاقت نہیں اور نہ میرے پاس ایسا کپڑا ہے جس میں تمہارے کفن کی گنجائش ہو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیوی سے کہا کہ میری وفات کے بعد تم اور غلام مجھے غسل

دے کر کفن دینا اور میرا جنازہ گزر گاہ کے وسط میں رکھنا۔

✦ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اہل عراق کے ساتھ عمرہ پر جا رہے تھے، جنازہ دیکھا۔ غلام نے کہا، یہ ابوذر رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کی تدفین میں ہماری مدد کریں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رونے کے ساتھ سب کو آواز دی اور فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا، تُو تنہا چلے گا، تنہا وفات پائے گا اور تنہا اُٹھایا جائے گا۔ ان کو دفنایا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وہ قصہ بیان کیا جو تبوک جاتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔

✦ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں لوگوں کو خطبہ دیا۔ فرمایا، اے لوگو! روؤ اور اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بناؤ اس لیے کہ اہل نار آنسو روئیں گے۔ آنسو تھم ہو جائیں گے پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے اور اتنا روئیں گے کہ اگر اس میں کشتیاں چلائی جائیں تو چلنے لگیں۔

✦ یہود بن قریظہ کا محاصرہ جاری تھا۔ حضرت ابولبابہ جن کے ساتھ زمانہ جاہلیت سے یہودیوں کے تعلقات تھے اس لیے بُلایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عندیہ معلوم کریں۔ جب ان کو آتے دیکھا تو وہ سب بے تحاشا رونے لگے۔ ان کے رونے کو دیکھ کر ان کا بھی دِل بھر آیا اور اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا یعنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عندیہ قتل کا ہے۔ غلطی کا احساس ہوا تو مسجد کے ستون کے ساتھ خود کو باندھ دیا کہ جب تک توبہ قبول نہ ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ کھولیں تو نہیں جاؤں گا۔ کئی دِنوں تک بھوکا پیاسا اس حال میں رہے کہ آخر توبہ قبول ہو گئی۔

✦ حضرت کعب فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں شامل نہ ہونے کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تین بندوں سے بات چیت اور لین دین کی ممانعت کر دی۔ زمین ہم پر تنگ ہو گئی اور غم کا پہاڑ ہم پر ٹوٹ پڑا۔ میں اپنے بہت پیارے اور گہرے چچازاد کے پاس گیا۔ میں بولتا رہا، قسمیں دیتا رہا لیکن وہ نہ بولے۔ صرف یہ کہا کہ اللہ جانے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ کلمہ سُن کر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ پچاس روز کے بعد جب پہاڑ کی چوٹی سے کسی نے چلّایا

کہ کعب خوشخبری ہو، تو میں اتنا ہی سُن کر سجدہ میں گر گیا اور خوشی کے مارے رونے لگا۔

✦ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی رات ایسی نہیں جس میں میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتا ہوں۔ اس کے بعد رونے لگا۔

✦ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب طاعون کی گلٹی نکل آئی تو اپنے پاس ایک آدمی روتا ہوا پایا۔ فرمایا، کیوں روتے ہو؟ فرمایا اس علم پر روتا ہوں جس کو میں آپ سے حاصل کرتا تھا۔

✦ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رو رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا۔ رونے کا سبب پوچھا۔ فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجے کی ریاکاری بھی شرک ہے۔

✦ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آرام فرمارہے تھے، کسی نے اچانک بیدار کیا کہ نماز پڑھ لیں۔ آپ کو کوئی نظر نہیں آیا تو فرمایا، کون۔ کہا، میں ابلیس ہوں، آپ کی تہجد قضا ہو رہی تھی اس لیے اُٹھایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، شیطان اور یہ کام سچ بتا۔ بہت لیت و لعل کے بعد کہا، پچھلی رات آپ کی تہجد قضا ہوئی تو آپ اتنا روئے کہ دُگنا ثواب مل گیا۔ اب پھر نماز فوت ہوتی تو آپ شدید غم اور صدمے سے رو رو کر نڈھال ہو جاتے۔ آپ کی یہ آہ وزاری دِل کا گداز اور درد سو نمازوں کے ثواب سے بڑھ جاتا، مجھے یہ کب گوارا تھا۔

✦ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہاشم بن ربیعہ قریشی کی عیادت کو آئے۔ یہ رو رہے تھے اور فرمارہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام اور جہاد کے لیے ایک سواری رکھنے کا حکم کیا تھا اور میں نے بہت کچھ جوڑ رکھا ہے۔

✦ حضرت عثمان بن ابی سودہ نے فرمایا، میں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو مسجد کی دیوار پر سینہ رکھ کر روتے دیکھا۔ فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کو اس مقام پر دیکھا۔ مسجد وادی جہنم کے کنارے پر تھی۔

✦ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اگر تمہیں اس بات کا علم ہو جائے جس کو مرنے کے بعد دیکھو گے تو گھروں کی بجائے جنگلوں میں چھاتی پیٹتے ہوئے نکل جاؤ گے اور اپنے

اوپر روتے پھروگے۔

✦ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ جب اذان کی آواز سنتے تو اس قدر روتے کہ چادر تر ہو جاتی۔ رگیں پھول جاتیں اور آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔

✦ حضرت جبیر بن نضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب جزیرہ قبرص فتح ہو اتو اس کے رہنے والوں میں تفریق کر دی گئی اور بعض بعضوں سے مل کر بہت روئے۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اکیلے بیٹھے رو رہے تھے۔ میں نے پوچھا، اسلام کے فتح کے دِن آپ کو کس چیز نے رُلایا؟ فرمایا یہ جماعت غلبہ اور قہر والی تھی، ان کی حکومت تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ کے امر کو ترک کیا تو اُن پر غلامی مسلط کر دی۔

✦ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رو رہے تھے، بیوی بھی دیکھ کر رونے لگی۔ انہوں نے فرمایا، میں تو اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ جہنم پر سے گزرنا تو ہو گا، نہ معلوم نجات ہو سکے گی یا وہیں رہ جاؤں گا۔

✦ بروایت جعفر بن زبرقان حضرت سلیمان فارسیؓ کہا کرتے تھے، تین چیزوں نے مجھے ہنسایا اور تین نے رُلایا۔ ہنسانے والی یہ ہیں: (۱) دنیا کے طلبگار کہ موت اُسے طلب کرے گی، (۲) غافل جس سے غفلت نہ برتی جائے، (۳) منہ بھر کر ہنسنے والا۔ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے یا ناراض۔ اور رُلانے والی یہ ہیں: (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کا فراق، (۲) موت کے وقت کی ہولناکیاں، (۳) رب کے سامنے کھڑا ہونا کہ آگ کی طرف یا جنت کی طرف جانا ہو گا۔

✦ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی عیادت کو تشریف لائے۔ حضرت سلمان رو پڑے۔ حضرت سعد نے فرمایا، کیوں روتے ہو؟ اپنے ساتھیوں سے ملو گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حوضِ کوثر پر ملاقات ہو گی، وہ آپ سے راضی ہو کر گئے۔ فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسلمان کی گزر اوقات ایک سوار کی زادِ راہ سے زیادہ نہ ہو لیکن

دیکھو یہ کالے سانپ میرے گرد اگرد۔ جو ایک پیالہ، ایک لوٹا اور کپڑے دھونے کا برتن تھا۔

✦ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک میری آنکھ سے ایک آنسو کا نکلنا ہزار دینار کی خیرات دینے سے اچھا ہے۔

✦ حضرت یعلی بن عطا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ دروازے بند کر کے بکثرت روتے۔ میری ماں اُن کے لیے سُرمہ تیار کرتیں۔

✦ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی مروہ پہاڑ پر ملاقات ہو گئی۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص چلے گئے اور عبد اللہ بن عمر بیٹھ کر رونے لگے، فرمایا عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جس شخص کے دِل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہو گا، اللہ اس کو چہرہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔

✦ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بہت رویا کرتے تھے حتیٰ کہ روتے روتے آنکھیں بھی بے کار ہو گئیں تھیں۔ فرمایا، میرے رونے پر تعجب کرتے ہو، اللہ کے خوف سے سورج روتا ہے۔

✦ روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا ہو اور ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو نہ جاری ہوئے ہوں۔

✦ ایک شخص نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، مجھے وصیت کیجیے۔ آپؓ نے فرمایا: اپنے گھر سے باہر نہ نکل، اپنی زبان کو روک لے اور اپنی خطاؤں کو یاد کر کے رویا کر۔

✦ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے عرض کیا، میں نے ایک گناہ کیا ہے، میری توبہ قبول ہو گی یا نہیں؟ آپ نے منہ پھیر لیا اور پھر باچشم تر فرمانے لگے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، سب کھلتے ہیں اور بند ہوتے ہیں۔ دروازہ توبہ پر ایک فرشتہ معین ہے وہ بند نہیں ہوتا۔

✦ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت کی، اے میرے بیٹے! تجھے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنے گھر میں رہ اور اپنی خطاؤں پر رویا کر۔

✦ ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ صاحبِ حیا اور خاشع تھے۔ آنکھوں کو ہمیشہ جھکائے رہتے تھے۔ اس بنا پر بعض لوگ انہیں اندھا سمجھنے لگے تھے۔ آپ مسلسل بیس سال تک حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر حاضری دیتے رہے۔ جب آپ دروازے پر دستک دیتے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی باندی اطلاع کرتی کہ آپ کا اندھا دوست آیا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کو اس طرح سر جھکائے کھڑا دیکھتے تو ارشاد فرماتے، **و بشر المخبتین** (فروتنی کرنے والوں کو خوشخبری سناؤ)۔ ایک دفعہ ابن خیثم رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوہاروں میں گئے۔ دکانوں پر بھٹیاں سلگ رہی تھیں۔ دیکھ کر رو پڑے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پانچ نمازیں قضا ہو گئیں۔ دوسرے روز ہوش میں آئے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، واللہ! خوف اسے کہتے ہیں۔

✦ حضرت یوسف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ حضرت عبید رضی اللہ عنہ وعظ فرما رہے تھے۔ جب آیت پڑھی، **اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا** سو اس وقت بھی کیا حال ہو گا جب ہم ہر ہر اُمت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لیے حاضر کریں گے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کیا یہاں تک کہ ان کی داڑھی اور گریبان آنسوؤں سے تر ہو گیا۔

✦ ابو جمیلہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ اے اہل عراق! ہم تمہارے مہمان اور امیر ہیں۔ اللہ نے ہمارے گھرانے کے بارے میں فرمایا ہے، (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو! تم سے آلودگی کو دُور رکھے اور تم کو ہر طرح سے ظاہراً و باطناً پاک صاف رکھے۔ آپ یہاں تک بیان کرتے رہے کہ اہل مسجد میں سے کوئی باقی نہیں بچا مگر بلند آواز سے رو رہا ہو۔

✦ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کسی بات پر خفا ہو گئیں اور

ان سے کلام ترک کرنے کی قسم کھائی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بہت جتن کیے لیکن وہ راضی نہ ہوئیں۔ آخر دو رشتہ داروں کے ساتھ چپکے سے جا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لپٹ گئے اور روئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان سب کو نصیحت کرنے لگیں اور رونے لگیں اور نذر کا عذر کیا لیکن وہ سب اڑے رہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بات کر ہی لی اور کفارے میں چالیس غلام آزاد کیے۔ جب کبھی ان کو اپنی نذر یاد آتی، اتنا روتیں کہ آنسوؤں سے اوڑھنی تر ہو جاتی۔

✦ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں، میں نے سُنا کہ جن حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرتے تھے۔ ایک جن عورت ان پر نوحہ کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی، اے آنکھ خبر دار! میری مشقت پر آنسو بہا اور شہید پر میرے بعد کون روئے گا؟

✦ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے جن کو سُنا جو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ پر نوحہ کر رہے تھے۔

✦ حضرت عطا خراسانیؒ فرماتے ہیں کہ میں اس مجلس میں حاضر تھا جو منبر اور قبر شریف کے درمیان تھی اور ولید بن عبد الملک کا وہ خط پڑھا جا رہا تھا جس میں اس نے حکم دیا تھا کہ ازواجِ مطہرات کے حجرے مسجد نبوی میں داخل کر دیئے جائیں۔ حضرت ابو سمہ بن عبد الرحمٰن، حضرت ابو امامہ بن سہل، خارجہ بن زید رضی اللہ عنہم اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کاش کہ یہ حجرے اس طرح پر رہنے دیئے جاتے اور گرائے نہ جاتے۔

✦ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت حبابؓ کی عیادت کو حاضر ہوئے اور فرمایا، مبارک ہوں آپ اپنے بھائیوں کے پاس جائیں گے۔ تو آپ رو پڑے اور کہا، تم نے میرے لیے ایک قوم کی یاد تازہ کر دی۔ وہ تو اپنا ثواب لے گئے اور ہمیں دنیا کی وسعت دی گئی۔

✦ محمد ابن منکدر رضی اللہ عنہ جب روتے تھے تو آنسوؤں کو اپنے منہ اور داڑھی سے پونچھتے تھے اور فرماتے کہ جہنم کی آگ اس جگہ کو نہیں چھوتی جہاں یہ پہنچے ہوں۔

✦ حضرت حسنؓ ایک نوجوان کے پاس سے گزرے جو ہنس رہا تھا۔ آپؓ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم پلِ صراط پر سے گزر چکے ہو؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کہ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم جنت میں جاؤ گے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو آپؓ نے فرمایا: پھر کس بات پر ہنس رہے ہو؟ بس اس کے بعد اس نوجوان کو ہنستے کسی نے نہیں دیکھا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۵۴۲، ۵۴۳)

✦ عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ پس میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نجات کی کیا صورت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور تمہارا گھر تمہاری گنجائش والا ہونا چاہیئے یعنی گھر سے بلا ضرورت مت نکلو اور خطا پر روتے رہو۔ (ترمذی)

✦ حضرت یحییٰ بن معاذؓ فرماتے تھے کہ آدمی بے چارہ جتنا تنگدستی سے ڈرتا ہے اگر جہنم سے اُتنا ڈرے تو سیدھا جنت میں جائے۔ حضرت محمد بن المنکدرؒ جب روتے تھے تو آنسوؤں کو اپنے منہ اور داڑھی سے پونچھتے تھے اور اس کی وجہ یہ بتاتے تھے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ اس جگہ جہنم کی آگ نہ پہنچے گی جہاں خوفِ خدا کی وجہ سے آنسو پہنچے ہوں گے۔

✦ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے تھے کہ مجھے تعجب ہے کہ لوگ ہنستے ہیں حالانکہ ان کو دوزخ سے بچنے کا یقین نہیں ہے۔

✦ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار (مکان سے) باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز (یعنی موت) کو کثرت سے یاد کرتے تو تمہیں اس کی فرصت نہ ملتی جس حال میں تم کو دیکھ رہا ہوں۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۵۷)

اور ایک شخص کو اپنی اُمت میں دیکھا کہ جہنم کے کنارے پر کھڑا ہے۔ پس اس کا

خوف جو اللہ تعالیٰ سے دنیا میں رکھتا تھا آیا اور اس کو نجات دی۔ اور ایک شخص کو اپنی اُمت میں سے دیکھا کہ جہنم میں گر جانے کے قریب ہو گیا۔ پس اس کا آنسو (جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا کرتا تھا) آیا اور جہنم سے اس کو بچایا۔

✦ حضرت فاطمہ زہرہؓ نے فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں:

۱۔ جس قدر ممکن ہو عبادت کرنا۔

۲۔ گناہوں سے نادم ہو کر رونا۔

۳۔ فقر وفاقہ میں صبر کرنا۔

اللہ جل جلالہٗ کو بندوں کی تین چیزیں پسند ہیں:

۱۔ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) طاقت کا خرچ کرنا (مال سے ہو یا جان سے)۔

۲۔ اور (گناہ پر) ندامت کے وقت رونا۔

۳۔ اور فاقہ پر صبر کرنا۔

ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے محمد ﷺ! مجھے دنیا میں سے تین چیزیں پسند ہیں:

۱۔ وہ نوجوان جو کہ جوانی میں گناہوں سے توبہ کر کے میری طرف رجوع کرے۔

۲۔ وہ دِل جو کہ اخلاص سے میرے سامنے عجز ونیاز کا اظہار کرے۔

۳۔ وہ آنکھ جو کہ میرے ڈر سے آنسو بہائے۔

✦ نبی کریم ﷺ جب غزوۂ حنین سے واپس آرہے تھے تو راستہ میں ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ کفار کے بہت سے بچے مسلمانوں کے لشکر کے پاس جمع ہو گئے۔ ان میں حضرت ابو محذورہؓ بھی تھے۔ جب مؤذن نے اذان کہی تو ان بچوں نے بھی نقل اُتارنا شروع کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو پکڑ کر لاؤ۔ سب بچے تو بھاگ گئے مگر حضرت ابو محذورہؓ ان میں

سے کچھ بڑے تھے۔ انہیں بھاگتے ہوئے شرم آئی۔ وہ نہ بھاگے۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب ان کو حاضر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب اسی طرح نقل اُتارو اور کہو اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ حضرت ابو محذورہؓ نے کہہ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کہو: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔ ان کو تأمل ہوا کیونکہ اس میں توحید کا اقرار تھا لیکن دبے لفظوں سے کہہ دیا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ کہو: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه۔ اس میں حضرت ابو محذورہؓ کو زیادہ تأمل ہوا کیونکہ توحید کے تو کسی درجہ میں مشرکین مکہ بھی قائل تھے۔ چنانچہ وہ کہا کرتے تھے۔ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِلَّا شَرِيْكَ هُوَ لَكَ۔ اور قرآن مجید میں بھی ہے کہ قُلْ مَنْ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ سَيَقُوْلُوْنَ اللّٰه یعنی اگر آپ ﷺ ان سے پوچھیں کہ ساتوں آسمانوں اور زمین کو اور اس کے بڑے عرش کو کس نے پیدا کیا تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ توحید کے تو کسی درجہ میں قائل تھے۔ توحید کے کلمات کہنے میں اس قدر تأمل نہ ہوا لیکن رسالت کے وہ منکر تھے اور سارا جھگڑا رسالت کے نہ ماننے پر تھا اس لیے ابو محذورہؓ پہلے تو چپ ہو گئے لیکن پھر دبے لفظوں میں کہا: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زور سے کہو تو ابو محذورہؓ نے زور سے دوسری مرتبہ بھی کہا۔

ابو محذورہؓ نے یہ اذان اسلام کی حالت میں نہیں کہی تھی محض نقالی تھی لیکن اس کا اثر دِل پر اُتر گیا۔ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ! اب تو میں آپ ﷺ کا ہوں۔

﴿باب۔۵﴾

واقعاتِ حج بیت اللہ و سمع قرآن

حج بیت اللہ

✦ علی بن الموفق کہتے ہیں، میں نے پچاس سے زیادہ حج کیے اور ثواب حضور ﷺ، خلفائے راشدین اور اپنے والدین کو بخشتا رہا۔ ایک حج رہ گیا۔ میں نے عرفات میں لوگوں کے رونے کی آوازیں سُنیں تو ان کو بخش دیا جن کا حج قبول نہ ہو۔ مزدلفہ میں خواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے علی! تم مجھ سے زیادہ سخی بننا چاہتا ہے؟ میں نے جن کا حج قابلِ قبول نہ تھا، ان کے بدلے جن کا قبول تھا، قبول کر لیا۔

✦ حضرت سفیان ثوری نے غلطی سے بایاں پاؤں پہلے مسجد میں داخل کیا۔ غیب سے آواز آئی، اے ثور! ثور (بیل) نہ بن۔ یہ سُن کر آپ بے ہوش ہوگئے۔ داڑھی پکڑ کر منہ پر طمانچے لگائے۔ ایک نوجوان نے حج نہ کر سکنے کی وجہ سے سرد آہ بھری۔ سفیان ثوری کہنے لگا، میرے چار حجوں کے عوض یہ ایک آہ دے دیں۔ آپ اونٹ پر سوار روتے ہوئے مکہ کی طرف جارہے تھے، کسی نے پوچھا کہ کیا کسی گناہ کی وجہ سے رورہے ہو؟ فرمایا، میرے گناہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مقابلے میں ایک تنکے کے برابر بھی نہیں لیکن اس لیے روتا ہوں کہ ایمان سلامت ہے کہ نہیں۔ موت کے وقت رو کر فرمایا، میں موت کی خواہش کیا کرتا تھا، دراصل موت بڑی سخت ہے۔

✦ حضرت رابعہ بصریہ نے حج ادا کیا اور رو کر درگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ خداوند تُونے حج پر بھی نیکی عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے اور مصیبت پر صبر میں نیکی کا وعدہ ہے۔ اگر میرا حج قبول نہیں تو مصیبت ہی کا ثواب عطا کر۔ آپ ہمیشہ روتی رہتیں۔ فرمایا، میری زخموں کا مرہم صرف

وصال اللہ تعالیٰ ہے جو قیامت کے دِن ہو گی۔ الٰہی! اگر تُو مجھے دوزخ میں ڈالے گا تو میں فریاد کروں گی کہ میں تجھ کو دوست رکھتی تھی، دوست دوست کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتا۔

✦ ایک بزرگ مکہ مکرمہ میں ستّر برس رہے اور برابر حج و عمرے کرتے رہے۔ جب احرام باندھ کر لبیک کہتا تو جواب لالبیک ملتا۔ ایک دفعہ ایک نوجوان نے سُن کر ان کو کہا، آپ نے فرمایا، ستر سال سے یہی سنتا ہوں لیکن دوسرا در کہاں ہے کہ چلا جاؤں۔ اتنا روئے کہ آنسو سینے تک بہنے لگے۔ پھر جب لبیک کہی تو نوجوان نے بھی سُنا کہ ہم نے تیری پکار کو قبول کر لیا۔ اس کے بعد شیخ اتنے روئے کہ چیخیں نکل گئیں۔

✦ حضرت فضیل بن عیاض عرفات کے میدان میں ایسے بُری طرح رو رہے تھے جیسے کسی عورت کا بچہ مر گیا ہو۔ غروب کے وقت اپنی داڑھی پکڑ کر آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر کہا، اگر تُو معاف بھی کر دے تب بھی میری بدحالی پر افسوس ہے۔

✦ محمد بن عبد اللہ ثقفی نے بیان کیا کہ میں حج کے موسم میں امیر المؤمنین عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ انہوں نے مناسکِ حج پر لمبا خطبہ دیا اور وعظ کیا، تلبیہ پڑھا، لوگوں نے بھی پڑھا۔ میں نے کبھی بھی کوئی دِن ایسا نہیں دیکھا تھا جس میں رونے والے اتنی کثرت سے ہوں جیسا کہ آج کے دِن۔

✦ ایک صاحبِ کشف بزرگ فرماتے ہیں کہ عرفہ کے دِن شیطان لعین ان کے سامنے اس حال میں آیا کہ جسم کمزور، چہرہ زرد، آنکھوں سے اشک رواں تھے اور کمر جھکی ہوئی تھی۔ بزرگ نے پوچھا، یہ حال کیسے؟ کیوں رو رہے ہو؟ شیطان نے کہا کہ میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ محض اللہ تعالیٰ کو مقصود بنا کر حج کو آ رہے ہیں، کوئی دوسرا مقصد نہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ ان کو ان کا مقصود عطا نہ فرمائے۔ بزرگ نے پوچھا، تیرے کمزور و لاغر ہونے کی وجہ کیا ہے؟ شیطان نے کہا کہ لوگوں کے گھوڑے راہِ خدا میں ہنہنا رہے ہیں۔

اگر وہ میرے راستے میں میرے ساتھ آوازیں نکالتے تو میں خوشی سے پھول جاتا۔ چہرے کی زرد رنگ کی وجہ شیطان نے بتائی کہ لوگ اطاعتِ خداوندی پر ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں بجائے گناہ پر مدد گار ہونے کے، اور جھکی کمر پر کہا کہ بندے کی اس دُعا نے میری کمر توڑ دی کہ اے اللہ! میں تجھ سے حسن خاتمہ کی درخواست کرتا ہوں۔

✦ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دِن حجرِ اسود کو اس حال میں اُٹھایا جائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی اور ایک زبان ہو گی جس سے وہ بول رہا ہو گا اور ہر اس شخص کے بارے میں گواہی دے رہا ہو گا جس نے حق وصداقت کے ساتھ اسے بوسہ دیا ہو گا۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا، میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے جو نہ نفع دیتا ہے نہ ضرر پہنچاتا ہے۔ اگر میں نے حضور ﷺ کو آپ کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو ہرگز بوسہ نہ دیتا۔ یہ کہہ کر آپ روئے یہاں تک کہ آپ کی ہچکیاں بند ہو گئیں۔ آپ نے پیچھے مڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے ابو الحسن! یہ وہ مقام ہے جہاں آنسو بہائے جاتے ہیں اور دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے عہد لیا تھا تو ایک تحریر لکھ کر اس پتھر کو کھلا دی تھی۔ یہ پتھر مؤمن کے بارے میں وفاء وعہد اور کافر کے بارے میں عہد شکنی کی شہادت دیتا ہے۔ اس طرح یہ پتھر نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی پہنچاتا ہے۔

✦ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب طواف سے فارغ ہوئے تو ایک اعرابی کو دیکھا کہ اپنی ماں کو پشت پر لادے طواف کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے: انا مطيتها لا انفر ۔ واذا الرّكاب ذعرت لا اذعر ۔ وما حملتنی و ارضعتنی اكثر ۔ لبيك اللّٰهمّ لبيك۔

ترجمہ: ''میں اس کی ایسی سواری ہوں جو بدکتی نہیں ہے اور جب سواریاں ہراساں ہوتی ہیں تو

میں ہراساں نہیں ہوتا۔ اور جتنا تونے مجھے لادا ہے اور تونے مجھے دودھ پلایا ہے وہ کہیں زیادہ ہے۔" یہ سُن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہمیں بھی طواف میں شامل کرلو شاید کہ ہم پر بھی اللہ کی رحمت اُترے اور مزید فرمایا، ان تبرھا ما لله اشكر يجزيك بالقليل الاكثر۔ ترجمہ:"اگر تو اس کے ساتھ سلوک کررہا ہے پس اللہ پاک شکر کا زیادہ قبول کرنے والا ہے، تجھے تھوڑے کے عوض بہت زیادہ ثواب دے گا۔"

✦ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، طوافِ کعبہ کے دوران ایک جوان عورت کو کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے دیکھا، کہہ رہی تھی، الٰہی! بہت سی شہوتوں کی لذت تو جاتی رہی اور عذاب باقی رہا۔ الٰہی تیرے پاس سوائے دوزخ کے کیا اور کوئی سزا اور ادب کی چیز نہیں، یہ کہہ کر روتی رہی اور روتے روتے صبح کردی۔ یہ حال دیکھ کر میں نے اپنے ہاتھ سر پر رکھ کر چیخ ماری کہ وائے ہمارے حال پر۔

✦ وہیب ابن الورد المکی بیان کرتے ہیں کہ ایک رات حطیم میں نماز پڑھتے ہوئے دیوارِ کعبہ اور پردہ کے درمیان سے آواز سُنی جو کہہ رہا تھا، اے جبرائیل! طواف کرنے والے جو لغو گفتگو اور تفریحی باتوں میں مصروف رہتے ہیں، مجھے اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ میں اس تکلیف کی اللہ تعالیٰ سے اور پھر تجھ سے شکایت کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اپنے بے ہودہ حرکتوں سے باز نہ آئے تو میرا ایک ایک پتھر اس پہاڑ پر چلا جائے گا جہاں سے جدا کیا گیا ہے۔

✦ سلمہ بنت خالد مخزومی کہتی ہیں، بیت اللہ میں ایک شامی عورت حزینہ غلبہ شوق کے باعث ہمیشہ رویا کرتی تھی۔ کعبہ کی طرف دیکھ کر کہتی، میرے رب کا گھر، میرے رب کا گھر۔ ایک دِن کعبہ کا دروازہ کھلا، اس نے دیکھا کہ طواف والے رو رہے ہیں۔ کہتے ہیں ہمارا مالک، ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ملاقات کب ہوگی؟ یہ سُنا تو چیخ مار کر بے ہوش ہوگئی، مضطرب رہی اور وفات پائی۔

✦ ذوالنون مصری بیت اللہ میں نماز کے وقت فرماتے کن قدموں سے تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، کن آنکھوں سے کعبہ کو دیکھوں، کس زبان سے تیر اراز کہوں کہ سوائے بے مائیگی کے کچھ سرمایہ نہیں۔

✦ مالک بن دینار کہتے ہیں، ایک نوجوان کو دیکھا جس کی آنکھوں سے آنسو لگا تار رخسار پر بہہ رہے ہیں۔ اس کو بصرہ میں بڑے ناز و نعم میں دیکھ چکا تھا۔ مجھے پہچانا اور دُعا کی درخواست کی۔ پھر حج میں دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں اور وہ بے تاب ہو کر رو رہا ہے۔ اس کی تڑپ اور بے تابی سے لوگوں کے لیے طواف مشکل ہو گیا۔ میں نے اُٹھ کر دیکھا تو وہی جوان تھا۔

✦ حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے حضرت امام باقر محمد بن علی جب حج کو تشریف لے گئے اور بیت اللہ شریف پر نظری پڑی تو اتنے زور سے روئے کہ چیخیں نکل گئیں۔ لوگوں نے کہا، سب کی نظریں اِدھر لگ گئیں، چیخیں نہ ماریں۔ آپ نے فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ میرے رونے کی وجہ سے رحمت کی نظر فرمالیں۔

✦ حضرت سفیان بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کو مکہ مکرمہ میں بہت روتے ہوئے دیکھا۔ میرے بہت اصرار پر فرمایا کہ تیس برس سے میں نے ایک قسم کا کھانا سکباج کو اپنے اوپر مجاہدے کے طور پر روکا تھا۔ رات خواب میں مجھ پر پیش کیا گیا۔ میں نے انکار کیا تو فرمایا کہ یہ جنت کے ناظم رضوان نے دیا ہے کہ اے خضر یہ ابراہیم کو کھلا دو اور کھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی پر رو رہا ہوں۔

✦ شیخ ابو بکر کتانی فرماتے ہیں، حج کے زمانے میں مکہ مکرمہ میں عشقِ الٰہی پر بحث ہو رہی تھی۔ مشائخ نے حضرت جنید بغدادی سے کہا، عراقی تم بھی کچھ کہو۔ شیخ جنید نے سر جھکایا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور عجیب و غریب نکات بیان فرمائے۔

✦ حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوئے اور زبان مبارک کو اس پر رکھا اور دیر تک روتے رہے۔ پھر پیچھے مڑ کر مجھے روتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: عمر! یہاں بے اختیار آنسو جاری ہو جاتی ہے"۔

✦ فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ خراسان کے ایک شخص سے زیادہ میں نے کوئی زاہد نہیں دیکھا۔ وہ میرے ساتھ مسجد حرام میں بیٹھا تھا کہ طواف کو اُٹھا۔ اس دوران اس کے دینار چوری ہو گئے تو رونا شروع کیا۔ میں نے پوچھا کہ دیناروں کے واسطے روتے ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں بلکہ اس وقت مجھ کو یہ تصویر بندھ گئی ہے کہ میں اور چور اللہ تعالیٰ کے سامنے موجود ہیں اور اس کو کچھ حجت نہیں کہ پیش کرے اس لیے مجھ کو رحم آیا اور رو پڑا۔

✦ حضرت بِشر حافیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عرفات کے میدان میں شام کے وقت ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نہایت بیتابی سے رو رہا ہے اور بے چینی سے روتے ہوئے چند شعر پڑھ رہا ہے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ کتنی پاک ذات ہے، وہ ہر عیب سے پاک ہے، اگر ہم کانٹوں پر اور گرم سوئیوں پر اس کے سامنے سجدے میں گریں تب بھی اس کی نعمتوں کے حق کا عشرِ عشیر بھی ادا نہ ہو بلکہ عشرِ عشیر کا عشرِ عشیر بھی ادا نہ ہو۔ اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھے:

كَمْ قَدْ ذَلَلْتُ فَلَمْ اَذْكُرْكَ فِيْ ذَلَلِيْ
وَ اَنْتَ يَا مَالِكِيْ بِالْغَيْبِ تَذْكُرُنِيْ
كَمْ اَكْشِفُ السِّتْرَ جَهْلًا عِنْدَ مَعْصِيَتِيْ
وَ اَنْتَ تَلْطُفُ بِيْ حِلْمًا وَّ تَسْتُرُنِيْ

"اے پاک ذات! میں نے کتنی مرتبہ لغزشیں کیں اور کبھی اپنی لغزش میں تجھے یاد نہ کیا اور میرے مالک! تُو مجھے غائبانہ ہمیشہ یاد کرتا رہا۔ میں اپنی جہالت سے کتنی مرتبہ گناہوں کے ساتھ اپنی پردہ دری کر چکا ہوں اور تُو اپنے حلم کے ساتھ مجھ پر لطف و مہربانی کرتا ہے اور میری پردہ پوشی کرتا ہے"۔

حضرت بشرؒ کہتے ہیں کہ پھر وہ میری نظروں سے غائب ہوگئے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ تھے؟ تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابوعبیدہ خواص تھے جو ممتاز بزرگوں میں ہیں۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ ستّر برس تک آسمان کی طرف منہ نہیں اُٹھایا۔ کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اِتنے بڑے محسن کی طرف اس سیاہ منہ کو اُٹھاؤں۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے تو اس قدر عاجزی کریں اور اپنی حُسنِ عبادت کے باوجود اللہ جل شانہ ' سے اس قدر شرمائیں اور گنہگار اپنے گناہوں پر نہ شرمائیں اور ناز کریں۔ یا اللہ! اپنے پاک چہرے کی طرف نظر کرنے سے قیامت میں ہم کو محروم نہ کیجیے اور اپنے صالح بندوں کی برکات سے ہمیں بھی منتفع فرما اور دارین میں ان کے زیرِ سایہ رکھ۔(فضائل حج، ص۲۰۸)

✦ حضرت شبلیؒ جب مکہ مکرمہ پہنچے اور حرم محترم میں داخل ہوئے تو اللہ رب العزت کی شان قدرت اور کمالِ حکمت اور جلال وحدت اور جمالِ رحمت کو مشاہدہ کرکے بے خود اور وارفتہ اور حواس باختہ ہوگئے اور یہ شعر پڑھا:

أبطهاء مكة هذا الذى
اراهٗ عياناً و هذا انا

کیا بطحا مکہ یہی ہے جس کو میں مشاہدہ کررہا ہوں اور یہ میں ہی ہوں۔
جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

حضرت شبلی نے یہ شعر بار بار پڑھا اور بے ہوش ہوگئے۔ جب ہوش آیا تو خوب روئے اور یہ شعر پڑھا:

هذا دارهم و انت محب

مائعًا الدموع فی الاماق
یہ ان کا گھر ہے اور تو محب ہے
کہ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں

✦ حضرت ابو الفضل حریریؒ جب حرم محترم میں داخل ہوئے اور بیت اللہ پر نظر پڑی تو مبہوت و مدہوش ہو کر کہنے لگے:

یہ دربارِ محبوب ہے اور محبوب کہاں ہے؟
یہ قلوب کی راحت و سکون کا مقام ہے، وارفتگان کہاں ہیں؟
یہ آہ وزاری کا وقت ہے، فراق میں رونے والے کہاں ہیں؟

پھر ایک بے تحاشا چیخ ماری اور روتے ہوئے بیت اللہ سے چمٹ گئے اور بار بار پکار رہے تھے لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ۔

✦ ایک عورت حج کے لیے گئی۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر ہر ایک سے پوچھتی پروردگار کا گھر کہاں ہے؟ کسی نے بیت اللہ پر لے جا کر کہا، یہ ہے۔ وہ بے اختیار اور بے قرار ہو کر کعبہ کی دیوار سے چمٹ گئی۔ جب وہاں سے اس کو اُٹھایا تو مُردہ تھی۔ واصل بحق ہو چکی تھی اور محبوب حقیقی سے جا ملی۔

✦ حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں: ایک عورت ملتزم پر آئی اور دیر تک دُعا مانگتی رہی اور روتی رہی اور اسی بے قراری میں اس کی روح پرواز کر گئی۔

✦ حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں: میں نے ایک جوان کو منیٰ میں دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا: الٰہی! لوگوں نے ذبح کیا اور قربانی کی اور تیرا تقرب حاصل کیا۔ میرے پاس میری جان سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ جس کو تیرے لیے پیش کر سکوں۔ تو اپنے فضل سے اس کو قبول فرما۔ یہ کہا اور ایک آہ سرد بھری۔ میں نے قریب جا کر دیکھا تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔

✦ شیخ عبد الصمدؒ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت بشر حافیؒ عمرہ کے لیے جا رہے تھے۔ ہمارے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا جو ہر وقت توبہ استغفار کرتا تھا اور روتا تھا۔ بہت کم بات کرتا تھا اور ہر وقت سوچ میں رہتا تھا۔ میں نے اس سے کہا: یہ بشر حافی ہیں۔ ان سے فیوض و برکات حاصل کرو۔ نوجوان نے دریافت کیا جو شخص اپنے محبوب کے خلاف کرے اس کی کیا سزا ہے؟ بشر حافی نے فرمایا: اس کی سزا یہ ہے کہ تیز تلوار سے اس کو قتل کیا جائے اور محبت کی آگ میں جلایا جائے اور محبت کی راہ میں ذلیل و خوار کیا جائے۔ پھر چاہے اس سے ملا جائے اور چاہے اس کو چھوڑ دیا جائے۔ نوجوان یہ سن کر کانپا اور زمین پر گر پڑا۔ دیر تک تڑپتا رہا اور جان بحق ہو گیا۔

✦ حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں: میں نے عرفات میں ایک نوجوان کو دیکھا۔ بالکل خاموش اور نہایت منکسر المزاج تھا۔ لوگ دُعائیں مانگ رہے تھے۔ میں نے اس نوجوان سے کہا: جاؤ تم بھی دُعا مانگو۔ نوجوان نے کہا: ''شیخ وحشت طاری ہے اور دُعا کی جرأت نہیں ہوتی''۔ میں نے کہا: دُعا کا یہی وقت ہے۔ پھر ختم ہو جائے گا۔ نوجوان نے کہا: ''اگر دُعا مانگنا ضروری ہے تو بہت اچھا''۔ یہ کہہ کر دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور چیخ مار کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔ یہ ہے محبت صادق کا ہدیہ عشق و محبت اور یہ ہے عاشق جانباز کا اندازِ ملاقات۔ پھر اس جانبازی اور جانثاری کا کیا صلہ ملتا ہے؟

✦ حضرت ابو سعید خرازؒ فرماتے ہیں: میں مکہ مکرمہ میں تھا۔ ایک روز باب بنی شیبہ پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان مُردہ پڑا ہے۔ میں نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا تو وہ ہنسنے لگا۔ میں نے کہا: کیا مرنے کے بعد زندہ ہو گیا۔ اس میت نے جواب دیا: ''ابو سعید! تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ سے محبت کرنے والے زندہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ بظاہر مُردہ دکھلائی دیتے ہیں لیکن درحقیقت وہ موت نہیں ہوتی بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال

ہوتا ہے۔ پرہیزگار شخص کی کبھی موت واقع نہیں ہوتی۔ بہت لوگ ایسے ہیں جن کو تم مُردہ سمجھتے ہو اور وہ درحقیقت زندہ ہیں۔

✦ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور زائرین بیت اللہ کے دیدار میں مست تھے۔ اچانک ایک شخص بیت اللہ کے قریب آیا اور یہ دُعا مانگی: ''پروردگار! تیرا مسکین بندہ جو تیرے دربار سے دھتکارا ہوا ہے اور تیرے دربار سے بھاگا ہوا ہے۔ یا اللہ! میں تجھ سے وہ چیز مانگتا ہوں جو سب سے زیادہ تیرے قریب ہو اور وہ عبادت مانگتا ہوں جو سب سے زیادہ تجھے محبوب ہو۔ یا اللہ! میں تجھ سے تیرے برگزیدہ بندوں کے طفیل اور تیرے انبیاء کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ مجھے اپنی شرابِ محبت کا ایک جام پلا دے اور میرے دِل پر سے غفلت ونادانی کے پردے ہٹادے تاکہ میں شوق کے بازو سے اُڑ کر تجھ تک پہنچ جاؤں اور عرفان کے باغوں میں تجھ سے سرگوشیاں کروں''۔

اس کے بعد یہ شخص اس قدر رویا کہ آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ پھر ہنسا اور چل دیا۔ میں بھی پیچھے پیچھے ہولیا اور اپنے دِل میں سوچ رہا تھا۔ یہ شخص یا تو بڑا کامل ہے یا کوئی پاگل ہے۔ وہ مسجد حرام سے نکل کر ویرانہ کی جانب چل دیا۔ میں پیچھے پیچھے جارہا تھا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا: ''تمہیں کیا ہوا میرے پیچھے کیوں آرہے ہو جاؤ اپنا کام کرو''۔

میں نے کہا: اللہ تم پر رحم کرے۔ تمہارا نام کیا ہے؟ کہا عبداللہ (اللہ کا بندہ)۔

میں نے دریافت کیا۔ والد کا کیا نام ہے؟ کہا عبداللہ (اللہ کا بندہ)۔

میں نے کہا: ہر ایک اللہ کا بندہ ہے اور اللہ کے بندے کی اولاد ہے۔ تمہارا اصلی نام کیا ہے؟ اس شخص نے کہا: میرے باپ نے میرا نام ''سعدون'' رکھا تھا۔

میں نے کہا: ''وہی سعدون مجنون جو مشہور ہیں؟ فرمایا ''ہاں وہی''۔

میں نے کہا: ''وہ کون برگزیدہ لوگ ہیں جن کے وسیلے سے آپ نے دُعا کی ہے؟''

فرمایا: ''وہ لوگ ہیں جو اللہ کی طرف ایسا چلتے ہیں جیسا وہ شخص چلتا ہے جس نے عشق کو اپنا نصب العین اور مقصود بنا رکھا ہو اور وہ دنیا سے ایسے الگ اور کنارہ کش ہیں جیسا کسی چیز نے ان کو پکڑ رکھا ہو''۔ پھر دو عربی شعر سنائے جن کا مطلب یہ ہے:

عارفین کے دِل ہر وقت مولیٰ کی یاد میں مشتاق رہتے ہیں اور فرط اشتیاق میں نالہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کے قرب میں ٹھکانا بنا لیتے ہیں۔ اپنے مولیٰ کے عشق میں ایسا خلوص سے لگتے ہیں کہ اس عشق سے ہٹانے والی ان کے لیے کوئی چیز نہیں رہتی۔ (فضائل حج)

✦ حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے لیے جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک نوجوان کو دیکھا جو پیدل چل رہا تھا نہ اس کے پاس سواری تھی نہ توشہ اور نہ پانی۔ میں نے اس کو سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں نے دریافت کیا۔ ''جوان کہاں سے آرہے ہو؟''۔ نوجوان نے کہا ''اسی کے پاس سے آرہا ہوں''۔ میں نے دریافت کیا ''کہاں جا رہے ہو؟'' ۔ نوجوان نے کہا'' اسی کے پاس جا رہا ہوں''۔ میں نے دریافت کیا ''توشہ کہاں ہے؟''۔ نوجوان نے کہا ''اسی کے پاس ہے''۔ میں نے کہا'' یہ راستہ بغیر توشہ اور پانی طے نہیں ہو سکتا''۔

نوجوان نے کہا ''میں نے سفر شروع کرتے وقت پانچ حرف بطور توشہ ساتھ لے لیے تھے''۔ میں نے دریافت کیا ''وہ پانچ حرف کیا ہیں؟''۔ نوجوان نے کہا ''اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد کٓھٰیٰعٓصٓ میں نے دریافت کیا ''اس کا کیا مطلب ہے؟''۔ نوجوان نے کہا ''کاف'' کے معنی کافی یعنی کفایت کرنے والا اور ''ہا'' کے معنی ہادی یعنی ہدایت اور رہنمائی کرنے والا اور ''یا'' کے معنی یووِی یعنی ٹھکانا دیتا ہے اور ''عین'' کے معنی عالم یعنی ہر بات کو جاننے والا اور ''ص'' کے معنی صادق یعنی اپنے وعدہ کا سچا اور پورا۔

پس جس شخص کا رفیق اور ساتھی، کفایت کرنے والا، رہنمائی کرنے والا، جگہ دینے والا، باخبر اور سچا ہو۔ کیا وہ برباد ہو سکتا ہے؟ کیا اس کو کسی بات کا خوف و خطرہ ہو سکتا ہے؟ کیا

اس کو اس کی ضرورت اور حاجت ہے کہ توشہ اور پانی ساتھ لیے لیے پھرے؟

✦ حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی گفتگو سن کر اپنا کرتہ اس کو دینا چاہا۔ اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا "بڑے میاں دنیا کے کُرتے سے ننگا رہنا اچھا ہے۔ دنیا کی حلال چیزوں کا حساب دینا ہو گا اور اس کی حرام چیزوں کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ جب رات کا اندھیرا ہو تو اس نوجوان نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور کہا: اے پاک ذات! جس کو بندوں کی اطاعت سے خوشی ہوتی ہے اور بندوں کی نافرمانی سے اس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ مجھے وہ چیز عطا فرما جس سے تجھے خوشی ہوتی ہے یعنی اطاعت و فرمانبرداری اور اس چیز کو معاف فرما جس سے تیرا کوئی نقصان نہیں ہوتا یعنی گناہ اور نافرمانی سے در گزر اور محفوظ فرما"۔

جب لوگوں نے احرام باندھا اور لبیک کہا تو نوجوان خاموش ہو گیا۔ میں نے کہا تم لبیک کیوں نہیں پڑھتے؟ کہنے لگا: مجھے اندیشہ ہے کہ میں لبیک کہوں اور وہاں سے جواب ملے نہ تیری لبیک قبول ہے اور نہ سعدیک معتبر ہے، نہ میں تیرا کلام سنتا ہوں اور نہ تیری جانب متوجہ ہوتا ہوں۔ پھر وہ نوجوان چلا گیا اور میں نے تمام راستہ اس کو نہ دیکھا۔ آخر منیٰ میں وہ نظر پڑا اور چند شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے:

"وہ محبوب جس کو میرا خون بہانا اچھا معلوم ہوتا ہے میرا خون اس کے لیے حرم میں بھی حلال ہے اور حرم سے باہر بھی۔ اللہ کی قسم! اگر میری روح کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کس پاک ذات سے وابستہ ہے تو قدموں کے بجائے سر کے بل کھڑی ہو جائے۔ ملامت کرنے والے مجھے اس کے عشق میں ملامت نہ کر۔ اگر تجھے وہ نظر آ جائے جو میں دیکھتا ہوں تو تُو کبھی بھی لب کشائی اور طعنہ زنی نہ کرے۔ لوگ اپنے جسم سے بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں۔ اگر ان کی روح اللہ رب العالمین کا طواف کرتی تو وہ حرم سے بے نیاز ہو جاتے۔ عید کے دن لوگوں نے بھیڑ بکری کی قربانی کی لیکن معشوق نے اس دن میری جان کی قربانی کی۔ لوگوں

نے حج کیا ہے اور میرا حج تو اپنی سکون کی چیز کا ہے۔ لوگوں نے جانوروں کی قربانی کی ہے اور میں اپنی جان کی قربانی کرتا ہوں"۔

پھر اس نوجوان نے یہ دُعا مانگی: "الٰہی! لوگوں نے قربانیوں کے ساتھ تیرا تقرب حاصل کیا۔ میرے پاس میری جان کے سوا کوئی چیز قربانی کے لیے نہیں۔ اس کو تیری بارگاہ عالی میں پیش کرتا ہوں تُو اس کو قبول فرما"۔ پھر ایک چیخ ماری اور قربان ہو کر گر گیا۔ اس وقت غیب سے آواز آئی۔ یہ اللہ کا دوست ہے اور عشق مولیٰ کا قتیل اور کشتہ ہے۔(فضائل)

کوئی بنتا ہے دیوانہ کوئی ہوتا ہے دیوانہ

✦ حضرت شبلیؒ جب عرفات پر پہنچے تو بالکل چپ چاپ رہے۔ کوئی لفظ بھی زبان سے نہ نکلا۔ جب وہاں سے منیٰ کی طرف چلے اور حدِ حرم کے نشانات سے آگے بڑھے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ ہے:

"میں چل رہا ہوں اس حال میں کہ میں نے اپنے دِل پر تیری محبت کی مہر لگا دی تاکہ اس دل پر تیرے سوا کسی کا گزر نہ ہو۔ کاش! میں اپنی آنکھوں کو ایسی طرح بند کرتا کہ تیرا دیدار نصیب ہونے تک کسی کو بھی نہ دیکھتا۔ دوستوں میں بعض ایسے ہوتے ہیں جو ایک ہی کے ہو رہتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں جن کے دل میں دوسروں کی بھی شرکت اور گنجائش ہوتی ہے لیکن جب آنکھوں سے آنسو نکل کر رُخساروں پر بہنے لگتے ہیں۔ اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ کون واقعی رو رہا ہے اور کون بناوٹی رو رہا ہے"۔(فضائل)

✦ حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں: میں نے ایک نوجوان کو دیکھا خستہ حال تھا اور چہرے سے قبولیت کے آثار نمایاں تھے اور آنسو رُخساروں پر رواں تھے۔ میں نے اس کو دیکھ کر پہچان لیا۔ عرصہ ہوا جب اس کو بصرہ میں انتہائی ناز و نعم میں دیکھا تھا۔ مجھے اس کی یہ حالت دیکھ کر رونا آ گیا۔ اس نے بھی مجھے پہچان لیا اور سلام کیا اور کہا مالک! تمہیں اللہ کی قسم، خاص

وقت میں مجھے یاد رکھنا اور میرے لیے مغفرت کی دُعا کرنا۔ کیا بعید ہے کہ اللہ جل شانہ ٗ میرے حال پر رحم فرمائے اور میرے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اس کے بعد اس نے دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے:

"جب محبوب تمہاری طرف متوجہ ہو تو میرا بھی اس سے ذکر کر دینا اور کہہ دینا کسی وقت بھی تیری یاد سے اس کا دل خالی نہیں ہوتا۔ شاید جب وہ میرا نام سنے تو یہ دریافت کرلے کہ فلاں شخص پر کیا گزر رہی ہے"۔

یہ شعر پڑھ کر روتا ہوا روانہ ہو گیا۔ جب حج کا زمانہ آیا تو میں مسجد حرام میں بیٹھا تھا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص بہت بیتاب اور بیقرار ہو کر رو رہا ہے۔ اس کی بیتابی اور بیقراری کی وجہ سے لوگوں کو طواف کرنا بھی مشکل ہو گیا ہے اور لوگ اس کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ یہ وہی نوجوان تھا۔ میں اس کو دیکھ کر خوش ہوا اور اس سے کہا، اللہ کا شکر ہے اس نے تمہاری مراد پوری کر دی۔ یہ سن کر اس نے چند شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے:

"لوگ بلا خوف وخطر منیٰ کی طرف چلے۔ جب وہ منیٰ پہنچ گئے تو اپنی آرزوؤں کو پا لیا۔ لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے آرزوئیں مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مراد پوری کی اور ان کی خالص توبہ کی بدولت ان کو فحش اور بدکاری سے محفوظ رکھا۔ ان پر ساقی نے شراب کا دَور چلایا اور جب انہوں نے دریافت کیا کہ ساقی کون ہے تو جواب ملا۔

انا اللّٰه فادعونی انا اللّٰه ربکم

لی المجد والعلیاء والملك والثناء

"میں ہی معبود ہوں تم مجھے پکارو میں ہی تمہارا پروردگار ہوں، میرے ہی لیے بزرگی اور بڑائی اور حکمرانی اور ثناخوانی ہے"۔

حضرت مالکؒ فرماتے ہیں: میں نے اس سے کہا "تمہیں اللہ کی قسم! بتاؤ تم پر کیا

گزری؟ اس نے کہا: ''بڑی اچھی گزری۔ مجھے اپنے فضل سے یہاں بلایا۔ میں حاضر ہو گیا اور جو کچھ میں نے مانگا وہ مجھے عطا ہوا۔ پھر دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے:

''جب محبوب نے مجھے بلایا تو میں نے کہا مبارک۔ کیا ہی بہتر تیرا وصال ہے اور کتنی شیریں تیری محبت ہے اور کتنا مزیدار تیرا عشق ہے۔ تیرے حق کی قَسم! تُو ہی مطلوب ہے، تُو ہی مقصود ہے۔ تیری ہی آرزو ہے۔ لوگ مجھے تیری محبت میں ملامت کرتے ہیں۔ کیا کریں اور جتنی چاہے ملامت کریں میرا دل تو تیرے سوا کسی کا مشتاق نہیں۔ لوگ اپنے اپنے معشوقوں کے شہروں کو یاد کرتے ہیں۔ کیا کریں مجھے تو جب کسی شہر کا تذکرہ آتا ہے، اس وقت تُو ہی یاد آتا ہے''۔ اس کے بعد وہ نوجوان طواف میں مشغول ہو گیا اور پھر نظر نہیں پڑا۔

✦ حضرت علی بن موفقؒ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ حرم میں بیٹھا ہوا تھا اور اس وقت تک ساٹھ حج کر چکا تھا۔ میرے دل میں یہ وسوسہ گزرا کہ آخر کب تک ان بیابانوں میں پھرتا رہوں گا؟ دفعتاً مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور ایک غیبی آواز سنائی دی کہ اے ابن موفق! تُو اپنے گھر اسی کو بلاتا ہے جس کے بلانے سے تیرا دِل خوش ہو۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کو اللہ جل شانہ' چاہیں اور اعلیٰ مقام پر بلائیں۔ پھر اس غیبی آواز نے دو شعر کہے جن کا مطلب یہ ہے:

''میں نے زیارت کے لیے اپنے سے محبت رکھنے والوں کو بلایا ہے اور ان کے علاوہ کسی کو نہیں بلایا۔ یہ لوگ میرے گھر کی طرف اعزاز و اکرام کے ساتھ آئے ہیں۔ یہ بھی بابرکت باکرامت ہیں اور وہ عالی ذات بھی جس نے ان کو بلایا''۔ (فضائل حج)

✦ حضرت امام باقر محمد بن علیؒ جب حج کو تشریف لے گئے ارو بیت اللہ پر نظر پڑی تو بے اختیار چیخیں مار کر رونے لگے۔ ساتھیوں نے کہا: چیخیں نہ مارو لوگ دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا: شاید اللہ جل شانہ' میرے رونے اور گڑگڑانے کی وجہ سے نظر رحمت فرمالے اور اس کی بدولت روزِ حشر کامیاب و شادکام ہو جاؤں۔ پھر بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم پر دو

رکعت نماز پڑھی اور سجدہ میں اس قدر روئے کہ تمام سجدہ کی جگہ تر ہو گئی۔ نماز کے بعد ایک ساتھی سے فرمایا: مجھے سخت رنج و فکر ہے اور دل بہت متفکر ہے"۔

فرمایا: جس دِل میں اللہ کا خالص دین داخل ہو جاتا ہے وہ دل کو ماسوائے اللہ سے خالی اور فارغ کر دیتا ہے اور دنیا ان چیزوں کے علاوہ اور کیا چیز ہے۔ یہی سواری ہے جس پر سوار ہو کر آئے۔ یہی کپڑا ہے جس کو پہن رکھا ہے۔ یہی بیوی ہے جو مل گئی ہے اور یہی کھانا ہے جو کھایا ہے"۔ (فضائل حج)

✦ حضرت شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے مکہ مکرمہ کے راستہ میں ایک اپاہج ملا جو گھسٹ کر چل رہا تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: "تم کہاں سے آرہے ہو؟" اس نے جواب دیا: "شہر سمرقند سے آرہاہوں"۔ میں نے دریافت کیا: "وہاں سے چلے ہوئے کتنا عرصہ گزرا؟"۔ اس نے جواب دیا: "دس برس سے زیادہ ہو گئے"۔ میں بڑے تعجب اور حیرت سے اس کو دیکھنے لگا۔ اس نے کہا: "شقیق کیا دیکھ رہے ہو"۔ میں نے کہا: تمہارے ضعف اور سفر کی درازی سے تعجب اور حیرت میں پڑ گیا"۔ اس نے کہا: "شفیق سفر کی دُوری کو میرا شوق قریب کر دے گا اور میرے ضعف کا متحمل میرا مولیٰ ہے۔ شفیق تم ایک ناتواں بندہ پر تعجب کر رہے ہو جس کو اس کا مالک اُٹھائے لیے جارہاہے"۔ پھر دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے:

"میرے آقا! میں آپ کی زیارت کو جارہاہوں اور عشق کی منزل کٹھن ہے لیکن شوق اس شخص کی مدد کیا کرتا ہے جس کی مال مدد نہیں کرتا۔ جس کو راستہ کی ہلاکت کا خوف ہو وہ عاشق نہیں۔ ہر گز نہیں اور وہ بھی عاشق نہیں جس کے ارادہ کو راستہ کی دُشواری روک دے"۔ (فضائل حج)

✦ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ جب حج کو تشریف لے گئے تو ایک روز بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ ان کی نگاہ ایک حسین نوجوان پر پڑی جس کے حُسن وجمال سے لوگ بے خود تھے۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے اس کو غور سے دیکھا اور رونے لگے۔ پھر فرمایا: ''میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کیا ہے جس کو توڑنے پر قدرت نہیں ورنہ اس لڑکے کو اپنے پاس بلاتا اور اس سے ملتا۔ یہ میرا بیٹا ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس کو بہت کم عمر کا چھوڑ کر گھر سے نکلا تھا۔ اب یہ بڑا اور جوان ہو گیا مگر مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ جس چیز کو اس کے لیے چھوڑ دیا پھر اُدھر متوجہ ہوں''۔ اس کے بعد چند شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے: ''جب سے میں نے اس پاک ذات کو پہچانا اس وقت سے اب تک جدھر دیکھتا ہوں اپنے محبوب کو پاتا ہوں۔ مجھے اپنی نگاہ پر غیرت ہے کہ میں اس کے سوا کسی کو دیکھوں۔ میرے ذخیرہ کی انتہا اور اے میرے سوال کی غایت، اے میرے اثاثہ کی پوری پونجی۔ کاش تیری محبت حشر تک میرے دل میں رہے''۔

پھر حضرت ادھمؒ نماز میں مشغول ہو گئے اور سجدہ میں اس قدر آہ و زاری کی کہ آنسوؤں سے تمام جگہ تر ہو گئی۔ بعد نماز دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے: ''میں نے ساری دنیا کو تیرے عشق میں چھوڑا اور اپنے بچوں کو یتیم بنایا تا کہ تجھے دیکھ لوں۔ اگر عشق میں میری حاجت روائی نہ کرے گا تو یہ دل تیرے سوا کہیں بھی سکون نہ پائے گا''۔

✦ ابو الحسن سراجؒ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا۔ میں طواف کر رہا تھا۔ میری نگاہ ایک ایسی حسین عورت پر پڑی جس کے چہرہ کا حُسن چمک رہا تھا۔ میں نے کہا: واللہ! ایسی حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ یہ اس کے چہرہ کی ساری رونق اس وجہ سے ہے کہ اس کو کبھی کوئی رنج و غم نہیں پہنچا۔ اس نے میری یہ بات سن لی۔ کہنے لگی تم نے یہ کیا کہا۔ واللہ! میں غموں میں جکڑی ہوئی ہوں اور میرا دِل فکروں سے اور آفتوں سے زخمی ہے اور کوئی بھی میرے غموں میں میرا شریک نہیں رہا۔ میں نے پوچھا: کیا ہوا؟ کہنے لگی: میرے خاوند نے قربانی کی ایک بکری ذبح کی۔ میرے دو چھوٹے بچے کھیل رہے تھے اور ایک بچہ دودھ پیتا

میری گود میں تھا۔ میں گوشت پکانے کے لیے اُٹھی تو ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے دوسرے کو کہا: میں تجھے بتاؤں کہ ابّا نے بکری کس طرح ذبح کی۔ اس نے کہا بتا تو اس نے چھوٹے بھائی کو لٹا کر بکری کی طرح ذبح کر دیا۔ پھر وہ اس کو ذبح کر کے ڈر کے مارے بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا۔ وہاں ایک بھیڑیئے نے اس کو کھا لیا۔ باپ اس کی تلاش میں نکلا اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے پیاس کی شدت سے مر گیا۔ میں دودھ پیتے بچے کو بٹھا کر دروازے تک گئی کہ شاید خاوند کا کچھ پتہ کسی سے ملے تو وہ بچہ گھسیٹتا ہوا ہانڈی کے پاس پہنچ گیا جو چولہے پر رکھی ہوئی جوش سے پک رہی تھی۔ اس کو جو اس نے ہلایا وہ پکتی پکتی اس پر گر گئی جس سے اس بچے کے سارے بدن کا گوشت جل کر ہڈیوں سے الگ ہو گیا۔ میری ایک بڑی لڑکی تھی جو اپنے خاوند کے گھر تھی۔ اس کو جب اس سارے قصہ کی خبر پہنچی تو وہ خبر سن کر زمین پر گر گئی۔ اسی میں اس کی بھی موت مقدر تھی۔ وہ بھی مر گئی۔ مقدر نے ان سب کے درمیان سے مجھے اکیلی کو چھوڑ دیا۔ میں نے کہا: ان مصیبتوں پر تجھے کس طرح صبر آیا۔ وہ کہنے لگی کہ جو شخص صبر اور بے صبری میں الگ الگ غور کرے گا وہ ان کے درمیان بہت بین بُعد پائے گا۔ صبر کا انجام محمود ہے اور بے صبری پر کوئی اجر نہیں ملتا۔ پھر اس نے تین شعر پڑھے اور چل دی۔ جن کا ترجمہ یہ ہے ''کہ میں نے صبر کیا اس لیے کہ صبر بہترین اعتماد کی چیز ہے اور اگر بے صبری سے مجھے کوئی فائدہ پہنچ سکتا تو کرتی۔ میں نے ایسی مصیبتوں پر صبر کیا کہ اگر وہ مصائب سخت پہاڑوں پر پڑتیں تو وہ پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ میں نے اپنے آنسوؤں پر قدرت پائی۔ پس ان کو نکلنے سے روک دیا۔ اب وہ آنسو اندر ہی اندر میرے دل پر گر رہے ہیں۔ (روض)

✦ حضرت ذوالنون مصریؒ ایک دفعہ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو آپ نے ایک نوجوان کو ایک ستون کے نیچے بیماری کی حالت میں ننگا پڑے ہوئے دیکھا کہ اس کے غمگین دِل سے دردناک آہ نکل رہی تھی۔ حضرت ذوالنونؒ فرماتے ہیں کہ میں نے قریب ہو کر اُسے سلام

کیا اور پوچھا: نوجوان تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں ایک پردیسی عاشق ہوں۔ میں سمجھ گیا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا: میں بھی تیری طرح ہوں۔ پس وہ رو پڑا اور اس کے رونے سے میں بھی رونے لگا۔ اس نے کہا کہ آپ رو رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ میں بھی تمہاری طرح ہوں۔ تو وہ بہت زوردار آواز سے رویا اور ایک زوردار چیخ ماری اور اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کر گئی۔ میں نے اپنا ایک کپڑا اس پر ڈالا اور کفن کی تلاش میں وہاں سے نکلا۔ میں کفن خرید کر اس کے پاس واپس آیا تو میں نے اسے اپنی جگہ پر نہ پایا تو میں نے کہا: سبحان اللہ! نوجوان کہاں چلا گیا؟ تو میں نے غیب سے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ ذوالنون! اس پردیسی کو شیطان نے دنیا میں تلاش کیا لیکن وہ اسے نہیں پا سکا۔ اس کے مالک نے تلاش کیا وہ اسے نہیں پا سکا اور رضوان نے اسے جنت میں تلاش کیا تو وہ بھی اسے نہ پا سکا تو میں نے پوچھا: پھر وہ کہاں ہے؟ حضرت ذوالنونؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا غیب سے کوئی کہہ رہا ہے:

''فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ''۔(سورۃ القمر:۵۵)

''وہ پاک جگہ میں ہے قدرت والے بادشاہ کی بارگاہ میں''۔

اور یہ مقام اسے عشقِ الٰہی، کثرتِ اطاعت، جلدی توبہ کرنے کی وجہ سے ملا ہے۔

دُعائیں

عرفہ کے دِن کی دُعائیں

عرفہ ارکانِ حج میں سب سے زیادہ اہم ہے جیسے کہتے ہیں اَلْحَجُّ عَرَفَه یعنی حج وقوفِ عرفہ ہی کا نام ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ لوگوں میں بڑا گنہگار وہ ہے جو عرفہ کے دِن وقوف کرے اور خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت نہیں کی۔ حضور ﷺ سے یہ دُعا بھی منقول ہے، اے اللہ! حجاج کی اور ان لوگوں کی جن کے لیے حاجی دُعائے مغفرت کریں، مغفرت فرما۔ اس لیے عرفے کے دِن دُعا کا زیادہ سے زیادہ اہتمام ہونا چاہیئے۔

ذیل میں عرفے کے مقدس دِن کی مقدس جگہ کی اور مقدس اجتماع کی چند دُعائیں نقل کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں بھی قبول فرمائیں۔

حضور ﷺ اور اکابرین کی دُعاؤں کے چند جزئیات

✦ ساری دُعا لمبی ہے، ان سے چند جزئیات لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور صفات کے بعد، اے اللہ! تو میرا باطن و ظاہر جانتا ہے۔ میری کوئی بات تجھ سے مخفی نہیں ہے۔ میں پریشان حال، محتاج، فریادی، پناہ کا خواستگار، خائف ڈرنے والا، اپنے گناہ کا اقرار کرنے والا، تجھ سے مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں اور ذلیل گنہگار کی طرح آہ وزاری کرتا ہوں اور تجھ سے خوفزدہ، ضرریافتہ شخص کی طرح دُعا کرتا ہوں اور اس شخص کی طرح دُعا کرتا ہوں جس کی گردن تیرے لیے جھکی ہو اور جس کے آنسو تیرے لیے بہہ رہے ہوں اور جس کا جسم تیری خاطر ذلیل ہوا ہو، اور جس کی ناک تیرے لیے خاک آلود ہوئی ہو۔ اے اللہ! تو مجھے اپنے پکارنے میں محروم مت کر اور مجھ پر مہربان ہو۔ اے اللہ! جو شخص تیرے سامنے اپنی مدح سرائی کرے، سو کرے میں تو اپنے نفس کی ملامت کرنے والا ہوں۔

اے اللہ! میں جانتا ہوں کہ میرے گناہوں سے تیرے نزدیک میری کوئی وقعت باقی نہیں رکھی ہے اور نہ عذر کی کوئی گنجائش چھوڑی ہے لیکن تو اکرم الاکرمین ہے۔ اے اللہ! اگرچہ میں تیری رحمت تک پہنچنے کا اہل نہیں ہوں لیکن تیری رحمت تو ایسی ہے کہ مجھ تک پہنچ جائے۔ تیری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔

اے اللہ! اگر تو صرف فرمانبرداروں پر رحم کرے گا تو گنہگار کس سے فریاد کریں گے؟ اے اللہ! تو آج رات اس بندے کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا جو تیرے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کر رہا ہو اور تیرے سامنے ذلیل ہو رہا ہو، اپنے گناہ کی وجہ سے مسکین بنا ہوا ہو اور اپنے عمل سے تیرے تضرع کر رہا ہوں اور اپنے گناہوں سے توبہ کر رہا ہو۔ اپنے ظلم کی معافی چاہ رہا ہو اور اپنی بخشش کے لیے گریہ وزاری کر رہا ہو اور اپنی حاجتوں کی تکمیل کے لیے تیری

جستجو کر رہا ہو۔ اے اللہ! ہمیں معاف فرما، ہم پر رحم فرما اور ہماری مغفرت فرما۔

✦ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ عَيْنَيْنِ هَطَّالَتَيْنِ تَسْتَقِيَانِ الْقَلْبِ بِذُرُوْفِ الدَّمْعِ مِنْ خَشْيَتِکَ قَبْلَ اَنْ تَکُوْنَ الدُّمُوْعَ دَمًا وَّ الْاَضْرَاسُ جَمْرًا ۝

ترجمہ: "اے اللہ! مجھے برسنے والی آنکھیں نصیب کر جو دِل کو تیری خشیت کی بنا پر بہتے ہوئے آنسوؤں سے سیر اب کر دیں۔ بغیر اس کے کہ آنسو خون ہو جائیں اور کچلیاں انگارے بن جائیں"۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضرير دُعَاءَ مَنْ خَضَعَ لَکَ عُنُقُهُ وَذَلَّ لَکَ جَسَدُه وَفَاضَتْ لَکَ عَيْنَاهُ وَرَغِمْ لَکَ اَنْفُهُ لَا تَجْعَلْنِیْ رَبِّ شَقِيًّا وَ کُنْ بِیْ رَؤُفًا رَّحِيْمًا ۝

ترجمہ: "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور طلب کرتا ہوں تجھ سے طلب کرنا خوفزدہ آفت رسیدہ کا اور طلب کرنا اس شخص کا سا کہ جھکی ہوئی ہو تیرے سامنے گردن اس کی اور بہہ رہے ہوں آنسو اس کی اور فروتنی کیے ہوئے ہو تیرے سامنے اور رگڑتا ہو تیرے سامنے اپنی ناک یا اللہ نہ کر مجھے تجھ سے دُعا مانگنے میں ناکام اور ہو جا مجھ پر بہت مہربان رحیم۔"

✦ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام والی دُعا کی تلاوت کی جس کا ترجمہ ہے، اے میرے پروردگار! ان بُتوں نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کر دیا، پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے اور جو شخص اس باب میں میرا کہنا نہ مانے سو آپ تو کثیر المغفرت اور کثیر الرحمت ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا، اے اللہ! اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست ہیں، رحمت والے ہیں۔ اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا: اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ، اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ، اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ اور رونے لگے۔

دُعائے حضرت خضر علیہ السلام

✦ اس مقدس موقع پر دُعائے خضر علیہ السلام کو بھی کثرت سے پڑھتا رہے۔ اے وہ ذات

جسے ایک حال دوسرے حال سے نہیں روکتا! اور ایک عرض سننا دوسرے عرض سننے سے نہیں روکتا اور نہ اس پر آوازیں مشتبہ ہوتی ہیں۔ اے وہ ذات جسے اصرار کرنے والوں کا اصرار بددِل نہیں کرتا اور نہ اسے سوال کرنے والوں کا سوال پریشان کرتا ہے۔ ہمیں اپنے عفو کی ٹھنڈک عطا کر اور اپنی مناجات کی حلاوت کا ذائقہ چکھا۔ اس کے ساتھ اپنے والدین، تمام مؤمنین اور مؤمنات کے لیے آہ وزاری کے ساتھ دُعائے مغفرت کریں۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قحط سالی میں دُعا مانگ رہے تھے اور آپ کی دو آنکھوں سے آنسو دونوں رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا، اے اللہ! میں تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے وسیلے سے شفاعت چاہتا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی دُعا کر رہے تھے اور ان کے دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

✦ اے اللہ! تو اپنے محبوب لوگوں کا مونس وغمخوار اور اپنے اولیاء میں سے فریاد کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

✦ بروایت ثابت بنانی ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جس دُعا میں بال کھڑے ہو جاتے ہیں اور دِل دھڑکنے لگتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں، وہ دُعا قبول ہوتی ہے۔

✦ حضرت خواص رضی اللہ عنہ روتے اور مناجات میں کہتے، الٰہی! میں بوڑھا ہوا، میرا بدن تیری خدمت میں کمزور ہو گیا، تو مجھ کو آزاد کر دے۔

✦ کون ہو گا جو مدینہ منورہ سے واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت لیتے وقت الوداعی سلام کے یہ الفاظ کہتے ہوئے اشکبار نہ ہو گا:

الوداع یا رسول الله، الوداع یا نبی الله، الوداع یا حبیب الله، لا جَعَلَہُ اللهُ تَعَالٰی اٰخر ا لعَهْدِ مِنْکَ وَلَا مِنْ زِيَارَتِكَ وَلَا مِنَ الْوُقُوْفِ بَيْنَ يَدَيْکَ وَاِنَّنِیْ اِنْ عُشْتُ بِخَيْرٍ وَعَافِيَۃٍ وَصِحَّۃٍ وَسَلَامَۃٍ فَاعُوْدُ اِنْ شَاءَ اللهُ لِزِيَارَتِكَ وَاَسْعَدُوْا بِالْوُقُوْفِ فِیْ هٰذَا المَقَامِ الشَّرِيْفِ كَرَاتٍ بَعْدَ مرَّاتٍ وَاِنْ مِتُّ فَاَوْدَعْتُ عِنْدَکَ شَهَادَتِیْ وَعَهْدِیْ وَمِيْثَاقِیْ وَمِنْ يَوْمِنَا هٰذَا اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَۃِ وَهِیَ

شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ: ''الوداع یا رسول اللہ، الوداع یا نبی اللہ، الوداع یا حبیب اللہ، اللہ تعالیٰ اِس کو تجھ سے، تیرے زیارت سے اور تیرے سامنے کھڑے ہونے سے آخری باری نہ بنائے اور بیشک اگر میں خیر عافیت صحت اور سلامتی کے ساتھ زندہ رہا تو انشاء اللہ تمہارے زیارت کے لیے ضرور واپس آؤں گا اور اِس مقام شریف یعنی مواجہ شریف میں کھڑے ہونے کی سعادت کئی کئی بار حاصل کروں گا۔ اور اگر موت آگئی تو میں آپ کے پاس اپنی شہادت، عہد اور میثاق آج کے دِن سے تاروزِ قیامت چھوڑ رہا ہوں اور وہ یہ شہادت ہے کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ جو اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُس کے بندے اور رسول ہیں''۔

واقعاتِ سمع آیات قرآن

ایسے واقعات کہ قرآن کریم کی آیات پڑھ کر یا سُن کر رونے لگے اور یا بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

✦ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے، فرمایا، مجھے قرآن شریف سُنا۔ اُنہوں نے سُنایا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں اس آیت کی تلاوت کی، **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ** (سورۃ تحریم، رکوع:۱) (ترجمہ) اے ایمان والو! تم اپنے اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ ایک نوجوان یہ سُن کر رویا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ تمام رات روتے رہے اور صبح تک نماز میں یہ آیت تلاوت فرماتے رہے، **اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ** ﴿۱۱۸﴾ ''اے اللہ! اگر آپ ان کو سزا دیں جب بھی آپ مختار ہیں کہ یہ آپ کے بندے ہیں

اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو بھی آپ مختار ہیں کہ آپ زبردست قدرت والے ہیں اور حکمت والے ہیں۔"

✦ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اُتری، اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ (سورۃ نجم، رکوع: ۳) (ترجمہ) سو کیا (ایسے خوف کی باتیں سُن کر بھی) تم لوگ اس کلام (الٰہی) سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور (خوفِ عذاب سے) روتے نہیں ہو تو اصحابِ صفہ یہاں تک روئے کہ ان کے آنسو رخساروں پر بہہ گئے۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے رونے کی آواز سُن کر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بھی روئے۔ پھر ہم آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی رونے کی وجہ سے روئے۔

✦ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے تلاوت فرمائی، وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (سورۃ البقرہ، رکوع: ۳) (ترجمہ) جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے اور پھر جہنم کی آگ کی تیاری اور اس کی خصوصیات بیان فرمائیں۔ آپ کے سامنے کالے رنگ کے ایک آدمی نے رونے کی آواز نکالی۔ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَامُ نے آکر رونے والے کا پوچھا۔ بتانے پر فرمایا، اللہ عزوجل فرمارہا ہے، مجھے اپنی عزت کی قسم! مجھے اپنے جلال کی قسم! مجھے اپنے عرش پر اپنی بلندی کی قسم! جب کبھی کسی بندہ کی آنکھ دنیا میں میرے خوف سے روئے گی، میں ضرور اسے جنت میں زیادہ سے زیادہ ہنساؤں گا۔

✦ جب سورۃ شعراء نازل ہوئی جس میں ذکر ہے کہ شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں۔ (اے مخاطب) کیا تم کو معلوم نہیں کہ وہ لوگ ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں۔ تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور حضرت حسان بن ثابت رَضِیَ اللہُ عَنْہُ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں رونے لگے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان کو تسلی دی کہ آپ ان میں سے نہیں ہیں۔

✦ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے زمانے میں اہلِ یمن آئے۔ انہوں نے قرآن سُنا تو رونے لگے۔ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا کہ اسی طرح ہم بھی قرآن سُن کر رویا کرتے تھے۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے منہ پر آنسوؤں کے دو کالے خط تھے۔ آپؓ قرآن مجید کی کوئی آیت سُنتے تو بے ہوش ہو کر گر پڑتے۔ ایک روز سورۃ تکویر پڑھ رہے تھے، جب اس آیت پر پہنچے **وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ** تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ایک روز ایک مکان کے پاس گزر رہے تھے، اندر کوئی سورۃ طور پڑھ رہا تھا، جب اس نے پڑھا، **اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ** تو سواری سے اُترے، دیوار کے ساتھ تکیہ لگا کر تھوڑی دیر ٹھہرے اور پھر اپنے گھر آ کر مہینہ بھر بیمار رہے۔

✦ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے خطبہ میں **اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ** پڑھ رہے تھے، جب **عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ** پر پہنچے تو مارے خشیت کے رُک گئے۔ انہی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھا، **اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ** بے شک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا۔ کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا۔ تو ان کا سانس شدت خوف سے ایسا چڑھا کہ بیس دِن تک ان کی عیادت کی گئی۔

✦ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھائی اور سورۃ یوسف میں جب **وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ** "اور غم سے روتے روتے ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں اور وہ غم سے جی ہی جی میں گھٹا کرتے تھے" پر پہنچے تو روئے اور شدتِ خوف سے رُک گئے۔

✦ حضرت عبد اللہ بن شداد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی درد بھری رونے کی آواز نمازِ فجر کے آخری صف میں سُنی۔ آپ سورۃ یوسف میں **اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ** "میں تو رنج وغم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں" پڑھ رہے تھے۔

✦ حضرت ہشام بن حسن فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گلہ آیت پڑھتے پڑھتے گھٹ جاتا، روتے اور گر پڑتے۔

✦ حضرت عبد اللہ ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ **وَجَآءَتْ**

سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ ''اور موت کی سختی قریب آپہنچی، یہ (موت) وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا ہے۔'' بڑی ترتیل سے پڑھتے اور اس دوران میں روتے روتے ہچکیاں آنے لگتیں۔

حضرت ابو دجاء فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک پر آنسو کے بہنے کی جگہ گویا کہ تسمہ ہے۔

✦ ایک نوجوان صحابی قرآن پڑھ رہے تھے، جب اس پر پہنچے، فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۗءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۝ تو بدن کے بال کھڑے ہو گئے۔ روتے روتے دم گھٹنے لگا، جس دِن آسمان پھٹ جاویں گے میرا کیا حال ہو گا، ہائے میری بربادی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارے اس رونے کی وجہ سے فرشتے بھی رونے لگے۔

✦ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ویل للمطففین میں جب يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ پر پہنچے تو روئے اور یہاں تک روئے کہ گر پڑے۔

✦ حضرت ثابت بن قیس بن شماس کی صاحبزادی کہتی ہے، جب یہ آیتیں نازل ہوئیں، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ ''بے شک اللہ کسی تکبر کرنے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔'' تو ثابت بن قیس نے اپنا دروازہ بند کر دیا اور رونا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا تو کہا کہ میں ایک آدمی ہوں، زینت و جمال کو پسند کرتا ہوں۔ قوم میں سردار ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم ان لوگوں میں سے نہیں اور دُعائیں دیں۔

✦ سمنون بن مہران کہتے ہیں، جب یہ آیت اُتری وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری اور اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر نکل گیا، تین دِن تک پتہ نہ چلا۔

✦ حضرت زرارہ بن ابی اوفیٰ رَو میں لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے، کسی رکعت میں یہ آیت پڑھی، فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝ فَذٰلِكَ يَوْمَىِٕذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝ اور بے ہوش ہو کر گر پڑے اور محراب ہی میں وفات پائے۔

✦ حضرت مالک بن دینار جب آیت اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴿۵﴾ پڑھتے تو زار زار روتے اور کہتے کہ منہ سے تو ہم کہتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔

✦ حضرت فضیل اکثر روتے ہوئے بار بار یہ آیت پڑھتے، وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ﴿۴۷﴾ "اور اللہ کی طرف سے ان کے لیے وہ کچھ ظاہر ہوا جس کے بارے میں وہ گمان بھی نہ کرتے تھے"۔ وہ اعمال جن کو وہ نیکیاں سمجھتے تھے، درحقیقت گناہ ہوں گے۔

✦ حضرت خلید رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے، كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ کو بار بار پڑھنے لگے۔ گھر کے کونے سے آواز آئی، کتنی مرتبہ اس کو پڑھو گے؟ تمہارے اس بار بار پڑھنے سے چار جن مر چکے ہیں۔

✦ حضرت حبیب ابن ابی حبیب جب اس آیت کو پڑھتے، اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ﴿۴۴﴾ تو روتے اور کہتے کہ سبحان اللہ عنایت بھی کیا اور تعریف بھی کی یعنی خود ہی خداوند کریم نے صبر عطا کیا اور آپ ہی تعریف فرماتا ہے۔

✦ قرآن کریم کی آیت هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴿۲۹﴾ سُن کر عبدالواحد بن زید اتنا روئے کہ غش آ گیا۔

✦ مسعود ابن محزمہ رضی اللہ عنہ شدتِ خوف کے باعث کلام مجید نہیں سن سکتے تھے۔ جب کوئی ایک حرف یا آیت پڑھتا تو چیخ مارتے اور کئی دِن ہوش میں نہ آتے۔ ایک روز قبیلہ خثعم کے ایک شخص نے ان کے پاس یہ آیت پڑھی، يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا﴿۸۶﴾ تو کہا میں تو مجرمین میں ہوں، متقی نہیں ہوں۔ پھر پڑھنے کو کہا، دوبارہ سُن کر ایک نعرہ مارا اور سفر آخرت کر گئے۔

✦ یحییٰ رونے والے کے سامنے کسی نے یہ آیت پڑھی، وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ تو ایک چیخ ماری اور چار ماہ بیمار رہے۔

✦ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کو یہ آیت پڑھتے سُنا، هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ﴿۳۵﴾ وَلَا

يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ﴿۳۶﴾ تو آپ کو غش آ گیا۔

✦ علی بن فضیل نے کسی قاری کو پڑھتے سُنا، يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴿۶﴾ؕ تو غش کھا کر گر پڑے۔

✦ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے رمضان کی شب میں امام کے پیچھے نماز پڑھتے یہ آیت سُنی، وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ تو ایسی چیخ ماری کہ گمان ہوا کہ شاید روح نکل گئی۔ رنگ زرد پڑ گیا اور تھرانے لگے۔

✦ ایک صوفی نے کسی قاری سے سُنا، يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ﴿۲۷﴾ۗ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً﴿۲۸﴾ۚ کہا، دوبارہ پڑھو۔ اور کہا نفس کو کب تک کہے جاؤں گے کہ رجوع کرو۔ اور یہ رجوع نہیں کرتا پھر ایسی چیخ ماری کہ جان نکل گئی۔

✦ بکر بن معاذ نے کسی کو پڑھتے سُنا، وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ پھر چیخ مار کر کہا، رحم کر اس پر جن کو تو نے ڈرایا اور ڈرانے کے بعد بھی وہ تیری طاعت پر متوجہ نہ ہوا اور بے ہوش ہو گئے۔

✦ محمد بن صبیح فرماتے ہیں، ایک شخص فرات میں غسل کر رہا تھا، کنارے پر ایک شخص یہ آیت پڑھتے ہوئے نکلا، وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ﴿۵۹﴾ نہانے والا تڑپ کر مر گیا۔

﴿باب۔٦﴾

واقعاتِ خوفِ خدا اور احوالِ موت

ایسے واقعات کہ اللہ تعالیٰ کے خوف و کبریائی کی بنا پر رونے لگے یا بے ہوش ہوگئے۔ اصحابِ رسول ﷺ اور اولیاء کے واقعات جب وہ بسترِ مرگ پر پڑے قریب الموت تھے۔

خوفِ خدا

✦ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پانی اور شہد لایا گیا۔ جب آپؓ نے ہاتھ میں لیا تو روئے اور بڑی بلند آواز سے روئے۔ اور فرمایا، میں ڈرا کہ اس کے پینے سے ایسا نہ ہو کہ میں نے امرِ رسول سے مخالفت کی۔

✦ شام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا لایا گیا جو اس سے پہلے نہ دیکھا تھا۔ یہ ہمارے لیے ہے اور ان فقرائے مسلمین کے لیے کیا تھا جو وفات پاگئے۔ جو جَو کی روٹی سے بھی پیٹ نہ بھر سکے۔ حضرت عمرو بن ولید نے کہا، ان کے لیے جنت ہے۔ یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا اُٹھیں اور فرمایا، ہمارا حصہ اس متاعِ دنیا سے اور وہ جنت لے گئے۔ بے شک ہمارے اور ان کے درمیان بڑا فاصلہ ہوا۔

✦ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا لایا گیا۔ آپ روزے سے تھے، فرمایا: مصعب بن عمیر شہید کیے گئے کہ کفن بھی پورا نہ تھا۔ حضرت حمزہ مجھ سے کہیں بھلے تھے، شہید کیے گئے۔ اس کے بعد ہماری دنیا میں وسعت دی گئی۔ خطرہ ہے کہ یہ ہماری نیکیوں کے جزا کا دنیا میں بدلہ نہ ہو، پھر رونا شروع کیا یہاں تک کہ وہ کھانا چھوڑ دیا۔

✦ حضرت نوفل بن ایاس ہزلی فرماتے ہیں، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہمیں

اپنے گھر لے گیا۔ ہمارے پاس روٹی اور گوشت کا ایک بڑا پیالہ لے آیا اور رونے لگا کہ حضور ﷺ اور آپ کے گھر والوں نے جَو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھرا۔

✦ حضرت خباب بن اللارت رضی اللہ عنہ ان اولین اسلام لانے والوں میں تھے جنہوں نے بے انتہا مصیبتیں جھیلیں۔ جب اسلام کو ترقی ہوئی اور فتوحات کا دروازہ کھلا تو اس پر رویا کرتے تھے کہ خدانخواستہ ہماری تکالیف کا بدلہ کہیں دنیا ہی میں تو نہیں مل رہا۔

✦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ملک شام گئے تو حضرت ابو عبیدہ سالار لشکر کے خیمے میں اُترے۔ انہوں نے ضیافت میں روٹی کے سوکھے ٹکڑے اور پانی رکھ دیا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا، اے ابو عبیدہ! اب تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر فتوحات سے وسعت کر دی۔ پھر ملک شام میں اتنی تنگی کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا، یہ تو محض زاد ہے آخرت میں پہنچنے کے لیے، زیادہ لے کر کیا کریں گے۔

✦ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اس بات پر رو رہے تھے کہ حضور ﷺ نے مجھے تین خادم اور تین گھوڑے رکھنے کی ہدایت کی تھی۔ آج میرا گھر غلاموں اور اصلی گھوڑوں، اونٹوں سے بھرا ہوا ہے۔

✦ ایک حبشی نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں گناہ کیا کرتا تھا۔ فرمایئے کہ میری توبہ قبول ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک توبہ قبول ہو گی۔ وہ چلا گیا، پھر لوٹ کر عرض کیا، جب میں خطا کیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ دیکھتا تھا یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھتا تھا۔ یہ سنتے ہی ایک ایسا نعرہ مارا کہ اس کے ساتھ روح پرواز کر گئی۔

✦ موسیٰ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سفیان ثوری کے پاس بیٹھ کر ان کے خوف کو دیکھتے تو لگتا کہ آگ ہماری چاروں طرف محیط ہے۔

✦ کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، اللہ کی قسم کہ اگر میں اللہ کے خوف سے روؤں اور

آنسو میرے رخسار پر بہنے لگے، یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کروں۔

✦ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، تم دیکھتے ہو کہ اولیاء اللہ کے رنگ اللہ کے خوف سے زرد ہیں۔ اس کے جلال کی وجہ سے آنکھیں آنسو بہارہی ہیں۔

✦ حضرت ذوالنون مصری وعظ فرمارہے تھے اور لوگ رو رہے تھے۔ ان میں ایک نوجوان ہنس رہا تھا۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ لوگ آگ کے ڈر سے عبادت کرتے ہیں یا جنت اور اس کے انعامات کے واسطے لیکن میں اپنی محبت کا کوئی بدل تلاش نہیں کرتا۔

✦ یحییٰ بن معاذ کی مجلس وعظ میں ایک شخص چیخنے لگا اور کپڑے پھاڑ دیئے۔ یحییٰ بن معاذ نے فرمایا، یہ اہل معرفت کے کلام کا اثر ہے۔ جب وحدانیت کے چشمے سے یہ پانی نکلتا ہے تو شوق ومحبت کی آگ سے جلے ہوئے دِل کو کھٹکھٹاتا ہے۔

✦ خنیس بن عبد اللہ کہتے ہیں، تعجب ہے ایک شخص رات کو قیام اور دِن کو روزہ رکھ کر حرام کاموں سے بچتا ہے، پھر بھی روتا ہے اور دوسرا رات کو سوتا اور دِن کھیل کود میں گزار کر حرام اور ممنوع کاموں کا ارتکاب کرتا ہے اور ہنستا پھرتا ہے۔

✦ جب بھی تیز ہوا چلتی تو عطا سلمی رحمۃ اللہ علیہ رو پڑتے اور کہتے، مخلوق پر یہ میری وجہ سے آئی۔ اپنے نفس پر نوحہ پڑھتے کہ شاید تم ہی ہو جس کو سب سے پہلے جہنم میں ڈالا جائے گا۔

✦ حضرت سری بن مفلس سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا، کون سی چیز اللہ کے زیادہ قریب کرتی ہے؟ تو رو پڑے اور فرمایا، مجھ جیسے انسان سے اس چیز کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تیرے دِل میں خود جھانکے اور تیرے دِل میں سوائے اس کے کوئی خیال اور کوئی چاہت نہ ہو۔

✦ ایک عابد رورہے تھے۔ کسی نے وجہ پوچھی۔ فرمایا، اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کے واسطے جو ندا ہو گی اس کا خوف ہے۔

واقعات احوالِ قریب الموت

حضور ﷺ نے فرمایا، میت سے تین باتوں کی توقع بہتری کی جانو، ایک یہ کہ اس کی پیشانی پر عرق ہو۔ دوم آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوں۔ سوم لب خشک ہوں۔ یہ علامتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ہیں۔

✦ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ہم عمرہ یا حج سے واپس ہوئے۔ ذوالحلیفہ میں لوگوں نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو بیوی کی وفات کی اطلاع دی۔ حضرت اسید نے منہ پر چادر ڈال کر رونا شروع کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، حضور ﷺ کے صحابی ہو کر ایک عورت کی وجہ سے روتے ہو۔ تو انہوں نے کہا، حق تو یہ ہے کہ میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بعد کسی پر نہ روؤں کہ ان کی وفات پر اللہ تعالیٰ کا عرش ہل گیا تھا۔

✦ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے غلاموں، اقربا اور پڑوسیوں کو اپنی وفات کے وقت بلا کر فرمایا کہ اگر کسی کا کوئی بدلہ ہے تو مجھ سے لے لیں۔ انہوں نے معاف کیا تو فرمایا کہ میری وصیت کی حفاظت کرنا، وہ یہ کہ کوئی مجھ پر نہ روئے بلکہ اچھی طرح وضو کر کے نماز پڑھیں اور میرے لیے دُعائے مغفرت کریں۔

✦ حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میرے باپ کا سر میری گود میں تھا اور وہ جانکنی میں تھے تو میری دونوں آنکھیں ڈبڈبا اُٹھیں۔ انہوں نے فرمایا، اے میرے بیٹے! تمہیں کس چیز نے رُلایا؟ میں نے کہا، آپ کے مرتبے کی وجہ سے اور جو کچھ تکلیف آپ پر دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا، تم میرے اوپر روؤ نہیں۔ اللہ پاک مجھے کبھی بھی سزا نہ دے گا اور میں اہل جنت سے ہوں۔

✦ ابن شماسہ مہری فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت داخل ہوئے جب وہ مقدمات موت میں مبتلا تھے۔ انہوں نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیرا اور

بہت دیر تک روئے۔ بیٹے نے کہا، آپ کو کس چیز نے رُلایا؟ کیا حضور ﷺ نے آپ کو یہ یہ بشارتیں نہیں دیں؟

✦ حضرت سلیم بن بشیر فرماتے ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے مرض میں روئے اور فرمایا، سفر دُور کا ہے اور توشہ ساتھ میں کم ہے۔

✦ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اپنے انتقال کے وقت گھبراہٹ اور بے چینی میں رو رہے تھے۔ فرمایا، مجھے خبر نہیں کہ اللہ کی ناراضی پر جارہا ہوں یا خوشنودی پر۔

✦ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات قریب ہوئی تو بیٹھ کر اللہ کی تسبیح کی اور روئے اور کہا کہ بڑھاپے اور شکستگی میں ذکر کرتا ہے۔ اس کا وقت نوجوانی کا وقت تھا یہ کہہ کر بہت زیادہ روئے تا آنکہ آواز رونے کی بلند ہوگئی۔

✦ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان کی وفات پر اشعار پڑھے جن کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔ اے آنکھ نہ رُکنے والے آنسو، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات پر بہا۔ ایسے شخص پر آنسو بہا جنہوں نے اپنے خالق کی رضامندی میں ساری رات گزار دی۔ دِل ایسے رنج کا وارث ہو گیا کہ مرتے دم تک جس کے لیے ختم ہونا نہیں اور اس دِل کی رونے والی رگیں مندمل نہ ہوں گی۔

✦ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت عتبہ کی وفات پر تشریف لائے اور رونے لگے۔ پوچھا گیا، آپ روتے ہیں؟ تو فرمایا، یہ میرے نسبی بھائی حضور ﷺ کا صحابی اور میرے ساتھی تھے۔

✦ حضرت ابو احمد بن جحش رضی اللہ عنہ اپنی بہن حضرت زینب بنت جحش کے جنازے کی چارپائی اُٹھائے ہوئے رو رہے تھے اور یہ نابینا تھے اور فرمارہے تھے، ہم نے اس کی بدولت ہر بھلائی پائی۔

✦ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے جب خون جاری ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سر اپنی گود میں رکھا اور سعد کے لیے دُعائیں کرنے لگا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ماں رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں، ویل اُمِّكَ سعدا جزامۃ وجرا۔(ترجمہ) ایسے سعد کی ماں کے لیے خرابی ہو گی جو محتاط اور عبادت میں بہت کوشاں تھے۔ کسی نے کہا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہہ رہی ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو۔

✦ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا وقتِ مرگ قریب آیا تو رونے لگے اور نہایت خائف تھے۔ فرمایا، میں گناہوں کے واسطے نہیں روتا، اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ خاتمہ توحید پر ہو گا تو مجھے کوئی پرواہ نہیں، گو میرے ساتھ پہاڑوں کے برابر گناہ جاویں۔

✦ حضرت سہل کا قول، مرید کو گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہوتا ہے اور عارف کفر میں مبتلا ہونے سے ڈرتا ہے۔

✦ ابن المنکدر مشہور محدث و تابعی انتقال کے وقت رونے لگے۔ فرمایا، اس پر روتا ہوں کہ کوئی بات ایسی ہو گئی ہو جس کو میں نے سرسری سمجھا اور اللہ کے نزدیک سخت ہو۔

✦ احمد بن خضرویہ سے انتقال کے وقت کسی نے بات پوچھی تو آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ فرمایا، پچانویں برس سے ایک دروازہ کھٹکھٹا رہا ہوں۔ کھلنے کا وقت ہے، پتہ نہیں سعادت کے ساتھ کھلتا ہے یا بدبختی کے ساتھ۔ مجھے بات کی فرصت کہاں۔

✦ عامر بن قیس موت کے قریب روئے اور فرمایا، نہ موت سے گھبراتا ہوں نہ دنیا پر حریص ہوں مگر دوپہر کی پیاس اور جاڑوں کی رات کا جاگنا چھوٹ جائے گا۔

✦ فضیل بن عیاض نے موت کے وقت فرمایا، افسوس اتنا بڑا سفر اور اتنا تھوڑا توشہ، اس پر روتا ہوں۔

✦ حضرت عبداللہ بن مبارک نے موت کے قریب اپنے غلام نصر سے کہا، میرا سر مٹی

میں رکھ دے۔ وہ رونے لگے۔ کہا، کیوں روتے ہو؟ فرمایا، کہ آپ کی آسائش اور عیش یاد آتی ہے اور آپ فقیر و محتاج ہو کر مرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا، میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تھی کہ زندگانی میری تونگروں کی سی ہو اور موت فقیروں کی سی عنایت فرما۔

✦ بعض اکابر کے بارے میں مشہور ہے کہ موت کے وقت رونے لگے۔ لوگوں نے موجب پوچھا تو فرمایا کہ کلام مجید کی آیت اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۝ رُلاتی ہے۔

✦ جعفر بن نصیر رحمۃ اللہ علیہ نے بکران دینوری سے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی موت کا حال پوچھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو اُس کے حکم پر وضو کرادیا اور داڑھی کا خلال بھول گیا۔ آپ کی زبان بند تھی۔ میرا ہاتھ پکڑ کر داڑھی میں دے دیا پھر وفات پائی۔ جعفر یہ سُن کر روئے کہ ایسے وقت میں بھی ایک مستحب ان سے چھوٹنے نہ پایا۔

✦ مہران عمر بن عبد العزیز کے ساتھ قبرستان میں گیا۔ قبروں کو دیکھ کر عمر روئے۔ فرمایا، یہ میرے باپ داداؤں یعنی بنی امیہ کی قبریں ہیں جو بچھڑے پڑے ہیں۔ ان پر مصیبتیں ٹوٹ پڑیں، بدنوں میں کیڑوں نے گھر بنالیے۔ پھر روئے، میں نہیں جانتا کہ ان پر انعام ہوا ہو اور عذابِ خدا سے محفوظ رہا ہو۔

✦ عبد اللہ بن محمد کہتے ہیں، میں نے ایک عابدہ عورت کو دیکھا جو رو رو کر کہہ رہی تھی اور آنسو چہرے پر بہار ہی تھی کہ میں اللہ تعالیٰ کے شوق میں اور اس کی ملاقات کے اشتیاق میں زندگی سے تنگ آگئی ہوں۔ یہاں تک کہ اگر موت بکتی تو میں خرید لیتی۔ کسی نے کہا، تجھے اپنے عمل پر اطمینان ہے؟ فرمائی نہیں، لیکن محبت اور حسن ظن ہے۔ کیا باوجود محبت کے وہ مجھے عذاب دے گا۔

✦ حضرت خواص رحمۃ اللہ علیہ اپنی چھاتی پر ہاتھ مارتے اور کہتے، ہائے شوق اس کا جو مجھ کو دیکھتا ہے اور میں اس کو نہیں دیکھتا۔

✦ ایک صاحبِ معرفت کا آخری وقت آیا تو بیوی نے رونا شروع کیا۔ انہوں نے کہا، کیوں رو رہی ہو؟ چالیس سال سے اس دِن کے لیے روتا رہا اور انتظار کرتا رہا۔ یہ میرے لیے وصلِ الفت اور راحت کا دِن ہے۔

✦ جب شیخ منصور کے نزع کا وقت آیا تو ہم ان کے اردگرد بیٹھ کر رونے لگے۔ جب بے ہوشی سے آفاقہ ہوا تو فرمایا، محبت کرنے والے کی موت تو ایسی زندگی ہے جو ختم نہیں ہوتی۔

✦ ایک صاحب حال بزرگ اپنے آپ کو چھپاتے۔ دولتمندوں سے سینکڑوں ہزاروں رقمیں لے کر فقرا و مساکین پر دِل کھول کر صرف کرتے۔ بیمار ہو گئے، مرض الموت کے آثار نمودار ہو گئے۔ عقیدت مندوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ قرض خواہ بھی پہنچ گئے اور رقم واپسی کا تقاضا کیا۔ ادھر شیخ کے پاس دینے کو کچھ نہیں۔ باہر گلی میں حلوہ فروش لڑکے نے آواز لگائی، گرم گرم حلوہ۔ شیخ نے خادم سے کہا، سارا حلوہ خرید کر سب کو کھلاؤ۔ نصف دینار میں سودا ہوا۔ تھال خالی ہو کر بچے نے اُٹھایا اور رقم کا مطالبہ کیا۔ شیخ نے کہا، کیا دام ہے؟ کہا نصف دینار کہاں سے دوں۔ یہ بیٹھے ہیں، تم بھی بیٹھ جاؤ اور اپنا منہ کمبل میں چھپالیا۔ یہ سُن کر بچہ رونے چلانے لگا۔ میرا مالک مار مار کر میری چمڑی ادھیڑ دے گا۔ سب نے شیخ کو کوسنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر گزری، ایک شخص بڑا سا خوان سر پر دھرے آیا۔ سلام دُعا کے بعد عرض کیا، حضور یہ نذرانہ قبول فرمائیں۔ شیخ کے اشارے پر خادم نے سرپوش اُٹھایا۔ چار سو دینار ایک طرف اور نصف دینار دوسری طرف پڑا تھا۔ حاضرینِ مجلس یہ کرامت دیکھ کر روتے ہوئے شیخ کے قدموں میں گر پڑے۔ شیخ نے فرمایا، میں نے دُعا کی اللہ تعالیٰ کی سخاوت کا دریا اس بچے کے رونے تڑپنے اور اضطراب کے سبب جوش میں آیا۔ یہ مشکل اس بچے کی گریہ وزاری سے آسان ہوئی۔ طفل حلوہ فروش کی مثال تیری چشم گریاں ہیں۔

✦ حضرت داؤد طائی نے ایک عورت کو اپنے بیٹے کی قبر پر روتے دیکھا۔ کہہ رہی تھی، بیٹا نہ معلوم تیرے کون سے گال کو پہلے کیڑے نے کھایا ہو گا؟ یہ سُن کر آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

✦ حضرت ابراہیم نخعی کو جب موت قریب ہوئی تو روئے۔ فرمایا، اس لیے رویا کہ اللہ تعالیٰ کے ایلچی کا منتظر ہوں کہ بشارت جنت کی دیتا ہے یا دوزخ کی۔

✦ مالک بن دینار اپنے بھائی کے جنازے کے ساتھ نکلے اور رو کر کہتے تھے، بخدا میری آنکھ ٹھنڈی نہ ہو گی جب تک یہ جانوں گا نہیں کہ تیرا مآل کہاں ہوا۔

✦ ثابت بنانی کہتے ہیں، ہم جنازوں میں شریک ہوتے تھے تو بجز منہ ڈھانپ ڈھانپ کر رونے والوں کے اور کسی کو نہیں دیکھتے تھے۔ اب معاملہ برعکس ہے۔

✦ ابراہیم زیتون فروش نے لوگوں کو میت کا مرثیہ پڑھتے دیکھا تو فرمایا، اپنے احوال پر روؤ۔ وہ تو تین گھاٹیاں پار کر چکا۔ ملک الموت کو دیکھا، موت کی تلخی چکھ لی، خاتمے کا خوف جاتا رہا اور تمہارے لیے باقی ہیں۔

✦ حضرت ابو سفیانؓ بن الحارث حضور ﷺ کے چچازاد بھائی کا جب انتقال ہونے لگا تو گھر والوں نے رونا شروع کیا تو فرمانے لگے: ایسے شخص کو مت رو جس نے اسلام لانے کے بعد سے نہ زبان سے کبھی کوئی خطا کا لفظ نکالا نہ بدن سے کبھی کوئی خطا کی حرکت کی (یعنی ایسے شخص کی موت تو اُس کے لیے مسرت ہی مسرت ہے۔) صنا بحیؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عبادہؓ کا وصال ہونے لگا تو میں پاس تھا۔ مجھے رونا آ گیا۔ فرمانے لگے تو کیوں روتا ہے؟ اللہ کی قسم! اگر قیامت میں تجھ سے گواہی طلب کی گئی تو میں تیرے لیے بہتر گواہی دوں گا اور مجھے سفارش کی اجازت ملی تو تیرے لیے سفارش کروں گا اور جہاں تک مجھے قدرت ہو گی تجھے نفع پہنچاؤں گا۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں نے جتنی حدیثیں حضور ﷺ سے سنی تھیں اور تمہارے نفع کی

تھیں وہ سب تمہیں پہنچا چکا ہوں۔ ایک حدیث کے علاوہ جو اس وقت سناتا ہوں جبکہ میں اس جہان سے جارہا ہوں۔ میں نے حضور ﷺ سے سنا جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللهِ کی گواہی دے اس پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کا جب انتقال ہونے لگا تو اُن کی صاحبزادی رونے لگیں۔ فرمایا: بیٹی! رو نہیں۔ بیٹی نے کہا: اگر آپ کے انتقال پر بھی رونا نہ آئے تو کس کے انتقال پر آئے گا؟ فرمایا کہ اس وقت مجھے اپنی جان کے نکلنے سے زیادہ محبوب کسی کی جان نکلنا بھی نہیں ہے حتیٰ کہ اس مکھی کی جان نکلنا بھی اپنی جان نکلنے سے زیادہ محبوب نہیں (تو جب موت مجھے اِتنی محبوب ہو رہی ہے اس پر تُو روتی ہے)۔ اس کے بعد حمران سے کہا: البتہ اس کا ڈر ضرور ہے کہ کہیں مرتے وقت اسلام نہ میرے ہاتھ سے چھوٹ جائے۔

✦ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا جب انتقال ہونے لگا تو فرمایا کہ میرا اُونی جُبّہ لاؤ۔ وہ لایا گیا جو بہت پرانا بوسیدہ تھا۔ فرمایا: مجھے اس میں کفن دینا۔ بدر کی لڑائی میں یہی جُبّہ میرے اُوپر تھا۔

✦ حضرت عبد اللہ بن عامر بن کریزؒ کا جب انتقال ہونے لگا۔ نزع کی حالت تھی۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ ان کے پاس گئے ہوئے تھے۔ اپنے آدمیوں سے کہا کہ دیکھو! میرے یہ دونوں بھائی روزہ سے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے کھانے میں میری موت کی وجہ سے دیر لگے اور روزہ افطار کرنے میں تاخیر ہو جائے۔ عبد اللہ بن زبیرؓ فرمانے لگے: اگر تجھے اکرام اور سخاوت سے کوئی چیز روک سکتی تھی تو نزع کی تکلیف روک سکتی تھی مگر یہ بھی تیرے لیے مانع نہ ہوئی۔ اس حال میں اُن کا انتقال ہوا کہ مہمانوں کے سامنے کھانا رکھا تھا۔ عمرو بن اوسؓ کہتے ہیں کہ جب عتبہ بن ابی سفیانؓ کا انتقال ہو رہا تھا۔ میں ان کے پاس گیا۔ وہ نزع کی حالت میں تھے۔ فرمانے لگے کہ میں تمہیں چلتے چلتے ایک حدیث سناتا ہوں جو میری بہن اُم حبیبہؓ نے سنائی تھی۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے واسطے (یعنی اخلاص سے) بارہ رکعت چاشت کی نماز روزانہ پڑھتا رہے، حق تعالیٰ شانہٗ اُس کے لیے

جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔(یہ حضور ﷺ کی احادیث اور دین کی اشاعت کا جذبہ تھا کہ موت بھی مانع نہ ہوئی)۔

✦ محمد بن منکدرؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو وہ رونے لگے۔کسی نے پوچھا کہ رونے کی کیا بات ہے۔ فرمایا کہ میں اس پر نہیں روتا کہ مجھ سے کبھی کوئی گناہ ہوا ہو۔ میرے علم کے موافق تو میں نے عمر بھر کوئی گناہ کیا ہی نہیں البتہ اس پر رو رہا ہوں کہ کوئی بات مجھ سے ایسی سرزد ہو گئی ہو جس کو میں اپنے خیال میں سرسری سمجھا ہوں اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہو۔ اس کے بعد قرآن پاک کی آیت وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿٤٧﴾ (زمر:۴۷) پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی بات ظاہر ہوئی جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا۔ یہ پڑھ کر فرمایا کہ مجھے بس اس کا ڈر ہے کہ کوئی بات ایسی نہ ہو جائے جس کا گمان بھی نہ ہو۔ عامر بن عبدِ قیسؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو وہ رونے لگے۔کسی نے کہا کہ آپ نے تو ایسے ایسے مجاہدے کیے ہیں۔ آپ بھی روتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ میں نہ تو موت کے خوف سے رو رہا ہوں نہ دنیا کے لالچ سے مجھے اس کا رنج ہے کہ آج گرمیوں کے دوپہر کا روزہ اور سردیوں کی آخر رات کا تہجد چھوٹ رہا ہے۔

✦ حضرت حسنؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو کچھ لوگ ان کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ کوئی آخری نصیحت فرما دیجیے۔ ارشاد فرمایا کہ تین باتیں تم سے کہتا ہوں۔ ان کو سن کر میرے پاس سے چلے جانا اور میں جہاں جا رہا ہوں مجھے تنہائی میں وہاں جانے دیجیو۔ اس کے بعد فرمایا: (۱) جس کام کا دوسرے کو حکم کرو پہلے خود اُس پر عمل شروع کر دو۔ (۲) جس بات سے دوسرے کو منع کرو پہلے خود اُس سے رُک جاؤ۔ (۳) تمہارا ہر قدم یا تمہارے لیے نافع ہے (کہ جنت کی طرف پڑتا ہے) یا مضر ہے (کہ جہنم کی طرف چلتا ہے) اس لیے ہر قدم کو اُٹھاتے وقت یہ سوچ لو کہ کدھر جا رہا ہے۔ حضرت ربیعؒ کا جب انتقال ہو رہا تھا تو

اُن کی بیٹی رونے لگیں۔ فرمایا: بیٹی! رونے کی بات نہیں ہے۔ یوں کہو کہ آج کا دن کس قدر خوشی کا ہے کہ میرے باپ کو آج بہت کچھ ملا۔ حضرت مکحول شامیؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو وہ ہنس رہے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ یہ ہنسی کا وقت ہے؟ فرمانے لگے: کیوں نہ ہنسوں جبکہ وہ وقت آگیا کہ جن سے میں گھبراتا تھا۔ ان سے ہمیشہ کو جدا ہوتا ہوں اور جس ذات سے اُمیدیں وابستہ تھیں اُس کے پاس جلدی جلدی جارہا ہوں۔

✦ حضرت حسان بن سنانؒ کی جب نزع کی حالت تھی تو کسی نے کہا کہ آپ کو بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ فرمانے لگے: تکلیف تو ضرور ہے مگر مومن کی تکلیف کا ایسے وقت کیا ذکر ہے جب اُس کو حق تعالیٰ شانہ ' سے ملنے کی اُمید ہو رہی ہو اور اس پر اس کی خوشی غالب ہو رہی ہو۔

✦ جب ابن ادریسؒ کا انتقال کا وقت آیا تو ان کی بیٹی رونے لگیں۔ فرمایا: رونے کی بات نہیں ہے۔ میں نے اس گھر میں چار ہزار قرآن پاک ختم کیے ہیں۔ حسن بن حیؒ کہتے ہیں کہ میرے بھائی علیؒ کا جس رات میں انتقال ہوا اُنہوں نے مجھے آواز دے کر پانی مانگا۔ میری نماز کی نیت بندھ رہی تھی۔ میں سلام پھیر کر پانی لے کر گیا۔ وہ فرمانے لگے کہ میں تو پی چکا۔ میں نے کہا: آپ نے کہاں سے پی لیا۔ گھر میں تو میرے اور آپ کے سوا اور کوئی ہے نہیں؟ کہنے لگے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ابھی پانی لائے تھے۔ وہ مجھے پانی پلا گئے اور یہ فرما گئے کہ تُو اور تیرا بھائی ان لوگوں میں ہیں جن پر حق تعالیٰ شانہ ' نے انعام فرما رکھا ہے۔

✦ حضرت آدم بن ابی ایاسؒ کا جب آخری وقت تھا تو وہ چادر میں لپٹے پڑے تھے اور قرآن پاک پڑھ رہے تھے۔ جب قرآن پاک ختم کیا تو کہنے لگے کہ مجھے جو آپ سے محبت ہے اُس کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ میرے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ آج ہی کے دن کے لیے آپ سے اُمیدیں وابستہ تھیں۔ اُس کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور روح پرواز کر گئی۔

✦ جب مسلمہؒ بن عبدالملک کا انتقال ہونے لگا تو وہ رونے لگے۔ کسی نے رونے کا سبب

پوچھا تو کہنے لگے کہ میں موت کے ڈر سے نہیں رو رہا ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کامل وثوق ہے۔ میں اس پر رو رہا ہوں کہ میں تیس مرتبہ جہاد میں شریک ہوا مگر شہادت نصیب نہ ہوئی اور آج عورتوں کی طرح بستر پر جان دے رہا ہوں۔ ایاس بن قتادہ عبشمیؒ نے ایک دن آئینہ دیکھا تو سر پر سفید بال نظر آئے۔ کہنے لگے کہ سفید بال آجانے کے بعد پھر آخرت کے سوا کوئی مشغلہ نہ رہنا چاہیئے کہ اب دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آگیا۔ اس کے بعد بہت زیادہ مجاہدے شروع کر دیئے۔ ایک مرتبہ جمعہ کے دن نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر آرہے تھے۔ آسمان کی طرف دیکھ کر کہنے لگے: تیرا آنا مبارک ہے۔ میں تو تیرا بہت ہی سخت انتظار کر رہا تھا۔ اس کے بعد اپنے ساتھ والوں سے کہنے لگے: جب میں مر جاؤں تو ملحوب (کسی جگہ کا نام ہے) میں لے جا کر دفن کر دینا۔ اس کے بعد روح نکل گئی اور گر گئے۔

✦ روایت ہے کہ اصحابِ رسول اللہ ﷺ میں سے ایک صحابی کا نام ابو عبد اللہؓ ہے، بیمار تھے۔ لوگ ان کی عیادت کو گئے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ عیادت کرنے والے اصحاب نے ان سے کہا: تم کیوں روتے ہو؟ تم کو تو نبی کریم ﷺ نے بشارت دی ہے اور قیامت میں اپنی ملاقات کی اُمید دِلائی ہے۔ اُنہوں نے کہا: بیشک یہ تو صحیح ہے لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دائیں مٹھی میں ایک مخلوق کو اور دوسری مخلوق کو دوسری مٹھی میں لے کر فرمایا: یہ جنت کے لیے اور یہ دوزخ کے لیے اور میں کوئی پرواہ نہیں کرتا یعنی دائیں مٹھی کی مخلوق جنت کے لیے اور بائیں مٹھی کی مخلوق دوزخ کے لیے۔ ابو عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ مجھے معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کے وقت میں کون سی مٹھی اور کون سے گروہ میں تھا۔ (احمد)

✦ حضرت کتانیؒ سے کسی نے انتقال کے وقت پوچھا کہ آپ کے معمولات کیا ہیں؟ فرمانے لگے کہ اگر میرے انتقال کا وقت قریب نہ ہوتا تو نہ بتاتا۔ میں چالیس برس سے اپنے دِل

کے دروازہ کی حفاظت کر رہا ہوں۔ جب اس میں غیر اللہ گھسنے کا ارادہ کرتا ہے تو میں دروازہ بند کر دیتا ہوں۔ حضرت معتمرؒ کہتے ہیں کہ حکم (ایک رئیس) کے انتقال کے وقت اُن کے پاس تھا اور دُعا کر رہا تھا کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس پر موت کی سختی کو آسان فرمادے کہ اس شخص میں فلاں فلاں خوبیاں تھیں۔ میں اس کی اچھی عادتیں گن گن کر دُعا کر رہا تھا۔ حکم کو غفلت ہو رہی تھی۔ جب ان کو اپنی غفلت سے ہوش آیا تو کہنے لگے کہ فلاں فلاں بات کون شخص کہہ رہا تھا۔ معتمرؒ فرمانے لگے: میں کہہ رہا تھا۔ حکم نے کہا کہ ملک الموت علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ہر سخی شخص کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر حکم کی روح پرواز کر گئی۔

✦ حضرت ممشاد دینوریؒ کے انتقال کے وقت ایک بزرگ ان کے پاس بیٹھے تھے۔ وہ ان کے لیے جنت کے ملنے کی دُعا کرنے لگے۔ حضرت ممشادؒ ہنسے اور فرمایا کہ تیس برس سے جنت اپنی ساری زینتوں سمیت میرے سامنے آتی رہی۔ میں نے ایک مرتبہ بھی اس کو نگاہ بھر کر نہیں دیکھا۔ میں تو جنت کے مالک کا مشتاق ہوں۔

✦ حضرت عبداللہ بن موسیٰؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن صالحؒ کا انتقال ہوا۔ میں سفر میں گیا ہوا تھا۔ جب میں سفر سے واپس آیا تو ان کے بھائی حسن بن صالحؒ کے پاس تعزیت کے لیے گیا۔ وہاں جا کر رونا آگیا۔ وہ کہنے لگے کہ رونے سے پہلے ان کے انتقال کی کیفیت سنو، کیسے لطف کی ہے۔ جب ان پر نزع کی تکلیف شروع ہوئی تو مجھ سے پانی مانگا۔ میں پانی لے کر گیا۔ کہنے لگے میں نے تو پی لیا۔ میں نے پوچھا کس نے پلایا؟ کہنے لگے حضور اقدس ﷺ فرشتوں کی بہت سی صفوں کے ساتھ تشریف لائے تھے اور مجھے پانی پلا دیا۔ مجھے خیال ہوا کہ کہیں غفلت میں نہ کہہ رہے ہوں اس لیے میں نے پوچھا کہ فرشتوں کی صفیں کس طرح تھیں۔ کہنے لگے: اُوپر نیچے اس طرح تھیں ایک ہاتھ کو دوسرے کے اُوپر کر کے بتایا۔

✦ جب ابو بکر بن عیاشؒ کا انتقال ہونے لگا تو ان کی ہمشیرہ رونے لگیں۔ کہنے لگے:

بہن! رونے کی بات نہیں۔ تیرے بھائی نے مکان کے اس کونہ میں بارہ ہزار قرآن پاک ختم کیے ہیں۔ عمرو بن عبیدؒ کہتے ہیں کہ ابو شعیبؒ صالح بن زیاد بیمار تھے۔ میں ان کی عیادت کو گیا تو ان کی نزع کی حالت تھی۔ مجھ سے کہنے لگے کہ میں تجھے خوشخبری سناؤں۔ میں اس جگہ ایک اجنبی سے آدمی کو جو اُوپری سی صورت ہے دیکھ رہا ہوں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ وہ کہنے لگے کہ میں ملک الموت ہوں۔ میں نے کہا کہ میرے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا۔ وہ کہنے لگے، مجھے یہی حکم ملا ہے کہ نرمی کروں۔

✧ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ میرے والد کا جب انتقال ہونے لگا تو میں ان کے پاس بیٹھا تھا۔ کپڑا میرے ہاتھ میں تھا تا کہ انتقال کے بعد جبڑا باندھ دوں۔ ان کو غشی ہو جاتی تھی جس سے ہمیں یہ خیال ہوتا تھا کہ انتقال ہو گیا۔ پھر افاقہ ہو جاتا تھا اور اُس وقت وہ کہتے کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں۔ جب تیسری مرتبہ یہی صورت پیش آئی تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔ کہنے لگے: بیٹا تمہیں خبر نہیں۔ شیطان ملعون میرے پاس کھڑا ہے اور رنج اور غصہ سے اپنی اُنگلی منہ میں دَبا رہا ہے اور کہتا ہے: اے احمد! تُو میرے ہاتھ سے نکل گیا۔ جب وہ کہتا ہے تو میں اُس سے کہتا ہوں کہ ابھی نہیں چھوٹا (اِتنے جان نہ نکل جائے اتنے تجھ سے اطمینان نہیں ہے)۔ (فضائل صدقات، ص ۵۰۰)

✧ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ سعد بن عبادہؓ بیمار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے ساتھ اس کی بیمار پُرسی کے لیے تشریف لے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو آپ ﷺ نے اس کو بے ہوش پایا۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا۔ کیا وہ فوت ہو گیا ہے؟ لوگوں نے کہا، نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ رو پڑے۔ جب لوگوں نے نبی ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں ہو کہ اللہ آنکھ سے آنسو

بہانے اور دِل سے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتا لیکن اس کے سبب زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: عذاب دیتا ہے یا رحم کرتا ہے۔(بخاری، مسلم)

✦ حضرت ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نوحہ کرنے والی جب موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس کو اُٹھایا جائے گا اور اس پر گندھک کی قمیض اور زنگ کا دوپٹہ ہو گا۔(مسلم)

✦ حضرت اُسید بن ابی اُسید ایک عورت سے بیان کرتے ہیں جو بیعت کرنے والیوں سے ہے کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے جس دن نیک کاموں کے کرنے کا وعدہ لیا تھا۔ ان میں سے یہ بھی تھا کہ ہم ان چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کریں اور نہ ہم چہرے کو نوچیں اور نہ واویلا کریں اور نہ گریبان پھاڑیں اور نہ بالوں کو پراگندہ رہنے دیں۔ ابو داؤد نے حسن سند کے ساتھ بیان کیا۔

✦ حضرت ابو موسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس پر ان کے رونے والے جب یہ کہتے ہیں کہ ہائے پہاڑ تھا، ہائے سردار تھا وغیرہ وغیرہ تو اس پر اللہ تعالیٰ دو فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کے سینے میں مکے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تُو ایسا ہی تھا۔ ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے۔

✦ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں دو چیزیں ایسی موجود ہیں جن کی وجہ سے وہ کفر کے اعمال کر رہے ہیں۔ ایک نسب میں طعن تشنیع کرنا اور دوسرے میت پر نوحہ کرنا۔(مسلم)

✦ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میت کو قبر میں اس وجہ سے بھی عذاب ہوتا ہے کہ اس پر نوحہ کیا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر نوحہ کیا جاتا ہے۔(بخاری، مسلم)

✦ حضرت ابو بردہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ بیمار ہو گئے۔ ان پر غشی طاری ہو گئی۔ جب کہ ان کا سر اہلِ خانہ میں سے ایک عورت کی گود میں تھا تو وہ عورت چیخنے چلّانے لگی۔ حضرت ابو موسیٰ اس عورت کو نہ روک سکے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا: میں اس شخص سے بیزار ہوں جس سے اللہ کا رسول ﷺ بیزار ہے۔ بیشک رسول اللہ ﷺ اس عورت سے بیزار تھے جو چیخے چلّائے، سر کے بال منڈائے اور گریبان پھاڑ ڈالے۔ (بخاری، مسلم)

✦ حضرت مغیر بن شعبہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا۔ فرماتے تھے کہ جس شخص پر نوحہ کیا جائے تو وہ قیامت کے دن اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہو گا۔ (بخاری، مسلم)

✦ حضرت اُمّ عطیہؓ نسیبہ (نون کے پیش اور زبر کے ساتھ) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت کرتے وقت وعدہ لیا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔ (بخاری، مسلم)

✦ حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن رواحہؓ پر بے ہوشی طاری کی گئی تو اس کی بہن رونے لگی اور کہنا شروع کیا کہ ہائے پہاڑ تھا، ہائے تو ایسا تھا۔ اس کی خوبیاں شمار کرنے لگی۔ جب وہ ہوش میں آیا۔ اس نے کہا تُو نے جو کچھ کہا اس کے متعلق مجھ سے سوال کیا گیا، کیا تُو ایسا ہی ہے۔ (بخاری)

✦ حضرت اُسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آپ کے نواسہ کو اُٹھایا گیا۔ جب کہ وہ نزع کے عالم میں تھا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ سعدؓ نے دریافت کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ رحمت ہے جس کو اللہ اپنے بندوں کے دِلوں میں ڈال دیتا ہے اور اللہ اپنے بندوں سے رحم کرنے والوں پر ہی رحم کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

✦ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بیٹے ابراہیمؑ کے پاس

آئے۔ جب وہ موت کی آغوش میں تھا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ (یہ دیکھ کر) حضرت عبدالرحمٰنؓ نے آپ سے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ بھی رو رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن عوف! یہ اللہ کی رحمت ہے۔ پھر رونا شروع کر دیا اور فرمایا: آنکھیں آنسو بہارہی ہیں اور دِل غمگین ہے اور ہم صرف وہی کلمات کہتے ہیں جن کو ہمارا رب پسند فرماتا ہے اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔ (بخاری) مسلم نے بعض حصہ کو روایت کیا۔ اس مسئلہ میں حدیثیں کثرت کے ساتھ صحیح میں وارِد ہیں اور مشہور ہیں۔

✦ حضرت ابوہریرہؓ سے سند صحیح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک جنازے پر گزر ہوا کہ اس پر رویا جارہا تھا۔ میں اور عمر بن خطابؓ بھی ہمراہ تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان عورتوں کو جھڑکا جو جنازہ کے ساتھ رو رہی تھیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابن خطاب! ان کو چھوڑ دو اس لیے کہ مصیبت زدہ آنکھ آنسو بہاتی ہے۔ زمانہ قریب ہی کا ہے یعنی غم تازہ ہے۔

✦ ابن ابی شعبہ حضرت عائشہؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ سعد بن معاذؓ کی وفات کی خبر سن کر جب حضور ﷺ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تشریف لائے تو میں نے حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ کے رونے کی آواز سنی حالانکہ میں اپنے حجرہ میں تھی۔ (معارف گنگوہی، ص۵۷تا۶۰)

✦ مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میت پر چیخ پکار کرکے رونے والی عورت اگر موت سے پہلے توبہ نہ کرے گی تو قیامت کے دن اس حال میں کھڑی کی جائے گی کہ اس کا ایک کُرتہ قطران (گندھک یا پگھلے ہوئے تانبے) کا ہوگا اور ایک کھجلی کا ہوگا یعنی اس کے جسم پر خارش پیدا کردی جائے گی اور اُوپر سے قطران لپیٹ دیا جائے گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص۱۵۰)

✦ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا "جو کسی میت پر ماتم کرے، اپنے منہ کو پیٹے، گریبان کو پھاڑے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

✦ حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تین باتیں کفر کی ہیں(۱) مُردے پر چلّا کر رونا(۲) گریبان پھاڑنا(۳) کسی کے نسب میں طعن کرنا"۔(ابن حبان، حاکم) یعنی اس قسم کی رسوم مراسم کفریہ میں سے ہیں۔

✦ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے: "دو آوازیں ملعون ہیں۔ دنیا و آخرت دونوں میں اُن پر لعنت کا سلسلہ رہتا ہے۔ ایک نعمت کے موقعہ پر گانے بجانے کی آواز، دوسرے مصیبت کے وقت چلّا کر رونے کی آواز۔(بزار)

✦ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ پھر میرا گزر عورتوں کے ایک گروہ پر ہوا جن کو آگ کے کپڑے پہنا کر آگ کے کوڑے مارے جاتے تھے۔ ان کوڑوں کی تکلیف سے وہ عورتیں کتّوں کی طرح اس بُری آواز سے چیختی اور روتی تھیں کہ الامان والحفیظ۔ جناب والا نے جبرائیل امین سے دریافت فرمایا کہ اے جبرائیل امین! یہ کون عورتیں ہیں؟ اور یہ کیا گناہ کرتی تھیں جس کے بدلے ان کو ایسا سخت عذاب ہو رہا ہے۔ جبرائیل امین نے کہا: یا نبی اللہ! یہ آپ ﷺ کی اُمت کی وہ عورتیں ہیں جو میت پر نوحہ بیان کرتی تھیں۔ نیز ان میں وہ عورتیں بھی شامل عذاب ہیں جو اپنے خاوندوں کو ستایا کرتی تھیں۔

✦ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر تم نے وہ منظر دیکھا ہوتا جو میں نے دیکھا ہے تو تم ضرور کم ہنستے اور زیادہ روتے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے کیا دیکھا؟ ارشاد فرمایا کہ میں نے جنت اور دوزخ دیکھے۔(الترغیب، ج۴، ص۴۵۷)

✦ حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میت پر رونے والیوں کو دوزخ کے دو طرفہ صف بنا کر کھڑا کر دیا جائے گا اور یہ کتّوں کی طرح اہل جہنم پر روتی ہوں گی۔

﴿باب۔۷﴾

واقعاتِ اولیاء کرام

اولیاء کرام کے بعض صفات

اولیاء اللہ ہر زمانے میں گزرے ہیں اور اس زمانے میں بھی موجود ہیں۔ کوئی زمانہ ان سے خالی نہیں لیکن ان کو پہچاننا اور جاننا ہر کسی کا کام نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: اَوْلِيَاءِ تحتَ عَبَائِ لَا يَعْرِفُهُمْ سِوَای میرے ولی میرے عبا کے نیچے چھپے ہیں۔ میرے سوا ان کو کوئی پہچانتا نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ولی کے اصل مقام اور شان کا پتہ اللہ ہی کو ہوتا ہے۔ حکمتِ الٰہی نے انسان کو اپنی صفات و شیون کا مظہر اتم بنا کر مظہر صفات الٰہیہ اور عالم اصغر کے عنوان سے پکارا۔ اللہ نے انسان میں اپنی صفاتِ کاملہ کا عکس جلوہ گر کیا ہے یعنی اللہ کی صفات کی ایک دھندلی سی جھلک اس میں موجود ہے۔ اسی طرح ولایت عامہ اور ولایت خاصہ سے نواز کر مخلوقات سے استفادہ کی صلاحیتیں اور اپنی ذاتِ عالی سے انتفاع و قرب کے طریقے اس پر کھولے۔ عام مسلمانوں کی کیفیت کو ولایت عامہ اور مقربین کی ولایت کو ولایت خاصہ کہتے ہیں۔

ولایت خاصہ والے اکثر چھپے رہتے ہیں۔ اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتے۔ خضر علیہ السلام فرماتے ہیں، میرا خیال تھا کہ میں دنیا میں سب اولیاء کو جانتا ہوں۔ ایک دفعہ کسی مسجد میں کوئی شخص ملا اور اس نے میرا نام لے کر پکارا۔ حالانکہ میں اس کو جانتا نہیں تھا اور ویسے بھی ولایت خاصہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص نسبت کا نام ہے جو کہ ایک راز ہے اور اس لیے بزرگوں کو صاحبِ نسبت کہتے ہیں۔ اگر کبھی یہ راز فاش ہو گیا تو سینکڑوں واقعات ہیں کہ اس بزرگ نے وہ جگہ چھوڑی اور یا موت کی تمنا کرلی۔

حسین ابن منصور حلاج پر بھی جو ابتلا آئی وہ بھی راز فاش ہونے کی وجہ سے۔ ہم نے ایک دفعہ حضرت مولانا عزیر گل کاکاخیل اسیر مالٹا سے دُعا کی درخواست کی تو حیرانگی سے کہنے لگے، کیا تم مجھے بزرگ سمجھتے ہو؟ دُعا تو بزرگوں سے مانگی جاتی ہے۔ حالانکہ ہمارے مولانا محمد اشرف سلیمانی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مولانا عزیر گل صاحب کی مثال سورج کی طرح ہے کہ تمام دنیا کو روشنی و تمازت دیتی ہے، اسی طرح ان کا فیض بھی عام ہے۔

اسی طرح حضرت قاری فتح محمد صاحب خلیفہ مجاز حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو حرمِ مکہ کے تہہ خانے میں ایک کمرہ ملا ہوا تھا۔ ہم نے حضرت مولانا فقیر محمد صاحب خلیفۂ مجاز حضرت تھانوی سے کہا کہ حضرت آپ کو ایک ایسا کمرہ مل جائے تو اچھا ہو گا کیونکہ یہ بھی تقریباً چھ ماہ حرمین میں گزارتے تھے۔ تو فرمانے لگے، نہیں بھائی وہ تو بزرگ ہیں، مجھے حرم سے نکالتے نہیں، یہ میرے لیے بہت ہے۔ یہ تو آپ نے سُنا اور پڑھا ہو گا کہ بعض بزرگ لوگوں کے سامنے ایسی ناپسندیدہ حرکتیں شروع کر دیتے ہیں تاکہ لوگ معتقد ہو کر پیچھے نہ پڑ جائیں۔ اور بزبانِ حال کہتے ہیں:

بیٹھا ہوں غنی ہو کے ہر ایک شاہ و گدا سے
سو بار غرض جس کو پڑے وہ ادھر آئے

اولیاء اللہ میں حد درجہ کی استغنا ہوتی ہے کیونکہ ان کی نظر اور یقین اللہ کی ذات اور اس کے خزانوں پر ہوتی ہے۔ اس لیے حرص ولالچ ان کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتے۔

حضرت شاہ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو جب سنجر شاہ وقت نے لکھا کہ تیرے لنگر کے خرچے کے لیے نیمروز کا صوبہ اور اس کا آمدن تیرے لیے وقف کرتا ہوں تو کیا فرمایا؛

چوں چترِ سنجریؒ رُخ بختم سیاہ باد
گر در دل بود ہوس ملک سنجرم

آنگہ کہ خبر یافتم از ملک نیم شب
من ملک نیمروز بہ یک جو نمی خرم

ترجمہ: ''میرے نصیبے کا چہرہ چتر شاہی کی طرح سیاہ ہو جائے، اگر میرے دِل میں ملک سنجر کی ہوس پیدا ہو۔ میں نے جب سے ملک نیم شب (آدھی رات) کی گریہ وزاری کی خبر پائی ہے، ملک نیمروز کو ایک جو کے بدلے لینے کو تیار نہیں۔''

پشتو کے صوفی شاعر عبدالرحمٰن بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کیسی زبردست گرہ لگائی ہے۔ فرماتے ہیں:

شین لوگے مې په سر
چتر دونهه تخت دے
گرد غبار دَ خپل دولت
لکه ملنگ خورم

ترجمہ: ''چولہے کی جگہ میرا تخت ہے اور اس کا دھواں میرے سر پر چتر شاہی ہے۔ اپنی مملکت کے گرد غبار کو ملنگ کی طرح کھاتا ہوں، کسی کا محتاج نہیں۔

شاہ غلام علی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستر خوان پر ہزاروں آدمی کھانا کھاتے تھے۔ بادشاہِ وقت نے ان کی خدمت میں لکھا کہ آپ کے لنگر کے خرچ کے لیے کچھ قطعہ اراضی بطور جاگیر دے دوں جس سے اس کا خرچہ چلتا رہے۔ حضرت نے خط کی پشت پر یہ شعر لکھ کر واپس کر دیا:

ما آبروئے فقر و قناعت نمی بریم
با پادشاہ بگوی کہ روزی مقرر است

ترجمہ: ''ہم فقر و قناعت کی آبرو کو بٹا نہیں لگائیں گے، بادشاہ سے کہہ دو کہ روزی مقرر ہو چکی ہے۔''

اولیاءاللہ گدائی اور فقر کے لباس میں بھی اصل شاہ ہوتے ہیں۔ جیسے فرماتے ہیں کہ:

تو نگری بہ دِل است نہ بہ مال

کہ مالدار ہونا اصل میں دِل کے مالدار ہونے پر ہے نہ کہ زیادہ مال کی وجہ سے۔ اور اس کے سینکڑوں واقعات ہیں بلکہ صوفی شاعر عبدالرحمٰن بابا رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ شاہوں کو بھی بادشاہی فقیروں کی وساطت اور دُعا سے ملتی ہے۔

بـادشاهي دَ گـدايـانـو پـه دُعـا شي
زهٔ رحمانَ ځکه بادشاه يم چې گدا شوم

ترجمہ: ''بادشاہی فقیروں کی دُعا سے ہوتی ہے، رحمٰن جب فقیر ہوا تو بادشاہ ہوا۔''

اورنگزیب عالمگیر اور اس کے بھائی کے درمیان جب سلطنت کے لیے کشمکش شروع تھی تو اس کا بھائی ایک بزرگ کے پاس دُعا کے لیے چلا گیا۔ فقیر اپنی جگہ سے اُٹھا اور اسی جگہ اس کو بیٹھنے کو کہا۔ اس نے عذر کر دی اور نہیں بیٹھے۔ اور جب سلطنت کے لیے دُعا کا کہا تو بزرگ نے فرمایا، تخت پر تو میں بٹھانا چاہتا تھا، تم نہ بیٹھے۔ پھر جب اورنگزیب دُعا کے لیے چلے گئے تو بزرگ نے وہی طریقہ استعمال کیا اور یہ فوراً بیٹھ گئے۔ تو بزرگ نے کہا، تخت پر ہم نے بٹھا دیا، تاج فلاں پہنائے گا، اور نگزیب کے ایک خادم کا نام لیا۔ اورنگزیب نے جا کر وضو کے لیے پگڑی اُتاری، وضو کیا اور اس خادم کو کہا، پگڑی میرے سر پر رکھ دو۔ اس نے پگڑی اُٹھا کر اورنگزیب کے سر پر رکھ دی اور کہا، اب میرا راز کھل گیا۔ میں یہاں نہیں رہوں گا۔ اس لیے رحمٰن بابا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کے بادشاہ فقیروں سے سوال کرتے ہیں۔ تم اس طرح کے ملک کا بادشاہ بنو خواستگار نہ بنو۔

دَ دنيا بادشاهان خواست کړي له فقيره
تهٔ بادشاه دَ هسې ملك شه خواستګار مهٔ شه

ہاں مگر ان فقیروں کو حقیر کبھی نہ جانو کہ یہ اپنے بے سر و سامانی میں بھی

بادشاہ ہیں۔

مبین حقیر گدایاں عشق راکہ ایں قوم
شہان بے کمر و خسروان بے کلاہ اند

اور رحمٰن بابا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بې هاتيانو بې اوښانو
بادشاهي کا
دَ زاړهٔ پوزي ټوکړکي
ئې قالين دے

ترجمہ: بغیر اونٹوں اور ہاتھیوں کے بادشاہی کرتے ہیں۔ پرانی چٹائی کا ٹکڑا ان کا قالین ہے۔

اسی طرح اولیاء اللہ پر مختلف احوال آتے رہتے ہیں۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں تو منافق ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں میرا اور حال تھا، اب گھر میں وہ حال نہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گاہے گاہے یعنی یہ حال کبھی کبھی ہوتا ہے۔ اگر یہ حال تمہارا ہمیشہ رہے تو فرشتے آکر تمہارے بستروں پر تم سے مصافحہ کرے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص جب مصر سے چلا تو عراق میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کی بُو سونگھ لی، لیکن جب نزدیک کنعان کے کنویں میں یوسف علیہ السلام کو ڈالا گیا تو یعقوب علیہ السلام کو کوئی خبر نہ ہوئی۔ کسی نے کس خوبصورت انداز میں اس کو بیان کیا ہے:

ز مصر ش بوئے پیراھن شمیدی
چرا در چاہ کنعان خود ندیدی؟

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

گدائے میکدہ ام، لیک وقت مستی بیں
کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم
گہے بر طائر اعلیٰ نشینم

گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

ترجمہ: میکدے کا ادنیٰ فقیر ہوں لیکن مستی کے وقت آسمان پر ناز اور ستاروں پر حکم چلاتا ہوں کبھی تو بہت اُونچی اُڑان پر ہوتا ہوں اور کبھی اپنے پاؤں کے پشت پر بھی نہیں دیکھتا۔

اس بارے میں حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ عزیز الحسن مجذوب کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

جب آنکھیں بند کر لیں عرش پر پہنچی نگہ اپنی
قفس میں کرتا ہے پرواز یہ مرغ نظر اپنا

کبھی پیش نظر وہ گل کبھی نظروں سے پوشیدہ
کبھی عالم گلستان اور کبھی ویرانہ ہوتا ہے

میں دیکھنے میں تو ہوں ایک قطرۂ ناچیز
کرو جو غور تو دریائے بے کنار ہوں میں

نہ چھیڑیئے کہ بظاہر تو خاکسار ہوں میں
لگا دوں آگ دو عالم میں وہ شرار ہوں میں

پشتو کے عظیم شاعر عبدالرحمٰن بابا رحمۃ اللہ علیہ نے ان احوال کو کس پیرائے میں بیان کیا ہے:

دلبرانو وَ ته خاك تر تلي لاندې
دَ دې نور جهان په سر لکه اسمان يم

په هر دم کښې نوې نوې

تماشه کړم
زۀ رحمانّ دَ خدائے وکړه
وَ ته حېران یم

هم په دا سپینو جامو
به معلومېږم
لکه ابر هم ګوهر یم
هم دریا یم

ترجمہ: دلبروں یعنی اولیاء کے لیے پاؤں کے نیچے خاک ہوں۔ دوسروں کے لیے آسمان ہوں۔ ہر وقت اللہ کے نئی نئی شان کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ اپنی سفید کپڑوں میں دریا بھی ہوں گوہر بھی ہوں۔

اولیاء اللہ قناعت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوتے ہیں۔ دنیا کی حرص ولالچ ان کو اپنی طرف راغب نہیں کرسکتی۔

اولیاء اللہ قناعت کو کیا سمجھتے ہیں، یہ ان سے سنیئے۔ پشتو کے مشہور صوفی شاعر عبدالرحمٰن بابا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قناعت مې هسې خوند په
خُلۀ کښې پرېښود
دا وچ ټوك مِ په دهن
کښې انګبین شو

ترجمہ: ''قناعت نے میرے منہ میں ایسامزہ ڈالا کہ روٹی کا سوکھا ٹکڑا میرے لیے شہد بن گیا۔''

پھر مزید ارشاد فرماتے ہیں:

قناعت مې تر خرقې
لاندې اطلس دے
پټ دَ درست جهان
بادشاه ظاهر ګدا یم

ترجمہ: ''قناعت میری گدڑی کے نیچے اطلس کی عبا ہے۔ ظاہر میں تو گدڑی کی وجہ سے فقیر نظر آتا ہوں لیکن اندر سے میں سارے جہاں کا بادشاہ ہوں۔''

ولی کے دِل میں دنیا کی کوئی وقعت نہیں ہوتی اس لیے وہ سخا کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ وہ سونے کو بھی ایسا سمجھتے ہیں جیسے مٹی۔ کیا اچھا فرمایا ہے:

دا هنر نهٔ دے چې
خاورې ثوك سرهٔ زر کا
چې زر خاورې کا
رحمانهٔ هنر دا دے

ترجمہ: "اے رحمٰن یہ کوئی ہنر نہیں کہ مٹی کو سونا بنا دے، ہنر تو یہ ہے کہ سونے کو مٹی بنا دے۔" یعنی کہ اس کے نزدیک سونے اور مٹی کی ایک جیسی وقعت ہو اور اگر کبھی دنیا کو استعمال بھی کرتا ہے تو کہتا ہے:

دَ دلبرو صدقې لره ئې
غواړم
هسې نهٔ چې په دنیا
پسې زهیر یم

ترجمہ: "یعنی اگر دنیا کو میں چاہتا بھی ہوں تو یار دوستوں کے لیے، یہ قطعاً نہیں کہ میں دنیا کے پیچھے پڑا ہوں۔"

بلکہ رسول اللہ ﷺ کے اس اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہوتے ہیں، جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا: يَا بِلَالُ اَنْفِقْ وَلَا تَخش مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالَ۔

ترجمہ: "اے بلال خرچ کرتا چلا جا، اور عرش کے مالک سے کسی کمی کا اندیشہ نہ کر۔"

اس لیے اولیاء اللہ خرچ میں خوب وسعت رکھتے ہیں اور کبھی مال جمع کرنے کے چکر میں نہیں ہوتے بلکہ ان کا یہ حال ہوتا ہے:

قرار در کفِ آزادگان نہ گیرد مال
نہ صبر در دِل عاشق نہ آب در غربال

ترجمہ: "ان بزرگوں کے ہاتھ میں مال قرار نہیں پکڑتا یعنی نہیں ٹھہرتا، جس طرح عاشق کے دِل میں صبر اور چھلنی میں پانی نہیں ٹھہرتا۔"

اولیاء اللہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہوتے ہیں۔ ان کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں اس لیے ان کے دل آزاری سے سخت پرہیز کرنی چاہیئے۔ بعض اوقات اگر وہ خود معاف بھی کر دے تو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتے اور سخت نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ جیسے فرماتے ہیں:

په هر چا چې دَ غضب لينده کا کښه
خطا نۀ درومي گوزار دَ درويشانو

دَ آه غشے ئې په زمکه کله لگي
هر قامت چې کمان طوره خميده شي

درته وايم چې له آهه ئې پرهېز کړه
دَ هغو چې پوشاکونه پشمينه دي

ترجمہ: ’’جس پر بھی غضب کی کمان کس لیں، دریشوں کا وار خطا نہیں جاتا۔ اُن کی آہ کا تیر کبھی زمین پر نہیں بلکہ نشانے پر لگتا ہے جو خود کمان کی طرح کبڑے ہو چکے ہوں۔ میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی آہ سے پرہیز کرلو جن کا لباس اونی (صوف) ہے یعنی صوفی فقرا۔‘‘

ہمارے اکابر میں حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں جو بہت نازک مزاج تھے۔ لوگوں کی حرکتوں سے ان کو اذیت ہوتی اور اس بندے کو نقصان ہو جاتا۔ کسی نے کہا کہ حضرت آپ معاف فرمایا کریں۔ فرمایا، میں تو پہلے سے معاف کر دیتا ہوں لیکن میرا اللہ پھر نہیں چھوڑتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’مَنْ عَادَ لِوَلِيِّ فَاَذَنْتُهُ لِلْحَرْبِ‘‘۔ جو میرے ولی سے دُشمنی کرتا ہے میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔

ایک شخص اور اُس کی محبوبہ بن ٹھن کر جا رہے تھے، راستے میں ایک مجذوب بیٹھا

چھڑی سے گندے پانی کو اُچھال رہا تھا۔ محبوبہ کے کپڑوں پر جب چھینٹے پڑیں تو اس شخص نے مجذوب کو خوب مارا۔ مارنے کے بعد اس پر غشی آئی، گر پڑے اور حالتِ غیر ہو گئی۔ محبوبہ نے مجذوب کی منت سماجت کی کہ معاف کر دیں تو فرمایا کہ محبوبہ کے ساتھ اس حرکت پر اس کو کتنا غصہ آیا تو کیا اوپر میرا محبوب نہیں دیکھ رہا۔ میں نے تو کچھ کیا نہیں۔

اولیاء اللہ کی اصل طاقت اور اسلحہ قوت دُعا ہوتی ہے کہ وہ اپنے سارے کام دُعا کے ذریعے کرواتے ہیں۔ ان کی دُعا میں الحاح وزاری اور رونا لازم وملزوم ہوتے ہیں۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک بھی کافی ہے گر پہنچے وہاں
گر چہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم

ایک دوسرے بزرگ اپنے رونے کو ناکافی سمجھ کر کہتے ہیں:

گریۂ شام سے بھی کچھ نہ ہوا
ان تک اب نالۂ سحر جائے

اور حافظ الپوری نے کیا خوب فرمایا ہے:

په خندا به لب کشا
غنچه دَ مراد کړم
کۀ ژړا عادت په وخت دَ
سحر نیسم

ترجمہ: ”میری مراد کا غنچہ ہنس کر لب کھول دے گی بشرطیکہ میں صبح کے رونے کو لازم پکڑوں۔“

اولیاء اللہ کے صفات تو بہت سارے ہیں لیکن اس باب میں خصوصاً رونے کے چند واقعات درج ہیں۔

اولیاء متقدمین کے واقعات

✦ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں۔ روحانیت کے تمام سلاسل حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پر جا کر مجتمع ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ گھر کی چھت پر اس قدر روئے کہ مٹی تر ہو گئی اور پرنالے سے آنسو بہہ گئے۔ کسی جنازے کے ساتھ جا کر قبر پر اتنے روئے کہ مٹی تر ہو گئی اور فرمایا، لوگو! غور کرو، اول و آخر قبر ہے۔ بچپن کی غلطی کو یاد کر کے اس قدر روتے کہ بے ہوش ہو جاتے۔

✦ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو دیکھا ہے اور ان کے ساتھ رہا ہوں جو دنیا ان کے نزدیک خاک سے بھی زیادہ ذلیل تر ہے۔ رات کو کھڑے ہو کر سجدے کرتے ہیں۔ آنسو رخساروں پر بہاتے ہیں، دُعائیں مانگتے ہیں، قبولیت اور مغفرت کی درخواست کرتے ہیں۔

✦ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب کھجور کا قصہ نقل کرتے تو رونے لگتے اور فرماتے، اللہ کے بندو! کھجور کے درخت سے تم زیادہ اشتیاق کے اہل تھے۔

✦ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ قاضی کے پاس آتے۔ ان کے کلام سے روتے اور جب وہ دوزخ کا ذکر کرتے تو آپ چیخ مار کر پھر بھاگ چلے جاتے اور لوگ ان کو دیوانہ کہتے۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے باعث مشہور ہوئے تو ترکِ وطن کر کے کوفہ میں گمنامی کی زندگی اختیار کر لی۔ حضرت حرم بن حیان رضی اللہ عنہ نے آپ کو صرف ایک دفعہ دیکھا۔ مجھے ان کی ضعیفی، دوستی اور رحم کی وجہ سے رونا آ گیا۔ فرمایا، حرم اللہ آپ کو زندگی دے۔ آپ یہاں کس طرح آ گئے؟ میں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی روایت بیان فرمائیں تو فرمایا، نہ میں راوی ہوں نہ محدث نہ مفتی نہ واعظ۔ میں نے تلاوت کے لیے کہا تو آپ نے روتے ہوئے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھنے کے بعد پڑھا **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ**۝ اور ایک چیخ ماری۔

✦ حضرت فضیل بن عیاض کے پاس مکہ مکرمہ میں خراسان سے آپ کے رشتہ دار ملنے آئے۔ آپ نہ ملے۔ انہوں نے واپس جانے سے انکار کیا۔ آپ نے چھت پر چڑھ کر ان کو فرمایا، غافل لوگو! خداوند کریم تم کو ہدایت دے اور کسی کام میں مشغول کریں۔ وہ مایوس ہو کر واپس ہوئے لیکن آپ عرصہ تک روتے رہے۔ خلیفہ ہارون الرشید رات کے وقت ملنے آیا تو ایسی کھری کھری سنائیں کہ بادشاہ روتے روتے بے ہوش ہو گیا۔

✦ فضیل بن عیاض نے فرمایا اللہ کا خوف ہر خیر کی طرف رہبری کرتا ہے۔

✦ ارباب حدیث حضرت فضیل بن عیاض کے دروازے پر جمع ہوئے۔ آپ نے روشندان سے سر نکالا کہ داڑھی ہلتی تھی اور روتے تھے۔ فرمایا، قرآن پر مواظبت کرو۔ نماز پڑھو، یہ وقت حدیث کا نہیں بلکہ رونے، تضرع و مسکنت اور ڈوبنے والوں کی طرح دُعا مانگنے والوں کا وقت ہے۔

✦ فضیل بن عیاض فرماتے ہیں، میرے ساتھ طواف میں ایک آدمی روتے ہوئے اپنے ساتھ گویا تھا، اے اللہ! تیری بدولت محبت کرنے والوں کے دِل میں اُنس پیدا ہوا ہے اور تیری طرف اہل معرفت کے دِلوں سے راحت پیدا ہوئی ہے۔ پس اپنے مشتاق لوگوں کی اُمیدیں نہ توڑنا۔ میں نے غیب سے آواز سُنی، اے اللہ کے ولی! تو نے تو ساتوں آسمانوں کو رُلا دیا ہے، خاموش ہو جا جو مانگتا ہے وہی ملے گا۔

✦ بادشاہ نے فقہا کے پاس کچھ انعام بھیجے۔ انہوں نے قبول کیے اور فضیل بن عیاض نے دس ہزار درہم واپس کر دیئے۔ بیٹوں نے کہا، باوجود افلاس کے واپس کر دیئے، تو حضرت فضیل رو پڑے اور فرمایا، میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کچھ لوگوں کے پاس ایک بیل تھا جس سے کھیتی کیا کرتے تھے۔ جب وہ بوڑھا ہو گیا تو ذبح کر دیا قبل اس کے کہ اس کے چمڑے سے منتفع ہوں۔ تم بھی میرا ذبح کرنا چاہتے ہو۔ بیٹو! تم کو بھوک سے مرنا بہتر ہے بجائے اپنے

پدر پیر کو ذبح کرنے سے۔

✦ ذوالنون مصری نے ایک عابد کو درخت سے لٹکے ہوئے اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے دیکھا تو رو پڑے۔ ذوالنون نے ایک دفعہ فرمایا کہ جمادات کا اولیاء اللہ کے مطیع ہونے کا مطلب ہے کہ اگر میں اس تخت کو کہوں کہ اس مکان کا طواف کرلے تو کرے گا۔ ان الفاظ کے ساتھ تخت نے طواف شروع کیا۔ مجلس میں ایک نوجوان یہ دیکھ کر رونے لگا اور روتے روتے جان دے دی۔

✦ حضرت ذوالنون مصری ایک دفعہ مسجد کے دروازے پر پہنچ کر کھڑے ہو گئے اور رونے لگے۔ فرمایا، میں اپنے آپ کو حیض والی عورت کے مانند پاتا ہوں جو مسجد میں جانے سے بوجہ ناپاکی کے ڈرتی ہے۔ فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ محشر کے دِن دیدار نہ دے گا تو میں اس قدر زاری کروں گا کہ اہل دوزخ کو اپنا عذاب فراموش ہو جائے گا۔

✦ حضرت ذوالنون مصری پر حالت طاری ہو گئی۔ شورش و دیوانگی کی ایسی حالت طاری ہو گئی کہ آپ کی آہوں سے لوگوں کے کلیجے منہ کو آجاتے تھے۔ حاکم وقت نے قید میں ڈالنے کا حکم دیا۔ قید خانے جاتے ہوئے مرید روتے ہوئے پیچھے ہو لیے اور عرض کیا کہ راز کیا ہے کہ آپ نے جنون اختیار کی ہے۔ ہم آپ کے خیر خواہ اور غمگسار ہیں۔ آپ نے امتحان کے لیے پتھر اُٹھا کر دیوانوں کی طرح حملہ کر دیا تو سب بھاگ گئے۔ آپ نے ان کی الفت و وفا پر قہقہہ لگایا۔

✦ ابو سلیمان داؤدی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں ایک حور کو ہنستے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ یہ جمال و کمال تم کو کہاں سے ملا؟ جواب دیا کہ ایک رات تم نے محبتِ خدا میں چند آنسو بہائے۔ ان آنسوؤں سے میرا منہ دھویا گیا اور یہ حسن عطا ہوئی۔ کسی گناہ کا ذکر سُن کر زار زار روتے۔ فرماتے کہ میں اطاعت الٰہی میں اس قدر دیکھتا ہوں جتنا گناہ میں۔ فرماتے، آنکھوں کو رونے اور دِل کو فکر کرنے کی عادت ڈالو۔ وہ ٹھنڈی سانس جو ایک درویش کے منہ سے کسی چیز سے

ناامیدی ہونے پر نکلتی ہے، ہزار سالہ اطاعت وعبادت سے بہتر ہے۔

✦ حضرت ابو سلیمان دارانی فرماتے ہیں کہ جس کسی کی آنکھ آنسوؤں سے ڈبڈبا دے گی، اس کے چہرے پر غبار اور ذلت قیامت کو نہ آوے گی اور اگر آنسو بہیں گی تو اول ہی قطرے سے بہت سی آگ کے سمندر سرد ہو جائیں گے۔ انہی کا قول ہے کہ رونا خوف سے ہوتا ہے اور رجا طرب شوق سے۔

✦ ابو سلیمان داؤدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے سامنے کوئی گناہ کا ذکر کرتا ہے تو میں زار زار روتا ہوں کیونکہ میں اطاعت ہی میں اس قدر آفت دیکھتا ہوں کہ گناہ میں نہیں۔ آنکھوں کو رونے اور دِل کو فکر کرنے کی عادت ڈالو۔

✦ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک جنگلوں میں ریاضت کرتے رہے۔ ایک دفعہ گھر کے دروازے پر گئے، کان لگا کر سُنا کہ والدہ دُعا مانگ رہی ہے، خداوند! میرے بچے کو اچھی طرح مشائخ کے دِل میں اس کی عزت قائم کر، سُن کر رو پڑے۔ والدہ نے فرمایا، بیٹا! بڑی دیر سے آئے، تیری فراق میں میری آنکھوں میں فتور آ گیا۔ ایک دفعہ مسجد کے دروازے پر پہنچ کر کھڑے ہو گئے کہ اپنی ناپاکی کی وجہ سے مسجد میں ڈر لگتا ہے۔

✦ عیسیٰ بسطامی کہتے ہیں، میں ۱۳ سال آپ کے پاس رہا۔ آپ گھٹنوں میں سر دے کر بیٹھتے۔ سر اُٹھاتے تو آہ کرتے اور پھر گھٹنوں میں دیتے۔ اگر اللہ تعالیٰ بہشت کے آٹھوں دروازے میری جھونپڑی پر کھول دے اور دونوں عالم کی ولایت جاگیر کے طور پر مجھ کو مل جائے تو بھی میں اس ایک آہ کو جو صبح کے وقت اس کے شوق میں میری جان سے نکلتی ہے، نہ دوں۔

✦ حضرت عطا سلمی خائفین میں سے تھے، کہتے ہیں کہ میں خائفین و عابدین کی ایک جماعت کے ساتھ تھا، اور عتبہ غلام کے ساتھ نکلے۔ یکا یک ان میں سے ایک شخص بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ساتھی اس کے گرد بیٹھ کر رونے لگے۔ سخت سردی میں اس کی پیشانی سے پسینہ

ٹپکتا تھا۔ پانی کا چھینٹا دے کر ٹھیک ہو گیا تو فرمایا، اس جگہ میں نے اللہ کی نافرمانی کی تھی، جگہ دیکھ کر مجھے وہ گناہ یاد آیا اور خوف کے مارے گر پڑا۔

✦ عطا سلمی اکثر رونے کے بارے میں کہا کرتے تھے، اے اللہ! مجھ پر اپنی جدائی سے رحم کر اور اپنے شہر میں اجنبیت سے، تیری عبادت سے، وحشت سے اور تیرے سامنے کھڑے ہونے میں۔

✦ حضرت عطا نے ایک دیوانی سی باندی خریدی۔ نماز میں اس کی یہ حالت تھی کہ روتے روتے دم نکلا جاتا تھا۔ مناجات میں کہنے لگی، اے میرے معبود! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم، رحم فرما۔ میں نے با آواز بلند کہا، کہو کہ مجھے تجھ سے محبت رکھنے کی قسم چند اشعار پڑھے اور اے اللہ! میرا اور آپ کا معاملہ اب پوشیدہ نہ رہا۔ مخلوق کو خبر ہو گئی، مجھے اُٹھا۔ چیخ ماری اور مر گئی۔

✦ عبد اللہ ابن مبارک کسی بدخو آدمی کے ساتھ سفر پر گئے۔ جب وہ جدا ہو گئے تو آپ افسوس کر کے رونے لگے کہ بے چارہ چلا گیا اور اس کی بدخو بھی ہمراہ چلی گئی۔

✦ حضرت ضحاک بن مزاحم فرماتے ہیں کہ کوفہ کی جامع مسجد کے صحن میں ایک جوان کو دیکھا جو سجدے میں پڑا بے تحاشا رو رہا ہے۔ اشعار پڑھ رہا تھا اور پہلا مصرع علیک یا ذوالجلال معتمدی بار بار پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا۔ اس کے بے اختیار رونے سے مجھے بھی ترس کھا کر رونا آ گیا۔

✦ عمر بن عبد العزیز نے حضرت یزید رقاشی سے نصیحت کی فرمائش کی۔ آپ نے فرمایا، آپ پہلے خلیفہ نہیں، آپ سے پہلے بھی خلفا مر گئے ہیں۔ تو آپ روئے، پھر فرمائش پر فرمایا، حضرت آدم کے درمیان تمہارا کوئی بزرگ ایسا نہیں جو مرا نہ ہو۔ آپ پھر روئے۔ پھر فرمایا، تمہارے اور جنت اور دوزخ کے درمیان میں کوئی منزل نہیں۔ یہ سُن کر آپ بے ہوش ہو گئے۔

✦ حضرت عمر بن عبد العزیز کی لونڈی آئی، سلام کیا۔ گھر کی مسجد میں دوگانہ پڑھی اور آنکھ لگ گئی۔ جاگی تو عمر بن عبد العزیز سے خواب بیان کیا کہ دوزخ دھڑادھڑ اجل رہی ہے۔ پل صراط کو لا کر رکھا گیا۔ عبد الملک بن مروان کو پل پر چڑھایا۔ وہ دوزخ میں گرے۔ پھر ولید بن عبد الملک کو لائے، وہ بھی دوزخ میں جا پڑا۔ پھر سلیمان بن عبد الملک کو لائے، وہ بھی دوزخ میں جا پڑا۔ آپ نے کہا فرماؤ، وہ کہنے لگی پھر آپ کو لے آئے، یہ کہنا تھا کہ آپ نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ وہ لونڈی اس کے کان میں پکار پکار کر کہنے لگی، بخدا امیر المؤمنین آپ بچ گئے، آپ نے نجات پائی مگر آپ برابر نعرے مارتے اور ہاتھ پاؤں مارتے رہے۔

✦ حضرت عمر بن عبد العزیز کی بیوی فرماتی ہیں کہ وہ عشاء کے بعد مصلے پر بیٹھ کر مناجات شروع کرتے اور روتے رہتے، غلبہ نیند میں آنکھ لگ جاتی۔ کھل جاتی تو پھر مناجات اور رونا شروع کرتے۔

✦ صالح مری فرماتے ہیں، ابن سماک نے کہا، مجھے عابدوں کی کچھ عجیب بات دکھلائیں۔ میں اس کو ساتھ لے کر ایک محلے میں ایک شخص کے پاس گیا اور یہ آیت تلاوت کی: اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ ۙ﴿۷۱﴾ فِی الْحَمِیْمِ ۙ۬ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وہ شخص چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ پھر دوسرے کے پاس گئے اور وہی آیت تلاوت کی، وہ بھی چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ تیسرے کے پاس گئے اور یہ آیت تلاوت کی: ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ اس نے ایک نعرہ مارا اور اس کے نتھنوں سے خون نکلنے لگا۔ اور اس خون میں تڑپنے لگا۔ غرض ہم چھ آدمیوں کو بے ہوش چھوڑ کر ساتویں کے پاس چلے گئے۔ دیکھا ایک پیر فرتوت مصلے پر بیٹھا ہے۔ ہمارے سلام کی اس کو خبر نہ ہوئی۔ میں نے بڑی آواز میں کہا۔ خبردار! لوگوں کو کل کھڑا ہونا ہے۔ بوڑھے نے کہا، کم بخت کس کے سامنے؟ اتنا کہہ کر حیران منہ کھلا ہوا، آنکھیں اوپر کو رہ گیا اور پست آواز میں آہ آہ کرنے لگا اور آواز بند ہو گئی۔ اس کی

عورت نے کہا، اب اس کے پاس سے چلے جاؤ کیونکہ اب تم کو فائدہ نہیں ہوگا۔

✦ محمد بن سماک فرماتے ہیں کہ بنو امیہ میں موسیٰ بن محمد بن سلیمان الہاشمی بہت ہی ناز پروردہ رئیس تھا۔ دِل کی خواہشات پوری کرنے، کھانے پینے، لباس، لہو لعب اور لذات کے ہر نوع میں ہر وقت منہمک رہتا۔ ناچ گانا، رنگ رلیاں، شراب و کباب اس کا مشغلہ تھا۔ اپنے دوست احباب، خدام و خادماؤں کے ساتھ بالا خانے پر رنگ ترنگ کی محفل میں محو تھا۔ کہ سریلی آواز کان میں پڑی۔ حکم ہوا، آواز والے کو حاضر کرو۔ ایک ضعیف بدن زرد رنگ، خشک ہونٹوں والا پراگندہ بالوں والا فقیر پیش کیا گیا جو مسجد میں نفل میں تلاوت کر رہا تھا۔ ہاشمی نے پوچھا، تم کیا پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے سورہ تطفیف کی اُن آیتوں کی تلاوت کی جن میں جنت کے مناظر اور ان کے انعامات کا ذکر ہے اور پھر جہنم اور اس کی سختیوں اور اندوہنا کیوں کا ذکر کیا۔ ہاشمی فقیر کا کلام سُن کر خوب چلا کر رویا۔ اپنی جوانی پر نوحہ کرتا رہا اور روتا رہا۔ گناہوں سے توبہ کیا۔ مال متاع کو صدقہ کیا۔ ننگے پاؤں حج کو پیدل روانہ ہوا۔ حج کے بعد وہیں قیام کیا۔ رات کو حطیم میں جا کر خوب روتا، گڑگڑاتا اور اپنی گذشتہ زندگی پر افسوس کرتا۔

✦ مشہور ہے کہ ہارون الرشید نصیحت سننے پر بہت رویا کرتے تھے۔ حج پر جاتے ہوئے جو کوفہ سے نکلے تو لوگ بادشاہ کی سواری دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے۔ ان میں بہلول بھی آ گیا۔ بادشاہ سے کہا، جب حضور ﷺ حج پر جا رہے تھے تو ایک اونٹ پر سوار تھے، جس پر معمولی کجاوا تھا۔ نہ لوگوں کو سامنے سے ہٹانا تھا نہ ہٹو بچو کا شور تھا۔ امیر المؤمنین تیرا اس سفر میں تواضع سے چلنا تکبر سے چلنے سے بہتر ہے۔ ہارون یہ سُن کر رونے لگے۔ ہارون نے اور نصیحت کی فرمائش کی تو فرمایا کہ تو ساری دنیا کا بادشاہ بن جائے اور ساری مخلوق تیری مطیع ہو جائے تو بہر حال تیرا ٹھکانا قبر کا گڑھا ہے۔ اس پر ہارون الرشید بہت روئے۔

✦ اسی طرح ہارون الرشید کی ملاقات جب سعدون مجنوں سے ہو گئی تو سعدون نے کہا،

مان لیا کہ تو ساری دنیا کا بادشاہ بن گیا لیکن آخر موت نہ آئے گی؟ دنیا کو اپنے دشمنوں کے لیے چھوڑ دو جو دنیا آج تمہیں ہنسا رہی ہے یہ کل تمہیں رُلائے گی۔ یہ سُن کر ہارون الرشید نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔

✦ حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گناہ کو جب یاد کرتا ہوں تو خون کے آنسو آجاتے ہیں کہ کہیں میرا رونا ریاکاری کی وجہ سے نہ ہو۔ وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا، تم کیوں روتے تھے؟ میں نے کہا، اپنے گناہوں کی شرم سے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تمہاری شرم کی وجہ سے رونے کی بدولت میں نے فرشتوں کو گناہ لکھنے سے منع کیا تھا۔

✦ کوئی رابعہ بصریہ سے ملنے گیا تو انہیں سجدے میں گرا ہوا پایا۔ جب سر اُٹھایا تو سجدے کی جگہ پر آنسوؤں کا پانی جمع تھا۔ اس نے کہا، تیری زیارت کے لیے آیا ہوں تو رونے لگی۔ فرماتی ہیں کہ میں دس سال تک اللہ تعالیٰ سے دس سال تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ دس سال تک اللہ تعالیٰ کی طرف روتی رہی۔ رابعہ بصری بصرہ میں گزر رہی تھی، چھینٹے پڑیں۔ کسی نے کہا، حسن کے آنسو ہیں۔ فرمایا، حسن سے کہو کہ اگر اپنے آنسو اتنے زیادہ کر لو کہ محبت میں عرش سے جا ملیں پھر بھی کم ہوں گے۔

✦ منصور بن زاذان صلوٰۃ الضحیٰ میں ایک کلام مجید اور دوسرا ظہر سے عصر تک پورا کرتے تھے اور تمام رات نوافل میں گزارتے تھے اور اتنا روتے تھے کہ شملہ تر ہو جاتا تھا۔

✦ عصام نے حضرت حاتم زاہد بلخی سے ان کی نماز کے بابت سوال کیا۔ انہوں نے تفصیل بیان کی۔ عصام نے پوچھا، کتنے عرصے سے ایسا نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا، تیس سال سے۔ عصام رونے لگے کہ مجھے ایک بھی ایسی نماز نصیب نہیں ہوئی۔ ایک دفعہ حاتم کی جماعت فوت ہوئی جس کا بے حد افسوس تھا۔ ایک دو آدمیوں نے تعزیت کی تو رونے لگے اور

فرمایا، اگر بیٹا مرتا تو آدھا بلخ تعزیت کرتا۔

✦ سعید تنوخی جب تک نماز پڑھتے رہتے، مسلسل آنسوؤں کی لڑی رخساروں پر جاری رہتی۔

✦ ابو بکر عباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ خشک روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لیے رو رہا ہے۔ پوچھنے پر بتایا، میں اس کو کھانا چاہتا ہوں لیکن معلوم نہیں یہ حلال ہے یا حرام؟

✦ حضرت ابراہیم ادھم شاہ بلخ شاہی چھوڑ کر جنگلوں اور وادیوں میں سے پیادہ گزرتے جاتے اور اپنے گناہوں پر روتے جاتے تھے۔ اس گریہ وزاری میں چالیس سال گزر گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک غلام کے جواب سے میں روتے روتے بے ہوش ہو گیا کہ مجھے بندگی کا یہ ڈھنگ ابھی تک نصیب نہ ہوا۔ جب غلام نے کہا کہ میرا نام، میرا کھانا پینا اور پہننا آپ کی مرضی پر ہے۔

✦ ایک دفعہ حضرت شبلی حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے گھر بغیر اجازت کے چلے گئے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی اُٹھنے لگی تو حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ پکڑ کر بٹھایا کہ ان کو ہوش نہیں ہے۔ بہت معقول باتیں کرتے رہے اور سوالات کے جوابات معقول و مدلل دیتے رہے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مضمون بیان فرمایا جس پر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے بیوی سے کہا، اب جاؤ وہ ہوش میں آ گئے۔

✦ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ایک زمانے تک میں ایسا رہا کہ تمام آسمان اور زمین والے مجھ پر روتے رہے۔ پھر میں ان کی حالت پر رونے لگا۔ اور اب نہ مجھ کو اپنی خبر نہ ان کی۔ ایک روز آپ زار وزار رو رہے تھے، فرمایا، اتنی عمر طلب بلایعنی آزمائش میں گزاری مگر جواب ملتا ہے کہ ابھی تمہاری عبادت ہماری بلا کے قابل نہیں ہوئی۔

✦ بشر حافی مست شرابی تھے لیکن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والے کاغذ کو اُٹھا کر محفوظ جگہ پر رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بزرگ کو خواب میں پیغام دے کر ان کے پاس بھیجا کہ آپ نے ہمارے نام کالاج رکھا، ہم تمہیں صاف کریں گے۔ اللہ کا پیغام سُن کر روئے اور توبہ کرلی۔ بشر حافی بنے یعنی پاپیادہ۔ اللہ کی عظمت کی وجہ سے آپ فرمایا کرتے تھے، جو شخص کھائے اور پیئے اُس شخص کی برابری نہیں کر سکتا جو کھائے اور روئے۔

✦ ایک عورت نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ چھت پر سوت کات رہی تھی۔ بادشاہ کا مشعل گزرا۔ اس روشنی سے سوت تو حرام نہ ہوئی۔ آپ نے اس کا پتہ پوچھا۔ فرمائی، بشر حافی کی بہن ہوں۔ یہ سُن کر امام صاحب کافی دیر روتے رہے کہ ایسا تقویٰ اسی خاندان کے لیے ہے۔

✦ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ عید کے دِن خرما کی گٹھلیاں جمع کر رہا تھا۔ پوچھنے پر بتایا کہ ایک یتیم بچہ رورہا تھا کہ میرے پاس نئے کپڑے نہیں، کھیلنے کے لیے اخروٹ نہیں۔ میں نے چاہا کہ ان کو جمع کر کے اس کے لیے سامان خریدوں تاکہ نہ روئے۔ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کام اپنے ذمہ لے کر کیا تو دِل میں اللہ تعالیٰ کا نُور جلوہ ہو گیا۔

✦ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک عورت کا حال بیان کرتے ہیں کہ مناجات کر کے روتی رہتی۔ روتے روتے ایک آنکھ جاتی رہی۔

✦ حضرت مالک بن دینار کی ایک جنگل میں سعدون مجنون سے ملاقات ہو گئی۔ حال پوچھا تو سعدون کہنے لگا کہ ہر وقت صبح شام ایک طویل سفر کے لیے تیار بیٹھا ہوں لیکن توشہ کسی قسم کا کوئی نہیں۔ یہ کہہ کر وہ بہت زیادہ رونے لگے۔ کہا نہ دنیا کے چھوٹنے پر نہ موت سے گھبرا کر بلکہ اپنی عمر کے اس دِن پر رورہا ہوں جو بغیر نیک عمل کے گزر گئی اور سامانِ سفر کی کمی

مجھے رُلا رہی ہے۔

✦ حضرت بہلول کہتے ہیں، میں نے بصرہ میں دیکھا کہ چند لڑکے بادام اور اخروٹ سے کھیل رہے ہیں اور ایک لڑکا بیٹھا رو رہا ہے۔ میں نے کہا، میں تمہیں بادام اور اخروٹ خرید کر دوں گا تم بھی ان سے کھیلو۔ اس نے کہا، کیا ہم کھیل کے واسطے پیدا ہوئے ہیں؟ ہم علم حاصل کرنے اور عبادت کے واسطے پیدا ہوئے ہیں۔ میں نے کہا، تمیں کیسے معلوم ہوا؟ کہا، قرآن میں ہے، اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا ''کیا تمہارا گمان ہے کہ ہم نے تم کو یوں ہی بے کار پیدا کیا ہے۔'' میں نے کہا مجھے نصیت کر، تو اشعار پڑھے اور آسمان کی طرف دونوں ہاتھ اُٹھائے اور آنسوؤں کی لڑی اس کے رخساروں پر جاری تھی۔ شعر پڑھ کر بے ہوش ہو گیا۔ ہوش آنے پر میں نے کہا، ابھی سے تمہیں اتنا خوف کیوں ہے؟ ابھی تو تم بہت بچے ہو۔ فرمایا، میں نے اپنی والدہ کو ہمیشہ دیکھا کہ وہ آگ جلانے کے لیے چھوٹی چھوٹی لکڑیوں کو پہلے رکھتی ہے، پھر بڑی لکڑیاں رکھتی ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ جلانے کے لیے مجھے پہلے رکھ نہ دے۔

✦ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک غلام خریدا۔ میں نے نام پوچھا۔ اس نے کہا، آپ جو نام رکھنا چاہے۔ میں نے کہا، کیا کام کروگے؟ کہا، جو آپ حکم دیں۔ میں نے کہا، کیا کھانا ہے؟ کہا، جو آپ کھلائیں۔ میں نے پوچھا، آپ کی کوئی خواہش؟ فرمایا، آقا کی مرضی غلام کی خواہش ہے۔ یہ سُن کر مجھے رونا آگیا کہ مجھے بھی میرے مولیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا چاہیئے۔

✦ حضرت احمد حواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے افضل رونا وہ ہے جو ان اوقات کے ضائع ہونے پر رویا جائے جن میں کوئی نیکی نہ کی ہو۔

✦ حضرت یحییٰ معاذ رازی فرماتے ہیں، دنیا خواب اور آخرت بیداری۔ جو شخص خواب میں روتا ہے وہ بیداری میں شاد ہوتا ہے۔ پس دنیا میں روؤ تا کہ آخرت میں شاد ہو۔

✦ یوسف الحسین کے مرید خاص ابراہیم خواص کو تین دفعہ ندا آئی کہ یوسف الحسین سے جا کر کہہ دو کہ تُو راندۂ درگاہ ہے۔ چار روناچار چلا گیا۔ مجھ کو دیکھ کر فرمایا، کوئی شعر سُناؤ۔ یہ سُن کر آپ روئے اور فرمایا، صبح سے اس وقت تک میرے سامنے قرآن شریف پڑھا جاتا ہے لیکن آنکھوں سے ایک قطرہ آنسو نہ نکلا۔ لیکن شعر پر خون کے آنسو نکلتے ہیں۔ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یوسف حسین زندیق اور راندۂ درگاہ ہے۔

✦ حضرت احمد بن عاصم الانطاکی نے فرمایا، خوف کی نشانی گریہ اور رجا کی نشانی طلب ہے۔ صاحب رجا اگر طلب نہ رکھے اور صاحب خوف گریہ نہ رکھے تو جھوٹے ہیں۔

✦ حضرت ابو الحسن النوری ایک شخص کے ساتھ بیٹھے رو رہے تھے۔ اس شخص کے جانے کے بعد بتایا، ابلیس لعین تھا، اپنی خدمتوں کو یاد کر کے رو رہا تھا۔ میں بھی ساتھ رویا۔ آپ مناجات میں کہتے، اے اللہ! دوزخ کو صرف میری ذات سے بھر دیں اور دوزخیوں کو جنت میں بھیج دیں۔

✦ ابو یعقوب النہر مناجات میں رو رہے تھے۔ آواز آئی، یعقوب تم بندہ ہو، بندے کو راحت سے کیا کام۔

✦ چابڑی والا گلی میں آواز لگا رہا تھا، الخیار العشرہ بدانق جس کا ترجمہ ہے دس ککڑی ایک دانق کے۔ شیخ شبلی نے سُنا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ انہوں نے سمجھا کہ دس نیک لوگ ایک دانق میں کہ خیار کے معنی نیک بھی ہیں۔

✦ اہل بصرہ میں سے ایک آدمی اپنے شوق کے باعث اتنا رویا کہ بینائی ختم ہو گئی۔ کہنے لگا، اے اللہ! کب تک میں تجھ سے نہ مل سکوں گا۔

✦ سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر بہت حملے کیے۔ ایک دفعہ بہت سارے قیدیوں کو اپنے ساتھ غزنی لے گیا۔ ان میں ایک قیدی جو بہت ہوشیار اور ہونہار تھا، آزاد

کر کے تعلیم تربیت کی اور مختلف حکومتی عہدوں پر رکھ کر صوبہ غور کا والی بنایا۔ جب سلطان نے اس کو تخت پر بٹھانے کا سُنایا تو رونے لگا۔ سلطان نے رونے کا سبب پوچھا تو کہا، بچپن میں ہم ہندو آپ کے حملے کا سُن کر کانپتے تھے۔ آپ کا تصور ایک ظالم و جابر کا تھا لیکن آج آپ کا یہ برتاؤ اور اپنے بچپن کے خیالات کو یاد کر کے مجھے رونا آیا۔ کاش میری ماں زندہ ہوتی تو بتاتا یہ وہی محمود ہے جن کو آپ ہوا بتلایا کرتی تھی۔

✦ نزہۃ المجالس میں ہے کہ باپ بیٹا سفر میں تھے، باپ مر گیا اور منہ سور جیسا ہو گیا۔ بیٹا بہت رویا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا اور عاجزی کی۔ آنکھ لگ گئی۔ ایک شخص فرمارہا تھا، تیرا باپ سود کھایا کرتا تھا اس لیے منہ سور جیسا ہو گیا لیکن حضور ﷺ کی سفارش سے اصلی صورت واپس آگئی کیونکہ حضور ﷺ پر درود پڑھا کرتا تھا۔

✦ ایک قریشی سفر میں تھے، فقیر نے سوال کیا، اس کے پاس چار ہزار درہم تھے۔ سب اس کی گود میں ڈال دیئے۔ خوشی کے مارے فقیر کے آنسو نکل آئے۔ قریشی سمجھا کہ شاید رقم کم ہے اس لیے رو رہا ہے۔ پوچھا کیوں رو رہا ہے؟ میرے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ فقیر بولا، اس پر رو رہا ہوں کہ ایک ناواقف کے سوال پر سفر میں کرم کا یہ حال ہے کہ جو موجود تھا، سب دے دیا۔

✦ عبد اللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن عقبہ اموی کا مکان نوے ہزار درہم میں خریدا۔ رات کو عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے رونے کی آواز سُنی تو گھر والوں نے بتایا کہ خالد کے گھر والوں کو مکان کے فروخت ہونے کا صدمہ ہو رہا ہے اس لیے رو رہے ہیں۔ عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہلوا بھیجا، یہ مکان میری طرف سے تمہاری نظر ہے اور قیمت جو میں دے چکا ہوں، واپس نہ ہو گی۔

✦ ایک شخص نے اپنے قرض ادا کرنے کے لیے دوست سے چار سو درہم مانگے۔

انہوں نے دیئے۔ جب یہ چلا گیا تو دوست نے رونا شروع کیا۔ بیوی نے کہا، کیا مال کے جانے کا صدمہ ہوا؟ کہنے لگا، اس پر رو رہا ہوں کہ میں نے خود اس کے حال کی خبر کیوں نہ رکھی کہ مانگنے کی نوبت آگئی۔

✦ امیر المؤمنین مہدی نے موسیٰ بن جعفر کو بغاوت کے اندیشے میں قید کر رکھا تھا۔ ایک دفعہ مہدی رات کو تہجد پڑھتے وقت اس آیت پر پہنچے، **فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ** تو رونے لگے۔ اس آیت کو بار بار پڑھتے اور روتے۔ سلام پھیر کر آدمی بھجوا کر موسیٰ کو قید خانے سے بُلایا اور کہا، مجھے اندیشہ ہوا کہ میں نے قطع رحمی کر رکھی ہے۔ اگر تُو وعدہ کرے کہ میری اولاد کے خلاف بغاوت نہیں کرے گا تو تمہیں چھوڑ دوں۔ موسیٰ نے کہا، حاشا وکلّا ایسی میری حیثیت نہیں اور نہ خیال ہے اور اسی وقت چھوڑ دیا۔

✦ ابن تیمیہؒ کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ وقت کے بادشاہ نے ان سے کوئی فتویٰ مانگا مگر انہوں نے فتویٰ نہ دیا۔ اسے غصہ آیا اور ان کو قید کروا دیا۔ جب تین دن گزرے تو بادشاہ اپنے دربار میں بیٹھا تھا۔ اس وقت ایک ایسا نوجوان آیا جس کی اُٹھتی جوانی تھی۔ اس کے چہرے پر نورانیت اور معصومیت کا حسین امتزاج تھا۔ وہ نوجوان زار و قطار رو رہا تھا جس نے بھی اسے دیکھا۔ اس کا دل پسیج گیا اور ہر بندے نے توقع کی کہ بادشاہ سلامت اس طالب علم کی مراد ضرور پوری کریں گے۔ جب بادشاہ نے دیکھا تو اس نے بھی وعدہ کیا کہ اے نوجوان! تُو کیوں اِتنا رو رہا ہے، تو ڈر نہیں تو جو بھی کہے گا ہم تیری بات ضرور پوری کریں گے۔ جب اس نے یہ وعدہ کیا تو طالب علم نے فریاد پیش کی کہ بادشاہ سلامت! آپ مجھے قید خانے میں بھیج دیجیے۔ بادشاہ بڑا حیران ہوا کہ قید خانے میں جانے کے لیے تو کوئی اس طرح نہیں روتا۔ چنانچہ اس نے پوچھا کہ آپ قید خانے میں جانے کے لیے اِتنا کیوں روتے ہیں؟ طالب علم نے کہا: "بادشاہ سلامت! آپ نے میرے استاد کو تین دِنوں سے قید خانے میں بند کر رکھا ہے جس کی

وجہ سے میرا سبق قضا ہو رہا ہے۔ اگر آپ مجھے قید میں ڈال دیں گے تو میں قید و بند کی مشقتیں تو برداشت کر لوں گا مگر اپنے استاد سے سبق تو پڑھ لیا کروں گا''۔

✦ علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی کتاب شرح الصدور میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سلیم بن منصورؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت منصور بن عمارؒ کو بعد از وصال خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اے والد بزرگوار! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک فرمایا؟ اس پر انہوں نے جواب دیا۔ بیٹا! اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے بلا کر ارشاد فرمایا کہ اے منصور! تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں بخش دیا؟ میں نے عرض کیا: یا اللہ! میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے منصور! ایک دن تم نے مجلس وعظ سنایا تھا کہ اس مجلس وعظ میں میرا ایک ایسا گنہگار بندہ بھی موجود تھا جو ساری زندگی میرے خوف سے کبھی نہیں رویا تھا۔ اس دن جب اس نے تمہارا وعظ سنا تو وہ بھی میرے خوف سے رو پڑا۔ پس اس کے رونے سے میری رحمت جوش میں آگئی اور میں نے اس شخص کو بخش دیا اور اس کے صدقے میں تجھے بھی اور ساری مجلس کو بھی بخش دیا۔ (پیارے اولیاء کرام کے پیارے واقعات، ص ۱۴۶)

✦ حضرت سفیان ثوریؒ جو فقہ کے امام ہیں مگر ان کا مذہب مدون نہیں ہوا۔ وہ فرماتے ہیں: ''طلبنا العلم لغير الله فأبى ان يكون الا الله''۔ ہم نے علم غیر اللہ کے لیے طلب کیا لیکن علم تو صرف اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہا۔

✦ وجہ اس کی یہ ہے کہ ظاہر کا اثر باطن پر بھی ہوتا ہے مثلاً اگر ایک آدمی عورتوں کا سا لباس پہن لے تو چند دن کے بعد اس کا دل یہ بھی چاہے گا کہ وہ کلام بھی عورتوں کی طرح کرے بلکہ تمام حرکات و سکنات عورتوں جیسی کرے۔ اسی طرح اگر کوئی بتکلف علماء کا سا لباس پہن لے تو وہ مخلوق کی خاطر بہت سے گناہوں سے بچے گا۔ ایسے ہی اگر کوئی درویشوں کا سا لباس پہن لے تو اس کا اثر بھی قلب پر پڑے گا۔ اگر کفار کا سا لباس پہننا شروع کر دے تو چند دنوں میں

دیگر افعال بھی کفار کی طرح ہی کرنے لگے گا۔ اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ '' فان لم تبکو افتبا کوا '' یعنی اگر تمہیں رونا نہ آئے تو رونے کی شکل ہی بنالو۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ظاہری افعال کا اثر حقیقی افعال کا سا مرتب ہوتا ہے۔ رونے کی شکل بنانے میں وہی اجر وثواب ملے گا جو حقیقتاً الحاح وزاری پر ملتا ہے۔ بہر حال ظاہر کا اثر نہ صرف باطن پر مرتب ہوتا ہے بلکہ ایک درجہ میں عند اللہ بھی بلحاظ اجر وثواب اس کا اعتبار ہے۔

✦ حضرت ابو بکر رازی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عطاء نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام نے درخت سے کھایا تھا تو ہر مخلوق نے ان کو دُور کر دیا اور اپنے قریب آنے سے منع کیا اور ان کے قرب سے بعید ہو گئی مگر عود کے درخت نے ان کو پناہ دے دی اور ہر شے ان کے غم میں روئی تھی مگر سونا اور چاندی نہ رویا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف وحی فرمائی (یعنی ان سے پوچھا) تمہیں کیا ہوا۔ تم اس محب پر کیوں نہیں روتے جس کو اس کے محبوب نے چھوڑ دیا ہے؟ انہوں نے کہا: اے ہمارے اللہ! ہم اس محب پر کیوں روئیں جس نے اپنے محب کی نافرمانی کی ہے تو اللہ جل شانہ' نے فرمایا: مجھے میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میں تمہیں ضرور عزت دوں گا اور تمہیں ہر چیز کی قیمت بنا دوں گا اور اولادِ آدم کو تمہارا خادم بنا دوں گا اور عود کی طرف اللہ تعالیٰ نے یہ وحی فرمائی کہ تجھے کیا ہوا جو تُو نے اپنے مولیٰ سے دُور کو پناہ دی؟ تو اس نے کہا: اس پر اپنی طرف سے ترس کھاتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت اور جلال کی قسم! میں تجھے دنیا میں آگ میں جلاؤں گا۔ تجھ سے جلانے کے بعد ہی نفع اُٹھایا جا سکے گا کیونکہ تُو نے اس کو پناہ دی جس نے اپنے مولیٰ کے پڑوس میں اس کے سامنے اور اس کے دیکھتے ہوئے لغزش کھائی۔ (آنسوؤں کا سمندر، ص۹۹ تا ۱۰۲)

✦ احمد بن ابی الحواریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک لڑکی دیکھی کہ اس جیسی خوبصورت میں نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس کا چہرہ نُور سے چمک رہا تھا۔ میں نے اس سے

کہا کہ تمہارا چہرہ کس قدر روشن ہے؟ اس نے کہا: وہ رات تم کو یاد ہے جس رات تم روئے تھے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ تمہارے آنسو مجھے لا کر دیئے گئے تو میں نے انہیں اپنے چہرے پر لگایا۔ ان سے میرا چہرہ ایسا ہو گیا۔ (رسالۂ قشیریہ، ص ۶۸۵)

✦ احمد بن الحواری فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ابو سلیمان کے پاس گیا تو وہ رو رہے تھے۔ میں نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ فرمانے لگے: احمد! میں کیوں نہ رووں۔ جب رات تاریک ہو جاتی ہے اور لوگ سو جاتے ہیں اور ہر حبیب اپنے محبوب کے ساتھ خلوت میں چلا جاتا ہے اور اہل محبت اپنے پاؤں پھیلا لیتے ہیں اور ان کے رُخساروں پر آنسو بہتے ہیں اور محرابوں میں قطرے گرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام کو پکار کر کہتے ہیں: اے جبرائیل! جو لوگ میرے کلام سے لذت حاصل کرتے ہیں اور میرے ذکر سے راحت پاتے ہیں، وہ میری نگاہ میں ہیں۔ ان کی خلوت گاہوں میں، میں ان کو دیکھتا ہوں۔ ان کی آہ وزاری کو سنتا ہوں اور رونے کو دیکھتا ہوں۔ اے جبرائیل! تُو پکار کر کیوں نہیں پوچھتا کہ یہ رونا کیسا؟ کیا کبھی کوئی حبیب اپنے محبوب کو عذاب دیتا ہے۔ میرے لیے کیا یہ مناسب ہے کہ میں ان لوگوں کی گرفت کروں جو رات ہوتے ہی میرے آگے چاپلوسی کرتے ہیں۔ مجھے اپنی ذات کی قسم! جب یہ لوگ قیامت کے دن میرے پاس آئیں گے تو ان کے لیے اپنے چہرہ سے پردہ اُٹھاؤں گا تاکہ وہ مجھے دیکھ لیں اور میں انہیں دیکھ لوں۔

✦ حضرت فتح موصلیؒ اپنے ہم عصروں میں سب سے بڑھ کر صفات کے مالک تھے۔ خوفِ خدا سے اس قدر روتے کہ بعض اوقات نڈھال ہو کر گر جاتے۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمانے لگے: اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا ہوں اور یہ سوچ کر اور رونا آتا ہے کہ میرا یہ رونا بھی ریاکاری کا سبب نہ بن جائے۔ لوگوں نے آپ سے صدق (سچائی) کے متعلق پوچھا تو آپ نے لوہار کی بھٹی میں ہاتھ ڈال کر دھکتا لوہا اُٹھا کر ہاتھ میں رکھ لیا اور فرمایا: یہ صدق (سچائی) ہے۔

✦ شیخ موصلی کے بعض مصاحبین سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں فتح موصلی کے یہاں گیا تو انہیں روتا پایا اور ان کے آنسو زردی مائل تھے۔ میں نے کہا: تمہیں قسم ہے اللہ کی کیا خون روئے ہو۔ فرمایا: اگر تُو قسم نہ دیتا تو میں نہ بتاتا۔ آنسو بھی رویا ہوں اور خون بھی رویا ہوں۔ میں نے کہا: آنسو سے کیوں روئے ہو؟ فرمایا: خدا تعالیٰ سے دُور رہنے پر۔ میں نے کہا: خون کیوں روئے ہو؟ فرمایا: اس لیے کہ شاید رونا مقبول نہ ہو۔ راوی کہتے ہیں، جب ان کی وفات ہوئی تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ میں نے سوال کیا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: مجھے بخش دیا اور فرمایا اے فتح! تم یہ سارا رونا کیوں روتے تھے۔ میں نے عرض کیا: خداوند! تیرے حق سے کوتاہی کرنے پر۔ پھر فرمایا: خون کیوں روئے تھے۔ عرض کیا پروردگار! اس لیے شاید کہ میری گریہ وزاری مقبول نہ ہو۔ فرمایا: اے فتح! یہ تُو نے کیوں کیا۔ تیرے محافظ (حفاظت کرنے والے) فرشتے چالیس برس تک تیرا سفینہ میرے پاس لاتے رہے اور اس میں کوئی گناہ تیرا نہ تھا۔

✦ حضرت ابو بکر شبلیؒ نے ایک مرتبہ چولہے میں ایک لکڑی کو جلتے دیکھا جو ایک طرف سے جل رہی تھی اور اس کی دوسری طرف سے پانی نکل رہا تھا۔ آپ یہ دیکھ کر رو پڑے اور فرمایا: لوگو! اگر تم بھی اللہ کی محبت کی آگ میں جلتے ہو اور اس دعوے میں سچے ہو تو تمہاری آنکھ سے آنسو کیوں نہیں نکلتے۔ (خواتین کا اسلام، شمارہ نمبر ۶۹، ص ۱۱)

✦ دمشق کی ایک چھوٹی سی مسجد میں شیخ علی نماز فجر کے بعد درس دیا کرتے تھے۔ اس درس کو سننے کے لیے لوگ دُور دُور سے آتے۔ مسجد بھر جاتی۔ سڑکوں پر چٹائیاں بچھا کر سامعین کا ہجوم شیخ کی گفتگو میں محو ہوتا۔ شیخ کی باتیں دل سے نکلتیں اور سننے والوں کی زندگیاں بدلتیں۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا چشمہ پھوٹتا اور باطن کی کدورتوں کو صاف کرتا چلا جاتا۔ لوگ واپس ہوتے تو ان کے دامن میں بے حسی اور غفلت کی حیات پر ندامت کی سوغات ہوتی

اور دل میں عمل صالح کے عزم و جذبہ کا تحفہ ہوتا۔ اسی سوغات اور اسی تحفے کو لینے کے لیے خلق خدا پروانہ وار آتی۔

شیخ کے ایک شاگرد نے ان سے پوچھا: ''ہم کئی اہل علم کے مواعظ اور تقریریں سنتے ہیں لیکن جو تاثیر آپ کے بیان میں ہے وہ کہیں نہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟''۔

شیخ نے ابتداء میں انہیں ٹال دیا لیکن اصرار کرنے کے بعد فرمایا: ''بھائی! آپ اصرار کر رہے ہیں تو بتائے دیتا ہوں کہ اس درس کے لیے میں رات کے آخری پہر قرآن کریم کے دَس پارے پڑھتا ہوں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑاتا ہوں کہ میرا درس اور گفتگو سننے والے کے لیے مفید ثابت ہو''۔ ظاہر ہے ایسے اللہ والے کی باتوں کا لوگوں پر اثر کیوں نہ ہو گا۔ (دلچسپ اثر انگیز واقعات، ص۱۸۶،۱۸۷)

✦ حضرت ابویزیدؒ ہر وقت روتے ہی رہتے تھے۔ اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا یوں ارشاد ہو کہ گناہ کرو گے تو ہمیشہ کے لیے حمام (غسل خانہ) میں قید کیے جاؤ گے تو اس کے خوف سے میرے آنسو ہرگز نہ تھمتے۔ پھر جبکہ گناہ کرنے پر دوزخ سے ڈرایا گیا ہے جس کی آگ تین ہزار سال تک گرم کی گئی ہے تو میرے آنسو کیسے رُکیں؟

(مرنے کے بعد کیا ہو گا، ص۲۲تا۲۵۵)

✦ مولانا روم صاحب نے مثنوی میں لکھا ہے کہ ایک نوجوان صحابی نماز باجماعت کے بڑے پابند تھے۔ ایک دفعہ وہ مسجد نبوی کی طرف جا رہے تھے کہ جماعت ہو گئی تھی اور صحابہ واپس نکل رہے تھے۔ آپ نے گھبراہٹ میں پوچھا کہ کیا جماعت ہو گئی؟ لوگوں نے کہا: وہ دیکھو رحمت عالم ﷺ بھی گھر میں جا رہے ہیں۔ اس نوجوان کے منہ سے ایک آہ نکلی اور آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ ایک بزرگ صحابی نے پوچھا: میرے ساتھ سودا نہیں کرتے؟ فرمایا: کیسا سودا؟ کہا کہ یہ آہ جو آپ کے منہ سے نکلی ہے یہ مجھے دے دیں اور میں نماز باجماعت کا ثواب آپ کو دے دیتا ہوں۔ خیر سودا ہو گیا۔

رات کو اس نوجوان نے خواب دیکھا کہ کوئی فرشتہ یہ کہہ رہا ہے کہ سنا ہے تم نے کل کوئی سودا کیا ہے۔ فرمایا: میں غریب آدمی ہوں نہ کوئی چیز دے سکتا ہوں اور نہ لے سکتا ہوں۔ فرمایا: کل جو آپ کی جماعت چھوٹ گئی تھی اور آپ کے منہ سے آہ نکلی تھی اور فلاں بزرگ کے ساتھ سودا ہوا کہ آپ نے آہ اس کو دے دی اور اس سے جماعت کا ثواب لے لیا۔ فرمایا: ہاں یہ سودا تو میں نے کیا تھا۔ فرشتے نے فرمایا: تم نے غلطی کی۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری آہ کی وہ قیمت تھی کہ میدانِ حشر میں تمہاری آہ تمام میدانِ حشر والوں کی نجات کے لیے کافی تھی۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے شوق اور تڑپ کو دیکھتے ہیں کہ عبادات کے ساتھ تمہارا تعلق کتنا ہے۔ (مثنوی مولانا روم)

✧ شیخ ابو بکر کتانیؒ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک مُردہ فقیر کو دیکھا وہ ہنس رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کیا تُو مر کر بھی ہنستا ہے۔ اس مُردہ نے جواب دیا" اللہ تعالیٰ کے محبین صادقین کا یہی حال ہوتا ہے۔

✧ حکایت ہے کہ ایک دولت مند امیر آدمی مشہور و زاہد حضرت حاتم اصمؒ کے گھر پر گزرا۔ اس نے پینے کے لیے پانی مانگا۔ گھر والوں نے پانی دیا۔ پانی پینے کے بعد اس امیر آدمی نے ان کے گھر والوں کو کچھ مال دیا جسے دیکھ کر اس کے دیگر رفقاء نے بھی حسب وسعت کچھ تحائف وعطایا دیئے۔ گھر والے بہت خوش ہوئے۔ صرف ایک بچی جو حضرت حاتم اصمؒ کی بیٹی تھی، رونے لگی۔ اس سے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے جو جواب دیا وہ نہایت عارفانہ و حکیمانہ ہے اور آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس نے کہا کہ مخلوق کی ادنیٰ سخاوت و معمولی نگاہِ شفقت سے ہم غنی ہوگئے تو خالقِ جہاں کی نگاہِ شفقت کا، سخاوت کا کتنا بڑا اثر ہو گا۔

(رزقِ اولیاء کے پوشیدہ اسباب، ص ۱۳۸، ۱۳۹)

✧ جب عیسائیوں کے ساتھ صلیبی جنگیں جاری تھیں تو عیسائیوں نے اپنی پوری فوج میدان میں جھونک دی تا کہ حملے میں مسلمانوں کو شکست دے دیں۔ مزید بر آں کمک کے طور

پر ایک بحری بیڑا بھی روانہ کر دیا۔ صلاح الدین کو پتہ چلا تو اس کو پریشانی لاحق ہوئی۔ مسلمان تعداد میں تھوڑے ہیں، سازوسامان میں کم ہیں۔ کفار کا مقابلہ کیسے کریں گے؟

صلاح الدین ایوبی بیت المقدس جاتا ہے، ساری رات رکوع اور سجدہ میں گزار دیتا ہے، اللہ کے سامنے مناجات کرتا رہتا ہے۔ فجر کی نماز پڑھ کر باہر نکلا۔ ایک نیک اور بزرگ آدمی جاتے ہوئے نظر آئے۔ صلاح الدین ایوبی قریب آتا ہے، اس بزرگ کو سلام کر کے کہتا ہے "حضرت معلوم ہوا ہے کہ کفار کا ایک بحری بیڑا چل پڑا ہے جو مسلمانوں پر حملہ کرے گا۔ ہمارے پاس ان سے نمٹنے کے لیے فوج نہیں۔ آپ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے"۔ وہ صاحبِ نظر تھے، آنکھ اُٹھا کر صلاح الدین ایوبی کے چہرے کو دیکھا۔ اس کی رات کی کیفیات کو بھانپ لیا۔ فرمانے لگے: صلاح الدین ایوبی! تیرے رات کے آنسوؤں نے دُشمن کے بحری بیڑے کو ڈبو دیا ہے"۔ واقعی اگلے دن خبر پہنچی کہ دشمن کا بحری بیڑا ڈوب چکا ہے۔

ایک وقت تھا رات کے آخری پہر میں مسلمانوں کے ہاتھ اُٹھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے جغرافیہ کو بدل دیا کرتے تھے۔ آج اس وقت ہماری آنکھ نہیں کھلتی۔ اس دال اور ساگ کے مزے نے ہمیں عبادات کے مزے سے محروم کر ڈالا ہے۔

(اللہ والوں کی کرامات و مدد و نصرت کے حیران کن واقعات، ص۱۶۱)

✧ نظام الملک اپنی علم دوستی کی وجہ سے بہت مشہور تھا۔ وہ اپنے زمانے کا اہم ترین آدمی تھا۔ نام تو اس کا حسن تھا اور کنیت ابو علی۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ جامعہ بغداد تھا جس کو مدرسہ نظامیہ بھی کہتے ہیں۔ یہی وہ مدرسہ ہے جس میں امام غزالیؒ، شیخ عبد القادر جیلانیؒ، شیخ سعدیؒ نے تعلیم حاصل کی۔ ایک روز نظام الملک نے حکم دیا کہ ایک محضر نامہ تیار کراؤ اور اس پر عوام، علماء اور امراء کے دستخط کراؤ۔ وہ اس بات کی تصدیق کر دیں کہ میں نے اپنے طویل دورِ وزارت میں کوئی ظلم اور زیادتی نہیں کی تاکہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دستاویز میرے کام آسکے۔ یہ محضر نامہ جب دستخط کے لیے امام الحرمین ابو اسحاق شیرازیؒ (جو

جامع بغداد کے وائس چانسلر تھے) کے پاس پیش کیا گیا۔ اُنہوں نے فرمایا: قلم لاؤ جو کچھ وہ اس وزیر کے بارے میں جانتے ہیں نہایت دیانتداری سے لکھ دیں گے۔ سب لوگ خوش تھے اور حیرت میں تھے کہ دیکھو کیا لکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی یہ رائے لکھی: حسن یعنی نظام الملک دوسرے ظالموں سے بہتر ہے۔ نظام الملک کی وفات کے بعد ساتھی نے اسے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کیا معاملہ ہوا بارگاہِ رب العزت میں۔ فرمایا: اس مرد خود آگاہ اور درویش خدامست نے میرے محضر نامے پر جو جملہ لکھا تھا وہ شہادت کام آئی۔ اس سچے جملے کو جسے پڑھ کر میں نے ندامت کے آنسو بہائے تھے اسی سے بارگاہِ خداوندی سے مجھ پر کرم فرمادیا گیا۔

(محاسن اسلام، دسمبر ۲۰۰۴ء، ص ۱۷)

اولیاء متأخرین

✦ حضرت حاجی امداد اللہ پہلے شاہ نصیر الدین صاحب سے بیعت تھے۔ تکمیل سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔ خواب میں حضور ﷺ نے حاجی صاحب کا ہاتھ ایک دوسرے بزرگ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ یہ تمہارے شیخ ہیں۔ چونکہ کچھ اتہ پتہ نہ بتایا گیا تھا اس لیے حاجی صاحب پریشان ہوئے کہ اے اللہ! یہ بزرگ کون ہیں؟ کسی نے قریب لوہاری میں میانجی کا تذکرہ کیا۔ تو حاجی صاحب نے قلبی کشش پائی۔ زیارت کا ارادہ کیا، میانجی کو دیکھا تو وہی صورت تھی جو خواب میں دیکھی تھی۔ جب میانجی نے پوچھا، کیسے آنا ہوا؟ تو حاجی صاحب پر گریہ طاری ہو گیا۔ کہا، کیا حضرت کو معلوم نہیں تو فرمایا خواب وخیال کا کیا اعتبار۔ حاجی صاحب کو خواب کا یقین ہو گیا اور زیادہ گریہ طاری ہو گیا اور میانجی نے بیعت فرمایا۔

✦ حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، دارالعلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اس مدرسے کے لیے میں نے سیروں آنسو بہائے ہیں۔ اس مدرسے کی ابتدا کراچی کی آبادی سے دُور ایک غیر آباد علاقے میں ایک درخت کے نیچے کی

گئی۔ جہاں ضروریات و سہولیات زندگی میں سے کوئی چیز میسر نہ تھی۔ حضرت مولانا خود فرماتے ہیں کہ جس دِن ہم نے مدرسے میں ایک بیت الخلا بنایا، وہ میری زندگی کی سب سے بڑی خوش کا دِن تھا۔ کراچی میں طلباء کے لیے آٹا اور گڑ خرید کر سر پر رکھا اور جب مدرسے کے لیے پیدل روانہ ہوا تو تیز بارش کی بدولت آٹا اور گڑ سارا بہہ کر میرے منہ داڑھی اور کپڑوں پر آیا۔ اور جب جامع مسجد، درسگاہیں اور طلباء کے لیے قیام گاہیں بنیں اور ایک وقت میں دنیا کے تینتیس ملکوں کے طلباء تعلیم حاصل کر رہے تھے تو مولانا کوثر نیازی وزیر مذہبی امور نے آکر مدرسے کو محکمہ اوقاف کے حوالے کرنا چاہا۔ تو حضرت مولانا نے کوثر نیازی سے غصے میں فرمایا کہ لو یہ بخاری شریف ہے، تم پڑھاؤ۔ تمہارے حوالے اور خود سیدھے حرمین شریفین عمرہ کے لیے چلے گئے۔ کہا، میں نے کعبہ کا غلاف پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اے اللہ! میں واپس جاؤں تو یہ وزیر نہ ہو اور ایسا ہی ہوا کہ اخبار کی شہ سرخی لگی ہوئی تھی کہ کوثر نیازی کو وزارت سے ہٹایا گیا۔

✧ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ بہت زیادہ رونے کی وجہ سے بکا کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ان کو اپنی مجلس کا رونق کہا کرتے تھے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں زبردست نظم وضبط کا معاملہ ہوا کرتا تھا۔ صرف ان کو رونے کی اجازت تھی کہ یہ ان کے اختیار میں نہ تھا۔ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب خود فرماتے تھے کہ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ زیادہ رونے کی وجہ سے میری پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔ حضرتؒ نے توجہ کی تو میرا رونا بند ہو گیا اور میں خفا تھا کہ کیوں بند ہوا تو پھر حضرتؒ کے پاس گیا کہ اب تو میں خفا ہوں کہ رونا کیوں بند ہو گیا؟ تو حضرت نے از راہ تفنن فرمایا کہ پھر پسلیاں ٹوٹیں گی۔ بہر حال حضرتؒ کی توجہ سے رونا بحال ہوا جو مرنے کے وقت تک جاری رہا۔

✦ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت کے لیے پنکھا جھل رہا تھا، وہ ایک مہمان کے پٹکے سے لگا۔ حضرت نے فرمایا، تمہیں پنکھا جھلنا بھی نہیں آتا۔ نکلو خانقاہ سے۔ میں جا کر قبرستان میں بیٹھ گیا اور زار و قطار رونے لگا۔ کچھ دیر بعد کسی نے جا کر حضرت سے کہا کہ فقیر محمد تو قبرستان میں بیٹھ کر رو رہا ہے، آپ معاف کر دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ خود بھی معافی چاہتا ہے تو وہ بندہ دوڑے دوڑے میرے پاس آیا کہ تم معافی چاہتے ہو۔ میں نے کہا، کیوں نہیں۔ معافی کے بعد میں آ کر بیٹھ گیا تو حضرت نے فرمایا، پنکھا جھلو۔ جب معاف کیا تو معاملہ ختم ہوا۔

✦ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب نے حج کے لیے ۱۹۶۲ء میں درخواست دی لیکن قرعہ میں نام نہیں نکلا۔ پھر یہ پاسپورٹ بنوانے کے لیے پاسپورٹ دفتر گئے اور دفتر میں ہی ایسا گریہ طاری ہوا اور کہنے لگا کہ دیکھو، میں مسلمان ہوں، کلمہ پڑھتا ہوں، کلمہ پڑھا۔ پھر مجھے حج پر بلاوا کیوں نہیں آتا۔ دفتر والوں نے منت سماجت کی کہ روؤ نہیں، پاسپورٹ بنا دیتے ہیں اور ۱۹۶۳ء کو جب حج پر چلے گئے تو دُعا ایسی مقبول ہوئی کہ پھر تادم زیست ہر سال جاتے رہے۔ فرمایا کہ ایک دفعہ حرم مکہ میں رویا تو ایک عربی غصہ ہوا کہ کیا شور مچا رکھا ہے؟ تو دوسرا عربی اس سے اُلجھ گئے کہ اللہ کی خشیت کی وجہ سے رو رہا ہے، تم روک سکتے ہو؟

دو ینگ امریکن پاکستان آئے تھے۔ حضرت مولانا محمد اشرف صاحب کے ساتھ وہ بھی حضرت فقیر محمد صاحب سے ملنے گئے۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ یہ آدمی جب روتا ہے تو میرا کلیجہ منہ کو آجاتا ہے۔ حضرت جب نماز پڑھتے تو رونے کو کنٹرول کرتے اور ایسے لگتا جیسے ہنڈیا اُبل رہی ہو لیکن جونہی سلام پھیرتے تو جیسے پریشر ککر سے ڈھکنا اُٹھا دیا ہو۔ پھوٹ پھوٹ کر روتے اور بڑا رومال آنسو سے تر ہو جاتا۔

حضرت مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ بے اختیار ایسا چیخ نکالتے کہ ساتھ والا بندہ ڈر جاتا۔

یہ چیخ اللہ یا الا اللہ کی صورت میں ہوا کرتا تھا اور جب ونگ کمانڈر عبدالحمید صاحب حضرت عزیز الحسن مجذوبؒ کے اشعار سناتے تو ایک طرف حضرت مولانا محمد اشرف کے چیخوں اور دوسری طرف حضرت مولانا فقیر محمدؒ کے رونے سے عجیب سماں بن جاتا تھا جس سے حاضرین کے دِل پگھل جاتے تھے۔

ڈاکٹر محمد اجمل حضرت مولانا محمد اشرف صاحب کے اولین مریدین میں سے اور خلیفہ تھے۔ حضرت مولانا صاحب کی مجلس میں ان کی عجیب حالت ہوتی۔ بیک وقت ہنستے بھی جاتے اور روتے بھی جاتے تھے۔ آنکھیں ہمیشہ نم رہتی تھیں۔

✦ اہل اخلاص صوفیا کے علامات میں سے ہے کہ ان کا کھانا بیماروں کا اور رونا گمشدہ کا رونا ہوتا ہے۔

ایک عارف کے سامنے سے ایک آدمی اپنے غلام کو چھڑی سے مارتا ہوا گزرا جبکہ غلام ہنس رہا تھا۔ کسی نے ہنسی کی وجہ پوچھی۔ غلام نے کہا کہ اس کی محبت کی وجہ سے مجھے مار کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ یہ سُن کر عارف کی چیخ نکل گئی اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

عطیہ جمعی کہتے ہیں، میرے باپ نے ابراہیم ادھم سے کہا، جیسے ہم حدیث لکھتے ہیں آپ کیوں نہیں لکھتے؟ کہا، تین چیزوں میں مشغول ہوں، ان سے فارغ ہوا تو ضرور لکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے توکل اور اخلاص سے تو فارغ ہو چکا۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے ساتھ راضی ہونا ابھی مشغول ہوں۔ یہ سُن کر میرے والد زار و قطار رونے لگے کہ ہم آپ سے کتنے دُور ہیں۔

زر بن عمر نے اپنے باپ سے پوچھا کہ دوسروں کے بیان پر کوئی نہیں روتا۔ آپ کہتے ہیں تو میں سب کی طرف سے آواز رونے کی سنتا ہوں۔ فرمایا کہ جس عورت کا بچہ مر جائے اور جو اجرت لے کر روئے اس کا رونا برابر نہیں ہے۔

✦ حضرت اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا: ایک شبہ ظاہری یہ ہوتا ہے کہ ہمارے حضور

پُرنور ﷺ اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کے انتقال پر روئے اور بعض اولیاء اللہ کی حکایت ہے کہ مصیبت کے وقت انہوں نے الحمد للہ کہا اور ظاہراً الحمد للہ کہنے والے کا مرتبہ رونے والے سے زائد معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ انبیاءؑ کے مرتبے کو کوئی نہیں پا سکتا۔ جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ حق فرزند یہ ہے کہ ایسے وقت میں اس پر روئے۔ حق خالق یہ ہے کہ امر الٰہی پر صبر کرے۔ ہمارے حضور ﷺ نے دونوں کو جمع فرمایا یعنی حق فرزند بھی اور حق خالق بھی اور دونوں کو ادا فرمایا اور وہ بعض اولیاء اللہ مرتبہ میں کم ہیں کہ ایک حق ان سے ادا ہوا اور دوسرا نہ ہوا۔

✦ حضرت مولانا گنگوہیؒ کے جوان صاحبزادے کا انتقال ہو گیا۔ لوگ تعزیت کے لیے گئے ہیں لیکن چپ بیٹھے ہیں کہ کیا کہیں۔ اہل اللہ کا رعب ہوتا ہے کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ کچھ کہے اور آخر کہتے بھی تو کیا کہتے۔ اگر کہے رنج ہوا تو اس کے اظہار کی کیا ضرورت۔ اگر کہے صبر کیجیے تو وہ خود ہی کیے بیٹھے ہیں۔ آخر ہر جملہ خبریہ کی کوئی نہ کوئی غایت تو ہونی چاہیے۔ بڑی دیر کے بعد آخر ایک نے ہمت کر کے کہا کہ حضرت بڑا رنج ہوا۔ فرمایا معلوم ہے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر سارا مجمع چپ۔ لوگ آتے تھے اور چپ بیٹھ کر چلے جاتے تھے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کے انتقال کا صدمہ حضرت مولانا کو اس درجہ ہوا تھا کہ دست لگ گئے تھے اور کھانا موقوف ہو گیا تھا لیکن مجال کہ کوئی ذکر کر دے۔ میں (حکیم الامت) بھی اس موقع پر حاضر ہوا۔ اب میں وہاں پہنچ کر متحیر کہ یا اللہ کیا کہوں۔ آخر چپ ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا۔

ایک مولانا ذوالفقار علی صاحب تھے، حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ کے والد بڑے عاشق مزاج اور حضرت حاجی صاحبؒ کے دلدادہ وشیدا۔ ان کا یہ رنگ تھا کہ جب میں حضرت حاجی صاحبؒ کے انتقال کے بعد اوّل مرتبہ ان سے ملنے گیا تو میری صورت دیکھتے ہی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں آبدیدہ ہو گیا۔ خیر وہاں کچھ دل کی بھڑاس نکلی۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ پر اتنے بڑے صدمات پڑے لیکن کیا ممکن کہ کسی معمول میں ذرا فرق آجائے۔

چاشت، تہجد، اوّابین کوئی معمول قضاء تو کیا مؤخر بھی نہیں ہونے پایا۔ یہاں تک کہ کھانا بھی سامنے آیا تو اسے بھی خدا کی نعمت سمجھ کر کھالیا۔ آنے والوں کو یہ حال دیکھ کر خیال ہوتا تھا کہ انہیں کچھ رنج نہیں حالانکہ رنج اس قدر ہوتا تھا کہ میں نے ایک عریضہ صاحبزادہ کی تعزیت کا لکھا تھا۔ اس کے جواب میں مجھے فقط یہ لکھا کہ شدت ضبط سے قلب و دماغ ماؤف ہو گیا ہے۔ مجھ کو حیرت ہوئی تھی کہ یہ بھی کیسے ظاہر فرمادیا۔ بے حد عنایت تھی کہ اِتنا لکھ دیا ورنہ وہاں ضبط کی یہ شان تھی کہ کسی طرز سے پتہ نہ چلتا تھا، نہ چہرہ سے نہ زبان سے۔ وہی معمولات، وہی اذکار، وہی تعلیم و تلقین، کسی معمول میں ذرا فرق نہیں۔ واللہ یہ تعلق مع اللہ کی قوت ہے۔

✦ حضرت حکیم الامت محی الطریقتؒ نے فرمایا کہ جب شدت غم سے حضرت کا یہ حال ہوا (قلب و دماغ ماؤف) جو علم و معرفت میں ہم سے بدرجہا زیادہ تھے تو ہم جیسے کا کہاں ٹھکانا رہے گا۔ اس لیے میری رائے یہ ہے کہ جب واقعہ غم بالکل تازہ ہو تو غیر محقق کا وعظ نہ کہلایا جائے کیونکہ واعظ صاحب تو صبر و ضبط ہی کی تعلیم دیں گے اور لوگوں کا دِل گھونٹ دیں گے۔ ان کے نزدیک تو صبر اس کا نام ہے کہ آنسو نہ نکلیں، آواز بھی نہ نکلے بلکہ ہر وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھتا رہے۔ حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: تجربہ کیا گیا کہ بالکل آنسو نہ بہانے اور دل کو گھونٹ لینے سے بعد میں صحت کو نقصان پہنچتا ہے اور صحت کی حفاظت بھی مطلوب ہے اور تجربہ سے رونے کو اس میں بڑا دخل ہے تو اس سے ضرور کام لیا جائے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب نے تحریک ریشمی رومال کے دوران ارادہ فرمایا کہ اب میں حرمین شریفین جاتا ہوں۔ ایک دن آپ مدرسے میں چارپائی پر بیٹھے دھوپ میں زمین پر پاؤں رکھے کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ ان دِنوں علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ حضرت کی عدم موجودگی میں بخاری شریف پڑھاتے تھے۔ اس دوران ان کی نظر اپنے استاد حضرت شیخ الہند پر پڑی۔ جب درس دے چکے تو طلباء سے فرمایا کہ آپ تھوڑی دیر بیٹھیں۔ آپ یہ کہہ کر کہ میں ابھی آتا ہوں، دارالحدیث سے باہر نکل کر سیدھے حضرت کے

پاس آکر ان کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضرت سے عرض کرنے لگے۔ حضرت! آپ یہاں ہیں جب ہمیں ضرورت پڑتی ہے تو ہم آپ کی طرف رجوع کر لیتے ہیں۔ اب آپ نے یہاں سے ہجرت کا ارادہ فرمالیا۔ اس طرح تو ہم بے سایہ ہو جائیں گے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے یہ الفاظ کہے اور رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ بچوں کی طرح بلکنے لگے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے بھی اُنہیں رونے دیا۔ جب ان کے دل کی بھڑاس نکل گئی تو اس وقت شیخ الہندؒ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا: ''انور شاہ! ہم تھے تو آپ ہماری طرف رجوع کرتے تھے اور جب ہم چلے جائیں گے تو لوگ علم حاصل کرنے کے لیے تمہاری طرف رجوع کیا کریں گے''۔ چنانچہ شاہ صاحب کو اس طرح تسلی کی باتیں کر کے واپس بھیج دیا۔ جب شاہ صاحب چلے گئے تو حضرت شیخ الہندؒ کے دل میں خیال آیا کہ انہیں تو اپنے استاد کی دُعاؤں کی اِتنی قدر ہے اور آج اِتنے بڑے کام کے لیے جارہاہوں لیکن آج میرے سر پر استاد کا سایہ نہیں ہے جن کی دُعائیں لے کر چلتا۔ چنانچہ یہ سوچتے ہی انہیں اپنے استاد حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کا خیال آیا اور طبیعت میں رقت طاری ہوئی۔ لہٰذا وہیں سے اُٹھے اور سیدھے حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے گھر گئے۔ دروازے پر دستک دی اور ڈیوڑھی میں کھڑے ہو کر آواز دی۔

''اماں جی! میں محمود حسن ہوں۔ اگر حضرت نانوتویؒ کے جوتے گھر میں پڑے ہیں تو وہ بھجوا دیں۔ چنانچہ اماں جی نے ان کے جوتے ان کے پاس بھجوا دیئے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے استاد کے جوتے اپنے سر پر رکھے اور اللہ رب العزت سے دُعا کی:

اُستادوں کی قدر اس وقت یاد آتی ہے جب دیکھنے کے لیے فقط ان کے جوتے باقی رہ جائیں۔ مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ دارالعلوم گئے۔ انہیں ان کے استاد حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمدؒ کے جوتوں کی زیارت کروائی گئی تو فوراً اپنے کُرتے کے اندر دِل کے ساتھ لگائے رکھا اور روتے رہے۔

✦ خاتم المحدثین حضرت سیدنا مولانا محمد انور شاہ کاشمیریؒ کو جس دن حضور ﷺ کی

زیارت نہ ہوتی تھی تو آپ بیمار ہو جاتے تھے اور لوگ آپ کی بیمار پُرسی کے لیے آتے تھے۔ یہ سب اتباعِ شریعت کا ثمر تھا۔ پس جس دن آپؒ نے وصال فرمایا تو آسمان سے رونے کی آواز سنی گئی۔ سبحان اللہ

✦ بزرگوں نے فرمایا کہ جس انسان کے پیٹ میں زہر چلا جائے اور اس کو قے ہو جائے تو سمجھ لو اچھا ہو جائے گا۔ اسی طرح گناہ کر کے دل میں پریشانی ہو جائے اور رونے لگے تو سمجھ لو اس نے قے کر دی۔ دو رکعت توبہ پڑھ کر اللہ سے رونے لگے۔ یہ علامت ہے کہ گناہ اس کو راس نہیں آیا۔ یہ علامت اس کے عند اللہ مقبول ہونے کی ہے۔(علاماتِ محبت، ص۸۷)

✦ ہمارے استاد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے جوان صاحبزادہ کا عین عید کے دن انتقال ہوا۔ ادھر جوان بیٹے کی نزع ہو رہی ہے اُدھر نماز کا وقت قریب ہے۔ مولانا نے ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ لو بھائی! خدا کے سپرد ہم تو اب جاتے ہیں کیونکہ ہمیں نماز پڑھنی ہے۔ ان شاء اللہ اب قیامت میں ملاقات ہو گی۔ یہ کہہ کر رخصت ہو گئے اور نماز کا اہتمام شروع کر دیا۔ آنکھ سے تو آنسو جاری تھے لیکن ایک کلمہ بھی بے صبری کا زبان سے نہیں نکلا۔ خوش تھے کہ اللہ کی یہی مرضی ہے۔

✦ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ: کسی مومن بندہ کی آنکھوں سے آنسو ندامت اور خوفِ الٰہی کی وجہ سے نکل آئیں اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر کیوں نہ ہو تو اس چہرہ پر اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ حرام فرما دیتے ہیں۔

اس حدیث کو سننے کے بعد حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوریؒ کو دیکھا کہ ہمیشہ اپنے آنسو چہرے پر مَل لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے حکیم الامتؒ کو دیکھا کہ اپنے آنسو کو اسی طرح چہرے پر مل لیتے تھے۔ پھر میں نے ایک صحابیؓ کی روایت دیکھی کہ وہ صحابیؓ فرماتے ہیں۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا کہ یہ آنسو جہاں لگ

جاتے ہیں دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اس پر ایک علمی اشکال یہ ہوتا ہے کہ اگر چہرہ پر آنسو مَل لیے تو چہرہ تو جنت میں چلا گیا لیکن باقی جسم کا کیا ہو گا؟ حضرت نے اس کو سمجھانے کے لیے ایک واقعہ بیان کیا کہ "بادشاہ عالمگیرؒ کے زمانہ میں کسی ریاست کا ایک راجہ تھا، وہ مر گیا۔ اس کے لڑکے کے جو چچا وغیرہ تھے وہ اس کی ریاست پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور اس کو محروم کرنا چاہتے تھے۔ وزیروں نے اس کے باپ کا نمک کھایا تھا اس کو سکھلایا کہ بیٹا دہلی چلو۔ ہم عالمگیرؒ سے سفارش کر دیں گے۔ تم بچے ہو بادشاہ رحم کر دے گا اور تمہیں تمہارے باپ کی گدی دے دے گا۔ وزیر اس کو راستے بھر سمجھاتے رہے کہ بادشاہ یہ پوچھے تو یہ کہنا اور یہ پوچھے تو یہ کہنا۔ پھر جب دہلی کا قلعہ قریب آیا تو لڑکے نے کہا کہ آپ لوگوں نے جو پڑھایا ہے اگر بادشاہ نے اس کے علاوہ کوئی دوسرا سوال کر لیا تو کیا جواب دوں گا؟ تب دونوں وزیر ہنسے اور کہا کہ یہ لڑکا بہت چالاک ہے۔ یہ خود ہی جواب دے دے گا۔ اس کی رہبری کی ضرورت نہیں۔ عالمگیرؒ حوض پر نہا رہے تھے کہ یہ لڑکا پہنچا۔ اس نے سلام کیا اور کہا کہ حضور! میں کچھ درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ درخواست سن کر عالمگیرؒ نے اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑا اور کہا میں تجھ کو اس پانی میں ڈبو دوں گا۔ لڑکا زور سے قہقہہ لگا کر ہنسا۔ تب عالمگیرؒ نے کہا کہ ایسے پاگل کو کیا ریاست ملے گی۔ تجھ کو تو کہنا چاہیئے تھا کہ ہمیں نہ ڈبوئیے لیکن تو موقع خوف پر ہنس رہا ہے۔ یہ تو پاگلوں کا کام ہے تو کیا ریاست سنبھالے گا۔

اُس نے کہا کہ حضور! پہلے آپ مجھ سے سوال تو کر لیں کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں۔ پھر جو آپ کا فیصلہ ہو وہ کریں۔ فرمایا کہ اچھا بتاؤ کیوں ہنسے؟ اُس نے کہا کہ حضور! آپ بادشاہ ہیں، بادشاہوں کا اقبال بہت بڑا ہوتا ہے۔ اگر میری اُنگلی آپ کے ہاتھ میں ہوتی تو میں نہیں ڈوب سکتا تھا نہ یہ کہ میرے دونوں بازو آپ کے دونوں ہاتھوں میں ہیں۔

حضرت نے اس واقعہ کو بیان کر کے فرمایا کہ ایک کافر کا بچہ ایک دنیوی بادشاہ کے

کرم پر اِتنا اعتماد رکھتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کے کرم کو کیا قیاس کرتے ہو کہ وہ جس کا چہرہ جنت میں داخل کر دیں تو کیا اس کا جسم دوزخ میں پھینک دیں گے؟

اللہ تعالیٰ کریم ہیں، کریم کی تعریف ملا علی قاریؒ نے یہ کی ہے: **الذی یعطی بدون الاستحقاق والمنة**۔ جو بلا استحقاق عطا کر دے نالائقوں پر فضل کر دے وہ کریم ہے۔ ان کے کرم سے یہ بعید ہے کہ جس کا چہرہ جنت میں داخل کریں گے اس کے جسم کو دوزخ میں ڈال دیں گے۔ (اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر، ص ۲۳۲، ۲۳۳)

✦ یاد رکھیں کہ اگر مکھی کے سر کے برابر بھی بندے کی آنکھوں میں سے آنسو اللہ کے خوف کی وجہ سے نکلے تو وہ اس بندے کے لیے کبھی نہ کبھی جہنم سے نکلنے کا سبب بن جائے گا۔ جہنم میں ایک جہنمی جل رہا ہو گا۔ وہ دیکھے گا کہ جنتی آئے ہیں اور انہوں نے اپنے واقف لوگوں کی سفارشیں کی ہیں اور جہنمیوں کو نکال دیا ہے۔ اس بندے کا کوئی بھی ایسا واقف نہ ہو گا جو اس کی سفارش کرے گا۔ وہ اپنی بے بسی دیکھ کر پریشان ہو گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے: جب کوئی بھی اس کی سفارش نہیں کرے گا تو اس بندے کی پلکوں کا ایک بال اللہ رب العزت کے سامنے فریاد کرے گا اور کہے گا کہ اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بندہ ایک مرتبہ آپ کی عظمت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے گناہوں کو یاد کر کے رویا تھا اور اس کی آنکھ سے اِتنا چھوٹا سا آنسو نکلا تھا کہ میں اس سے تر ہو گیا تھا۔ لہٰذا آپ میری گواہی قبول کر لیجیے کہ یہ آپ سے ڈرنے والا بندہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرشتے سے فرمائیں گے کہ تم اعلان کر دو کہ ہم نے اس بال کی گواہی کو قبول کر کے اس بندے کو جہنم سے بَری فرما دیا ہے۔ سبحان اللہ

(سکون قلب، ص۲۴۹ اور ۲۸۲، ۲۸۳)

✦ حضرت پھولپوریؒ فرماتے ہیں۔ میں اپنے شیخ کے سر میں جب تیل کی مالش کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا تھا کہ اے اللہ! آپ کی اس مشین میں تیل ڈال رہا ہوں تو اس سے جو طاقت آئے گی اور جہان جہاں بیان میرے شیخ کا ہو گا اس میں میرا حصہ بھی لگا دینا اور میرے

شیخ نے فرمایا کہ میں ظہر سے عصر تک دو دو گھنٹہ حکیم الامت تھانویؒ کے سر پر تیل کی مالش کرتا تھا اور مالش کے بعد حضرت حکیم الامت اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر دیکھتے تھے کہ تیل خشک ہو گیا تو فرماتے تھے ماشاء اللہ۔

کیا کہوں! اپنے بزرگوں کی ہر ادا یاد آتی ہے۔ اب وہ باتیں یاد آتیں ہیں۔ ایک دن حضرت شیخ پھولپوریؒ تلاوت کرتے ہوئے سرائے میر بخاری شریف پڑھانے جا رہے تھے، اختر ساتھ تھا۔ حضرت راستہ میں کئی کئی پارے پڑھ لیتے تھے۔ راستہ میں اچانک تلاوت روک دی اور فرمایا کہ دیکھو! یہاں بدبو آرہی ہے۔ جہاں بدبو آئے وہاں تلاوت روک دو۔ اللہ تعالیٰ کا نام نہ لو۔

امام محمدؒ نے فرمایا کہ بدبودار مقام پر اللہ کا نام لینے میں اندیشہ کفر ہے اور ایک دن راستہ میں تلاوت کرتے فرمایا کہ اختر سنو! اگر دُعا میں آنسو نکل آئے تو سمجھ لو قبول ہو گئی۔ آنسو دُعا کی قبولیت کی رسید ہے جیسے منی آرڈر کرتے ہو تو ڈاکخانے والا ٹھپہ لگا کر رسید دیتا ہے اور فرمایا کہ میرے شیخ تھانویؒ اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلے ہوئے، آنسوؤں کو اپنی ہتھیلی سے مَل کر اپنے چہرے اور داڑھی پر پھیر لیتے تھے۔

اولیاءاللہ کے مشہور قصائد

مشہور قصیدہ بردہ شریف

✦ قصیدہ بردہ امام شرف الدین محمد بن سعید بوصیری کی تصنیف ہے۔ آپ مصر کے قصبہ بوصیر کے صاحبِ علم وفضل روساء میں شمار ہوتے تھے۔ فالج کی وجہ سے جسم کا زیریں حصہ بےکار ہو گیا۔ القاء ہوا کہ نعت لکھوں اور اسی کے وسیلے سے بارگاہِ الٰہی میں صحت کی التجا کروں۔ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ جسم پر دست مبارک پھیرا۔ اُٹھا تو جسم ٹھیک ٹھاک تھا۔ ایک درویش نے اس کا مطلع پڑھ کر سنانے کی فرمائش کی اور کہا کہ حضور ﷺ کے دربار میں تمہیں پڑھتے سنا ہے۔

حضور ﷺ نے کعب بن زبیر صحابی کے قصیدے "بانت معاد" سے مسرور ہو کر ان کو چادر مبارک عنایت فرمادی تھی۔ بردہ چادر کو کہتے ہیں۔ حضور ﷺ کی خوشنودی کی بنا پر اس کا نام بھی قصیدہ بردہ امام بوصیری پڑ گیا۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کیا تمہیں یاد آگئے ہمسایہ گان ذی سلم
خون کے آنسو جو آنکھوں سے رواں ہیں دمبدم
کیا ہوا آنکھوں کو تیری رو رہی ہیں زار زار
کیا دِل کو تیرے کیوں اس قدر کھاتا ہے غم

ہے عبث تیرا گماں چھپتا نہیں ہے رازِ عشق
اس کو افشا کر رہے ہیں سوزِ دِل اور چشمِ نم
یوں تو ویرانوں پہ روتا گر نہ ہوتا سوز عشق
مضطرب کرتے نہ تجھ کو قصۂ بان و علم

عشق سے انکار کرنا تیرا ممکن ہی نہیں
ہیں گواہ معتبر صورت تیری اور چشم نم
ربط اشک اور لاغری نے عشق ثابت کر دیا
زرد گل کی طرح رخساروں پہ مانند عنم
ان گناہوں میں جو آنکھوں میں بسے ہیں دُور کر
منفعل ہو کر بہا اشک ندامت دمبدم

✦ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ مثنوی میں کیسی پُر درد و پُر سوز انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کا رونا رویا ہے۔

ز مہجوری بر آمد جانِ عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

آپ کے فراق سے کائنات عالم کا ذرہ ذرہ جان بہ لب ہے، دم توڑ رہا ہے، اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ کر۔

زویم از اشک ابر چشم بے خواب
حریم آستاں روضہ ات آب

حریم قدس اور روضہ پر نور کے آستانہ محترم پر اپنی بے خواب آنکھوں کے بادلوں سے آنسو برساتے اور چھڑکاؤ کرتے۔

ز محرابت بہ سجدہ کام جستیم
قدم گاہت بہ خون دیدہ شستیم

آپ کے مصلے مبارک و محراب شریف میں نمازیں پڑھ پڑھ کر تمنائیں پوری کرتے اور حقیقی مقاصد میں کامیاب ہوتے اور مصلے میں جہاں آپ کے قدم مبارک ہوتے، اس کو

شوق کے اشک خونین سے دھوتے۔

بہ حسن اہتمامت کارِ جامی
طفیل دیگراں باید تمامی

آپ کے حسن اہتمام اور سعی جمیل سے دوسرے بندگانِ خدا کا صدقہ میں غریب جامی کا بھی کام بن جائے گا۔

✦ قصیدہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند

فلک پہ سب سہی پر ہے نہ ثانیٔ احمد
زمین پر کچھ نہ ہو پر ہے محمدی سرکار
کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی
کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھیروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار

اُڑا کے باد مری مشت خاک کو پس مرگ
کرے حضور کے روضہ کے آس پاس نثار
وَلے یہ رتبہ کہاں مشتِ خاک قاسم کا
کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار
تمہارے عشق میں رو رو کے ہوں نحیف اتنا
کہ آنکھیں چشمہ آبی سے ہوں درون غبار

روناور شعر وشاعری

شعر وشاعری اور رونے کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ آپ کو شاید ایسا کوئی شاعر نظر نہ آئے جس کی شاعری بغیر رونے کے مکمل ہوتی ہو۔ شاعر کا دِل بڑا حساس ہوتا ہے۔ وہ زیادتیوں، ناانصافیوں اور ظلم کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ظلم و بے انصافی سے اُس کے دِل پر ایک چوٹ لگتی ہے اور یہی چوٹ اس کے شعر کہنے کا سبب بن جاتی ہے۔ شعر کہنا ایک خداداد صلاحیت ہے جس کو اللہ دے دیں۔ ورنہ ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ شعر کہہ دیں کیونکہ شعر مختصر الفاظ میں دِل کے اُن جذبات و احساسات کی ترجمانی کر دیتا ہے جو نثر کے سینکڑوں ہزاروں جملوں میں ادا نہیں ہو سکتی۔ یہاں شعر و شاعری اور نثر سے بحث مطلب نہیں بلکہ عرض کرنا صرف یہ ہے کہ شاعری یا شعر کہنا دِل پر چوٹ لگ جانے سے حرکت میں آتی ہے اور اِسی طرح دِل پر ضرب لگنے سے رونا آتا ہے ورنہ آنسو تو پیاز کاٹنے اور مرچوں کے مہک اور آنسو گیس سے بھی نکل آتے ہیں لیکن اُس کو رونا نہیں کہتے۔ رونا وہی ہے جس کا تعلق دِل کے جذبات واحساسات سے ہو۔

شاعروں کو اللہ تعالیٰ نے تخلیات کے دنیا میں وہ وسعت دی ہوتی ہے جس کا ایک عام آدمی سوچ بھی نہیں سکتا اور شعر کہنے کے وقت اللہ تعالیٰ اُس کے سامنے الفاظ کا وہ انبار لگا دیتا ہے جو دوسرا بندہ عمر بھر میں حاصل نہیں کر سکتا۔ شاعر پھر ان دونوں یعنی تخیل و الفاظ کا خوب استعمال کرتا ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو شاعر کے اُس استعمال تک محدود کر رکھا ہے جو رونے سے متعلق ہے۔

اِس لحاظ سے ہم نے رونے کے متعلق شعروں کو تین ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

ا۔ رونا بذاتِ خود شعرا کی نظر میں کیا ہے اور اس کی قدر وقیمت کیا ہے۔

۲۔ رونے کے متعلقات مثلاً عشق عاشق معشوق، آنکھ چشم تر وغیرہ، رونا ہنسنے کا ضد ہے۔ ہجر و وصل اور رقیب کا بھی رونے کے ساتھ ایک تعلق ہوتا ہے۔

۳۔ رونے کے استعارات شعرا نے اپنے رونے کو یا عاشق کے رونے کو سیلاب، طوفان، دریا اور باد و باران سے تشبیہ دی ہے اور کبھی اپنی آستین، گریبان اور دامن کو رونے کے ساتھ جوڑا ہے۔ اکثر نے گل و بلبل اور شمع و پروانے کے محبت کے افسانوں کو اپنے کلام کا زینت بنایا ہے۔ تمام شعرا کے کلاموں میں سے رونے کے متعلق مواد جمع کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ اس مجموعہ میں ہم نے چند مخصوص شعرا کے کلام سے استفادہ کیا ہے جن میں حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب خلیفۂ اجل حضرت اشرف علی تھانویؒ، حضرت عبدالرحمٰن جامی، پشتو کے مشہور صوفی شاعر عبدالرحمٰن بابا، حافظ الپوری اور عاشق رسول جامی سرحد حاجی محمد آمین صاحب آف ترنگزئی سرفہرست ہیں۔ حضرت مولانا روم ، حضرت اشرف علی تھانوی کے ملفوظات اور متفرق شعرا کے کلام سے استفادہ کیا گیا ہے۔ موقع اور محل کے مطابق جو بھی شعر ہاتھ آیا ہم نے استفادہ کر لیا۔ مجموعہ میں صرف اُردو، فارسی اور پشتو کلام کے اشعار ہیں۔ فارسی اور پشتو اشعار کے ساتھ اُن کا اُردو ترجمہ بھی درج ہے۔

﴿باب۔۸﴾

روناشعرا کے نظر میں

رونا کیا ہے۔ایک کرب و بے چینی، درد وبکا اور نالہ و فریاد کی کیفیت ہے۔ کرب و بے چینی اور درد دِل کے اندر رہے اور آہ وبکا، نالہ و فریاد اُس کا اظہار ہے جیسے ایک شاعر فرماتا ہے:

مرا درد یست اندر دِل اگر گویم زبان سوزد
و گر دَم دَر کشم تر سم کہ مغز استخوان سوزد

کہ میرے دِل میں ایسا درد ہے کہ اگر کہوں تو درد کی وجہ سے زبان جل جاتی ہے اور اگر خاموش رہوں تو ڈر ہے کہ ہڈیوں کا گودا جل جائے گا۔

شاعر کہتا ہے۔ آسمان کا رنگ میرے آہوں اور دِل کے جلن کے دھویں سے بھرا ہے۔ ستارے میرے آہوں کی چنگاریاں ہیں۔ میرے نصیب میں رونا ہی ہے اور یہی میں چاہتا ہوں اور رونے سے تسلی ہو جاتی ہے۔ یہ تو اب ریسرچ سے بھی ثابت ہے کہ رونے میں خاص قسم کے ہارمون خارج ہوتے ہیں جو درد سے نکالنے اور طبیعت کے ٹھیک کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

رونا ایک قیمتی اثاثہ ہے جو ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ اِس کی قدر وہ جانتے ہیں جو اِس کی قدر و قیمت سے باخبر ہیں۔ قدرِ زر زر گر شناسد قدر جوہر جوہری۔ آنسوؤں کے قطروں کو وہ در و گوہر اور لعل و موتیوں سے کم نہیں سمجھتے۔ رونا اگر کسی کے لیے جام جم ہے تو کسی کے لیے زندگی کی تار نفس ہے جیسے صدف کے اندر گوہر بنتا ہے۔ آنسو آنکھ کے اندر گوہر ہیں۔ یہ وہ دانے ہیں جس سے ہما جیسا مرغ عنقا پکڑا جاتا ہے۔

نوائے صبح گاہی اور گرم آنسوؤں کے بہانے کو وہ تاج و تخت اور بادشاہی کے عوض بدلنا نہیں چاہتے۔ صبح کے رونے میں جو مزہ پاتے ہیں وہ چنگ و بربط کی صدا میں نہیں پاتے اور

اگر صبح کا رونا کم ہو جائے تو دِلگیر ہوتے ہیں اور شکایت کرتے ہیں۔

نیم شب آہوں میں پاتا ہوں کمی
دردِ دِل شاید کہ کچھ کم ہوگیا

نوائے صبح گاہی کے لیے رات آنے کا شوق سے انتظار کرتے ہیں۔

رونا: آہ وفغاں، نالہ وفریاد

اُردو اشعار

آہ وفغاں رہے نہ رہے گریہ و بکا
بس دِل ہی دِل میں اب غم جانان سے کھیلئے
مجذوب آہ سرد بھریں آپ روئے بھی
دِل پھنک رہا ہے باد سے باران سے کھیلئے
دِل اب اُڑنے لگیں ہر آہ پر چنگاریاں
لو میرے ظلمت کدہ میں بھی چراغاں ہوگیا
نالے جو چھیڑ دوں ابھی بھولیں سب اپنی راگنی
رکھتا ہوں صوت سرمدی گو میں شکستہ ساز ہوں

سن سن کے میرے نالے وہ اور سوزِ دِل پر
آہوں سے اپنی بیٹھئے پنکھا سا جھل رہا ہے
شب غم فلک پر جو چھٹکے ہیں تارے
مری آہ سوزاں کی چنگاریاں ہیں
کہاں سے لاؤں زبان عرضِ حال کو یا رب
زبان جو دی تھی ہوئی وقف وہ فغاں کے لیے

دم بخود ہے ضبط کا مارا ہوا مجبور ہے
آہ کے نزدیک ورنہ آسمان کیا دُور ہے
رُکی آہیں تو کیا حالِ دِل آتشِ بجاں بدلا
تپش افزوں ہوئی سوز نہاں سے اب دُھواں نکلا
محفل میں جھجکتا ہوں میں کرتے ہوئے نالے
کچا ہوں ابھی مجھ کو سبق یاد نہیں ہے
میری بکا و بین سے وہ بھی نہیں ہیں چین سے
دونوں غرض ہیں بے قرار ایک اس طرف ایک اُس طرف
کروں ضبط فغاں کی ہائے کیا تدبیر اے ہمدم
دبانے سے طبیعت اور بھی دونی اُبھرتی ہے
کروں میں ہائے کب تک ضبط اے ظالم تیرے ڈر سے
نکلنے ہی کو ہے اب آہ میرے قلب مضطر کا

جو نالے کرتے پھرے کو بہ کو تو یوں سمجھے
منادی دِل نہ لگانے ہم نے گھر گھر کی
نگاہ یاس و دَم سرد و آہ بے تاثیر
نشان درد محبت طبیب کیا سمجھے
ان آہوں کا میری اثر دیکھ لینا
دو عالم کو زیر و زبر دیکھ لینا
یہ نالہ کناں کون باواز حزیں ہے
دیکھو کہیں مجذوب غزل خواں تو نہیں ہے
صورت انجم ہیں میری آہ کی چنگاریاں
اور مرا دودِ فغاں ہے آسمان درد دِل

میں غم دوست ہوں مجھ کو مطرب نہ چھیڑیئے
میں ہر وقت آہ و بکا چاہتا ہوں
دردِ دِل دور سے ہم تم کو سنائیں کیونکر
ڈاک میں بھیج دیں آہوں کی صدائیں کیونکر
دامن سے وہ پونچھتا ہے آنسو
رونے کا کچھ آج ہی مزا ہے

وہ پوچھتے بھی ہیں آکر کبھی جو حال میرا
تو لب پہ کچھ بجز آہ و فغاں نہیں ہوتا
آہ رسا نے آج تو واصل بنا دیا
دیکھا! کہاں پہنچ گئے دَم میں کہاں سے ہم
ہے گدائی مجھ کو بہتر تیرے حسن و عشق کی
ہم بھکاری بھیک کے در در ہمیں رُلنا پڑا

فارسی اشعار

آنکہ از حلقۂ زر گوش گرانست اعدا چہ غم از نالۂ خونین جگر انست او را

ترجمہ: ہمارے محبوب کے فرمانبرداروں کا حلقہ دشمن پر ناگوار ہے۔ اِس پر کیا غم ہے کہ ہمارا جگر خون کرنے والے نالے اُس کے لیے ہیں۔

پشتو اشعار

زۀ حافظ به په هائے هائے په زوره ژاړم
چې م تخم د نېکۍ کرلی نۀ دی

ترجمہ: میں حافظ ہائے ہائے کے ساتھ چیخ کر روؤں گا کہ نیکی کی تخم میں نے کاشت نہیں کی۔

دریغ د آه دود م رسېده شوی و آسمان ته
سوز د سوی زړۀ م نموده شوی قدسیان

ته

ترجمہ: کاش! میری آہ کا دُھواں آسمان میں پہنچتا کہ فرشتوں کو میرے جلے دِل کا سوز معلوم ہو جاتا۔

له آزاره چا بازار موندلے نهٔ دے
آه فریاد د زیر دستانو صواعق دی

ترجمہ: آزار دینے سے کبھی راحت ملی نہیں ہے۔ آہ فریاد ضعیفوں کے بگولے ہیں۔

هائے هائے څهٔ م دا خراب خاطر ناښاد شهٔ
زیست روزګار م همېشه آه و فریاد شهٔ

ترجمہ: ہائے کیا میری زندگی برباد وناکام ہوئی کہ آہ فریاد میری زندگی کا مشغلہ ہو گیا۔

څهٔ به نهٔ وی د فلك ماڼړئ سیاه
چې بلېږی په کښې اور زما د آه

ترجمہ: آسمان کا محل سیاہ کیوں نہ ہو جس میں میری آہ کی آگ جل رہی ہو۔

په ژړا ئې دَمه کړمه ګنې چوی
دے ودان دا پېښور په دا تیراه

ترجمہ: رونے سے دِل کو تسلی دیتا ہوں ورنہ پھٹتا ہے۔ یہ پشاور (میرا دِل) تیراہ کی بارشوں سے آباد ہے۔

زهٔ خپل آه آتشین له خدائے غواړم
د آشنا خاطر کهٔ موم دی کهٔ فولاد دی

ترجمہ: میں تو اللہ سے اپنا شغلہ کناں آہ مانگتا ہوں۔ اس سے کیا کہ یار کی طبیعت موم ہے یا فولاد ہے۔

چې د آه و د فریاد طاقت ئې نهٔ وی
هر سکوت د بې طاقتو آه فریاد وی

ترجمہ: جو آہ وفریاد کی طاقت نہیں رکھتے اُن ضعفاء کا سکوت ہی آہ فریاد ہے۔

که ناري وهم کهٔ ژاړم
پروا نهٔ لری یو چوك

ترجمہ: اگر چیخوں یا روؤں۔ آشنا کو ذرا برابر پرواہ نہیں۔

اے رحمانه! چې عاشق شی
ځان دې ژاړی کوك په كوك

ترجمہ: اے رحمان! جو عاشق ہو جائے، چاہیئے کہ پھوٹ پھوٹ کر روئیں۔

ما رُستم د زمانې وليد په سترګو
چې د يار له جوره ژاړی لكه ګنډه

ترجمہ: میں نے زمانے کے پہلوان رُستم کو یار کی بے پرواہی کی وجہ سے بیوہ کی طرح روتے دیکھا۔

نن دې وخت دے كۀ م آه و فرياد اورې
څو چې خاورې نۀ وی هر اندام ځما

ترجمہ: آج میری آہ وفریاد سن سکتے ہیں۔ میرے بدن کے اعضاء خاک ہونے کے بعد کیا فائدہ۔

ګل لمبه شو د بلبل په آه رحمانه
نه ګروهيږی يار په هائے و هوئے د
ستا

ترجمہ: بلبل کی آہ فریاد سن کر گل سرخ شعلہ بن گیا لیکن میرے فریاد کا یار پر کوئی اثر نہیں۔

كۀ آهونه آتشين پسے اوكاږم
لكه سرو له خزانه پرواه نۀ كا

ترجمہ: اگر میں چنگاریاں بھری آہیں نکالتا ہوں لیکن یار پر اثر نہیں جیسے سرو کو خزان کی پرواہ نہیں۔

رونا: دُرو گوہر و موتی

اُردو اشعار

میرے پاس اور کیا ہے بس یہ نالے ہیں یہ آہیں ہیں
جو سمجھیں آپ اسے دولت تو دولت لے کے آیا ہوں

آنکھ اشک خون سے پُر داغوں سے مالا مال ہے
ہم گدائے عشق بے دینار و بے درہم نہیں

مٹے سب درد لیکن سلسلہ اشکوں کا ہے جاری
یہی ہے اب تو اپنا سبحۂ صد دانہ برسوں سے
اب تواے ضبط یہ آہیں نہیں سانسیں ہیں میری
روک لوں ان کو تو جینا مجھے مشکل ہو جائے
محبت میں آنسو بہاتا چلا جا
پئے یار موتی لٹاتا چلا جا

رونا نہ چھوڑ چشم غم بنا اگر ہو جام جم
خون جگر بہائے جا حسن نظر بڑھائے جا
رونے سے تو بھڑکتی ہے سینے میں آگ اور
دِل کی بجھاؤں ہائے میں کیونکر لگی ہوئی
جو نکلیں آئیں تو حور بن کر جو نکلے آنسو تو بن کے گوہر
یہ کون بیٹھا ہے دل کے اندر یہ کون چشم پُر آب میں ہے
قطرہ اشک میں ہوں دِل کے بھی ٹکڑے شامل
فطرت دیدۂ خونبار کہاں سے لاؤں
ہر قطرہ ندامت کا جو دیدۂ تر میں ہے
وہ دامن خالی میں ہے گوہر شاہانہ
ریائی گریہ ہم رندوں کو اے صوفی نہیں آتا
کہ رکھتا ہے لب خنداں دل اندوہ گیں ساقی
برسائیں گےجب خون دِل و خون جگر ہم
دیکھیں گے جب ہی نخلِ محبت میں ثمر ہم

پر ز عیب ہوں مگر آیا ہوں میں بہ چشم تر
ایک ہی ہے بس ہنر اور ہنر کوئی نہیں

فارسی اشعار

کہ برابر می کند شاہ مجید
اشک را در وزن با خون شہید

ترجمہ: اُس کے خوف سے نکلے ہوئے آنسو کو اللہ تعالیٰ شہید کے خون کے برابر کر دیتا ہے۔

ندا دست جزا نیم کہ ریختم زد و دیدہ
بپائے آں صنم ایں اشک دانہ دانہ خود را

ترجمہ: انصاف کے لیے میں نے محبوب کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ میں اُن کے قدموں پر اپنی دو آنکھوں سے قطرہ قطرہ آنسو بہانا چاہتا ہوں۔

پشتو اشعار

تعجب ځما د ډېرو اوښکو مهٔ کړه
ما موندلے په دا بحر کښې ګوهر
دے

ترجمہ: میری زیادہ آنسوؤں پر تعجب نہ کریں کہ میں نے اسی آنسوؤں کے بحر میں موتی پایا ہے۔

مدام اوښکي تويوی د رزق د غمه
دُر ګوهر په بها پلوری ارزان ولی

ترجمہ: ہمیشہ رزق کے غم میں آنسو بہاتے ہو۔ یہ در گوہر (آنسو) کیوں ارزاں دے رہے ہو۔

چې خوناب ئې د چشمانو مې ناب دی
پېوسته له دغه جامَ سره جم دی

ترجمہ: جن کی آنکھوں کے آنسو سرخ شراب کی طرح خون آلود ہو اُسی جام کے ساتھ جم بھی پیوستہ ہوتا ہے یعنی وہ جام جم بن جاتا ہے جس میں سب کچھ دِکھائی دیتا ہے۔

کۀ صیاد سره د اوښکو داني نۀ وی
د هوا مرغونه نۀ دی چا نیولی

ترجمہ: شکاری کے پاس اگر آنسو کے دانے نہ ہوں تو ہوا کے مرغ شکار کرنا محال ہے۔

ځما اوښکي چي دا هسي شست و
شوکَ
دا محنت واړه ځما د مخ آبروکَ

ترجمہ: میرے آنسوؤں کا یہ رونا دھونا اصل میں میری منہ کی آبرو کی محنت ہے۔

د وصال مارغۀ د اوښکو دانو راکړ
لکه لعل و دُر په غاړه د خوبان یم

ترجمہ: آنسو کی دانوں کی وجہ سے مجھے وصال کا مرغ مِل گیا۔ خوبانوں کے گلے میں لعل و گوہر کا ہار ہوں۔

نوائے صبح گاہی

اُردو اشعار

نوائے صبح گاہی نے جگر خون کر دیا میرا
خدایا جس خطا کی یہ سزا ہے وہ خطا کیا ہے

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

نیم شب آہوں میں پاتا ہوں کمی
دردِ دِل شاید کہ کچھ کم ہوگیا

گریۂ شام سے بھی کچھ نہ ہوا
اب اُنہیں نالۂ سحر جائے

سنے سوتے میں جس دَم نالۂ ہائے نیم شب میرے

تو چونک اُٹھے وہ کہہ کر کہ کیا وقت اذاں بدلا

نالہ و فریاد ہی سے کام صبح و شام ہے
اور بھی کچھ کام تجھ کو اے دِل ناکام ہے
ہمارا شغل ہے راتوں کو رونا یادِ دلبر میں
ہماری نیند ہے محو خیال یار ہو جانا
ہے آہ سحر گاہ میں وہ ذوقِ لب و گوش
چنگ ونے و بربط کی صدا بھول گیا ہوں

فارسی اشعار

وضو کردم بہ اشک صبح گاہی
بہ چشم سرمہَ از گرد راہی

ترجمہ: صبح کے آنسو سے وضو کر چکا اور آنکھوں میں اُس کے راستے کے گرد وغبار کا سرمہ ہے۔

نگاہے یا رسول اللہ ﷺ نگاہے
بیا پے گر نباشد گاہے گاہے

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ! نگاہ کرم کیجیے اگر ہمیشہ نہیں تو کبھی کبھی سہی۔

پشتو اشعار

له اوله تتر اووهم بيا آه كړم
په نارو نارو خروس د صبح گاه يم

ترجمہ: جیسے صبح کا مرغ پہلے سینہ پر دونوں پَر مار کر اذان دیتا ہے۔ میں صبح سویرے شدتِ غم سے سینہ کوبی کر کے پھر آہیں نکالتا ہوں۔

چې په هر سحر ځما په ژړا خاندي
له دې هسې صبحدم ولې نهٔ مرم

ترجمہ: ہر روز صبح سویرے جب میں روتا ہوں تو دلبر مجھ پر ہنستا ہے۔ ایسے صبح سے مر کیوں نہ جاؤں۔

زهٔ دې ستا په غم کښې شمع غوندې
ژاړم
تهٔ ځما په غم کښې صبح غوندې خاندې

ترجمہ: میں تو تمہارے غم میں شمع کی طرح روتا ہوں اور تُو صبح کی طرح ہنستا ہے۔

یا صایم په ورځ قایم په شپه وی په محراب
کښې
هر سحر ژړا زاری مې کړلی دُعا خوان
وی

ترجمہ: اے کاش کہ دِن کو روزہ رکھتا رات کو محراب میں کھڑے ہو کر نفل پڑھتا۔ ہر صبح سویرے آہ وزاری کر کے روتے ہوئے دُعائیں کرتا۔

په خندا به لب کشا غُنچه د مراد کړم
کهٔ ژړا عادت په وخت د سحر نیسم

ترجمہ: اپنے مراد کے بند پھول کے لبوں یعنی پنکھڑیوں کو ہنسا کر کھول دوں گا بشرطیکہ میں صبح کے رونے کو اپنی عادت بنالوں۔

د سحر د بازار سود بېدارو یوړو
د خفته خواب وړو څهٔ سود له
حاصله

ترجمہ: صبح کے بازار کا فائدہ تو جاگنے والے لے گئے۔ سوئے ہوؤں کو کیا ملے گا۔

په تاج و تخت دې خوشحالی کوی شاهان د
دُنیا
ځما نصیب شه ګرمې اوښکې تویول د
صبا

ترجمہ: تاج و تخت اور اُس کی خوشحالی شاہانِ دُنیا کو ملے۔ مجھے تو صبح کے گرم آنسو بہانا نصیب ہو۔

﴿باب۔۹﴾

رونا اور اُس کے متعلقات

عشق و عاشق کا ذکر ہو اور رونے و آنسوؤں کا نہ ہو، یہ ناممکن ہے۔ عشق پھول کی خوشبو کی طرح چھپا ہوا پھر بھی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ عاشق کے خشک ہونٹ، نم آنکھیں اور زرد چہرہ اُس کی غمازی کرتا ہے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا متواتر بہنا یہاں تک کہ گریبان بھی غرقاب ہو، عاشق کے اوصاف میں سے ہے۔ گرم آنسو اور سرد آہیں عاشق کے لیے عمر بھر کا مشغلہ ہے جسے وہ اپنی شان گردانتا ہے۔

چشم تر، نم آنکھیں، خون آلود اشک اور گل رنگ آنسوؤں کے تذکرہ سے شاعرانہ کلام بھرا پڑا ہے جیسے کہتے ہیں کہ زبان دِلوں کے ہانڈیوں کے چمچے ہیں۔ اسی طرح آنکھیں دِلوں کے درد و کرب کے چمچے ہیں۔ اگر آنکھیں آنسو نہ بہائیں تو دِل کا حال کبھی معلوم نہ ہو۔ چشم ندامت کے پیمانے جب لبریز ہو کر چھلک جاتے ہیں تو توبہ قبول ہو جاتا ہے۔ سینہ میں جب آہوں کے بادل اُمڈ آتے ہیں تو آنکھوں کے پیمانے لبریز ہو کر چھلک جاتے ہیں اور برس پڑتے ہیں۔ چشم تر بزم ناز و راز کا غماز ہے۔

رونا اور ہنسنا ایک دوسرے کا ضد ہے۔ دنیا میں یا رونا ہے یا ہنسنا ہے جسے سلوک میں قبض و بسط کہتے ہیں شاعروں کے نزدیک ہنسنا یعنی خوشیاں تو کبھی کبھار مہمان بن کر آجاتی ہیں اور رونا تو گھر کا اپنا فرد ہے یعنی ہمیشہ ہے۔ ہنسنا بھی رونے کے بقدر ہے۔ بہت سارے بزرگوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ ظاہر میں ہنس رہے ہیں لیکن دِل میں اللہ کی عشق کی آگ بڑھکی ہوتی ہے جیسے ایک شاعر کہتا ہے کہ شمع کی طرح میرے ہنسنے میں رونا پوشیدہ ہے۔

شب ہجر اور فراق محبوب میں رونا عمر بھر کا شغل ہے جو نہ آنسو تھمتے ہیں اور نہ رونا بند

ہوتا ہے۔یوسف علیہ السلام کے فراق میں یعقوب علیہ السلام اِتنا روئے کہ آنکھیں سفید ہو گئیں۔شاعر کہتا ہے کہ تھوڑا سا ہنسا تھا لیکن عمر بھر رونا پڑا۔رقیب کی آؤ بھگت مجھے رُلاتی ہے۔ جب روتا ہوں تو رقیب کے گھر جشن ہوتا ہے۔میں وصل میں بھی روتا ہوں کہ کہیں ہجر پھر نہ آجائیں۔

رونا: عشق، عاشق و معشوق

اُردو اشعار

اس مقام عشق پر اب ہوں میں اے بلبل جہاں
نالہ و فریاد اِک آواز بے ہنگام ہے
ہو آہ عشق میں کبھی اور گریہ ہو کبھی
موج ہَوا سے کھیلئے طوفان سے کھیلئے
رہ تا بہ ابد اے دِل تو منتظر حاصل
کیا ہتھیلی پر سرسوں کا جمانا ہے
عاشق خام تھا میں جب جوش و خروش تھا عجب
لب پہ ہے آہ سرد اب نالۂ آتشیں نہیں

نماز عشق نے پایا ہے وہ خمِ آبرو
وضو کو اشک ملے ہیں فغاں آذاں کے لیے
شش جہت میں عاشق کےایک رونا ہو تو روئیں
رنج و غم، ماتم الم، افسوس حسرت کیا کریں
ہیں یہ رونے کے لیے ان کے لیے ہے رونا
تیرے عشاق کی آنکھیں ہیے دیدار نہیں

سوزش خام ہو تب آگ سے اُٹھتا ہے دُھواں
عشق کامل کا جو دعویٰ ہے تو پھر آہ نہ ہو
عشق کی تازگی ہے آنسو سے
بے سبب تو بہا نہیں جاتا
عاشق بدنام کو پروائے ننگ و نام کیا
اور جو خود ناکام ہو اس کو کسی سے کام کیا

پشتواشعار

کهٔ عاشق په عشق کښې ژاړی هېڅ ګرم نهٔ
دے
په دا هسې درد کښې نهٔ لری مجال څوك

ترجمہ: عاشق پر رونے کی ملامت نہیں کیونکہ ایسے درد میں برداشت کی مجال نہیں ہوتا۔

وچې شونډې تر چشمان رنګ د
زعفرانو
عاشقان چې دا اوصاف لری محق دی

ترجمہ: خشک ہونٹ، نم آنکھیں، زرد رنگ عاشقوں کے اوصاف میں سے ہے۔

ابروئی د عاشق هله څان څرګند کا
چې ئې غم د زړهٔ له سترګو څڅېده شی

ترجمہ: عاشق کی ابروئی تب ظاہر ہو جاتی ہے جب اُس کے دِل کا نم آنکھوں سے جھڑنے لگے۔

بې له عشق چې مې پړی شو د پوزی
ګنړه نور له جملګی قېد آزاد یم

ترجمہ: میں تمام پابندیوں سے آزاد ہوں۔ صرف عشق میرے ناک کامہار بن گیاہے۔

مدام ناست یم اوچ ګوګل سترګې په غم
کښې
عشق رااوښود بحر و بر په خپل حرم
کښې

ترجمہ: سینہ خشک اور آنکھیں نم بیٹھا ہوں۔ عشق کی برکت سے اپنے میں بر و بحر دونوں پاتا ہوں۔

بې د ستا د عشق د شهيدانو له خاكدان
كله زرغونيږي سرۀ لاله له هره گردَ

ترجمہ: تیرے عشق کے شہیدوں کے خاک کے علاوہ اور زمین سے گل لالہ نہیں اُگتے۔

معشوقه كۀ د خپل سر په بها مومى
وَ رحمٰن وته وړيا ده بهانه ده

ترجمہ: رحمٰن کو اگر اپنے سر کی قیمت پر اپنا معشوق ملتا ہے تو یہ مفت ہے قیمتاً نہیں۔

عشق د بوى په څېر په پټه ځُلۀ څرگند وى
په دا چارو كښې غوغا څۀ پكار نۀ ده

ترجمہ: عشق تو پھول کی خوشبو کی طرح خود ظاہر ہوتا ہے۔ اُس کے لیے شور و غوغا کی ضرورت نہیں۔

هومره اوښكې د عاشق په گرېوان وورى
تۀ به وائې چې يو سيند دے گرېوان نۀ دے

ترجمہ: عاشق کے گریبان پر اِتنے زور سے آنسو بہتے ہیں۔ لگتا ہے کہ دریا ہے گریبان نہیں ہے۔

هر چې عاشقي كا كۀ په قطع افلاطون وى
زۀ خو ئې مجنون گنړم كۀ نن وى كۀ صبا

ترجمہ: عاشقی کا پیشہ اگر افلاطون جیسا دانشمند بھی اختیار کرے گا۔ آج نہیں تو کل مجنون بن جائے گا۔

ترخې اوښكې د عاشق آب و نمك دى
خدائې دې نۀ كا څوك بې آب و بې نمك

ترجمہ: کاری آنسو تو عاشق کے آب و نمک ہیں۔ خدا نہ کرے کہ اُس کی آب و نمک ختم ہو۔

تل ئې مخ وى تر خوبانو پورې تللے
عاشقى چې د چا اوښكې په شبوكَ

ترجمہ: عاشقی کے بدولت جس کی آنسو مسلسل بہتے ہیں وہ ہمیشہ خوبانوں کی طرف دیکھتا ہے۔

رونا: آنکھ و چشم تر واشک وآنسو

اُردو اشعار

ہے چشم اگر گریاں تو دل ہے میرا بریاں
اے درد محبت بس اب تیری دہائی ہے

دیدہ و دِل دھل رہے ہیں اشک پیہم سے میرے
پھر انہی راہوں سے شاید شہسوار آنے کو ہے

روضے کی جھالیوں پر اے زائرِ مدینہ
جس وقت چشم پُرنم بن جائے آبگینہ
مجھ کو بھی یاد رکھنا مجھ کو بھی یاد رکھنا

اقرار گناہوں کا کرکے جب چشم ندامت روتی ہے
تسکین سی دِل کو ہوتی ہے سب داغ میرے دُھل جاتے ہیں

پیمانے دونوں آنکھوں کے لبریز ہوگئے
بخشا ہے ایسا کیف و سرور اِس غلام کو

ملتزم پر ابھی پہنچا ہی تھا دِل بھر آیا
اور چھلکنے لگا آب آنکھوں کے پیمانوں کا

مختصر یہ ہے ہماری داستاں
خود بخود ہیں آنکھ سے آنسو رواں

رُخسار زرد پر مرے بہتے ہیں اشک خون
یکجا دِکھا رہی ہے خزاں و بہار رنگ

زمین تک مرے آنسو آنے لگے
فلک پر مرے نالے جانے لگے

دھو ڈالی گئی دفترِ عصیاں کی سیاہی
رحمت کو پسند آئی ادا دیدہ تر کی

چھلک پڑنے کو ہے کیف حضوری
دِلوں میں سوز ہے آنکھوں میں نم ہے

تو ہے اور تیرا حرم ہے تیری بزمِ ناز ہے
اور کچھ کچھ چشمِ تر بھی آشنائے راز ہے

چاہتا تھا درد سے میرے کوئی واقف نہ ہو
ہوگیا رسوائے عالم چشمِ تر غماز ہے

تھم گئے آنسو رہی دِل میں جلن
نم رہیں آنکھیں کلیجہ تر رہا

ہوگئی خشک چشمِ تر بہہ گیا ہو کے خون جگر
رونے سے دِل میرا مگر ہائے ابھی بھرا نہیں

رُلاتا ہے لہو ہر دَم تصور تیر پلکوں کا
یہی وہ تیر ہیں آنکھوں میں جو ناسور کرتے ہیں

ہمدموں سے ہائے انکار محبت کیا کریں
اشک کہہ جاتے ہیں آکر دِل کی حالت کیا کریں

وہ کیا آنسو ڈھلک جائے جو اے دِل دیدہ تر سے
وہ قطرہ خارج از مے ہے چھلک جائے جو ساغر سے

میں رات ٹوٹ کے رویا تو چین سے سویا
کہ دِل کا زہر میری چشم تر سے نکلا تھا

قطرہ اشک آنکھ سے آتا نہیں
خشک سا یہ دیدۂ نم ہوگیا
دِل ملا سیاہ کار آنکھ عطا ہو اشکبار
دھوئے جو دِل کو بار بارخلوت خاص راز میں
جائیں بہ چشم نم کہاں روئیں اب اپنا غم کہاں
پہلا سا اب کرم کہاں ایسا تو اب کوئی نہیں
فنا ہو جائیں گے ہم اور تم آنسو بہاؤ گے
ہمارے بعد ہم جیسے کہاں سے لوگ لاؤ گے

فارسی اشعار

اے خوشا چشم کہ آں گریان اوست
اے خوشا اے دِل کہ آں بریان اوست

ترجمہ: وہ آنکھ کتنی اچھی ہے جو اس کے غم میں روتی ہے۔ وہ دِل کتنا اچھا ہے جو اُس کے غم میں بُھنا ہوا ہے۔

در تضرع باش تا شاداں شوی
گریہ کن تا بے دھاں خنداں شوی

ترجمہ: اگر تو خوش رہنا چاہتا ہے تو رویا کر تا کہ تیرا دِل بغیر دہن کے ہنستا رہے۔

محمل مہ بند امروز اے ساربان جاناں
کز آب چشم ماشد رہ بستہ کاروان را

ترجمہ: اے ساربانِ محبوب! آج (محبوب کے ہودج کا پردہ ڈال کر) سفر شروع نہ کر (کہ ہم بھی دیدار کر سکیں) میرے آنسوؤں کی پانی کی وجہ سے کاروان کا راستہ رُکا ہوا ہے۔

چو اندر حشر بر خیزم بدامانِ تو آویزم
زدیدہ خون دِل ریزم فراواں یا رسول اللہ

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ! جب حشر کے دِن اُٹھوں تو آپؐ کے دامن سے لپٹ جاؤں اور خون دِل کو آنسو کی شکل میں آنکھوں سے خوب بہاؤں۔

اشک خونین سرخ روی ہا سر پیش مردم
حق گزاری چوں کنم ایں دیدہ خونبار را

ترجمہ: میرے خونین آنسو میرے محبوب کے سامنے میری سرخ روئی کا سبب ہے کہ خون فشاں آنکھوں سے حق ادا کر رہا ہوں۔

گر چہ ہر روزے ز صد رہ کم نمی بینم ترا
خون ہمی گریم اگر یکدم نے بینم ترا

ترجمہ: اے محبوب! اگرچہ روز تجھے حجاب میں دیکھتا ہوں۔ اس کے باوجود اگر ایک لحظہ کے لیے تجھے نہ دیکھوں تو خون کے آنسو روتا ہوں۔

زاں ہمی ریزم سر شک لالہ رنگ خویش را
تا ز خونِ دیگراں شوی خدنگ خویش را

ترجمہ: اپنے لالہ کی طرح خون سے سرخ آنسوؤں کو اس لیے نچھاور کرتا ہوں تاکہ تو دوسروں کے خون جگر سے اپنا تیر خون آلود کر دیں۔

چہ سود گریۂ خون چشم اشکبار مرا
کہ نیست ہیچ اثر گریہ ہائے زار مرا

ترجمہ: میرے خون بہانے والے آنکھوں کا کیا فائدہ ہے کہ میری اس گریہ وزاری کا کوئی اثر ہی نہیں ہے۔

چو اشک خویشتن غلطم میان خاک وخون شب ہا
زر شک آنکہ بینم جام می رالب بر آں لب ہا

ترجمہ: کئی راتوں سے اپنے آنسوؤں کی طرح اپنے آپ کو خاک وخون میں لت پت پاتا ہوں۔ اس کی وجہ سے اپنے لبوں کو جام کی بجائے محبوب کے لبوں پر دیکھتا ہوں۔

پشتو اشعار

په آشنا پسې ټل ژاړی په دوه سترګو
د اوبو په ځائې خوناب کاندی اخراج

ترجمہ: اپنے آشنا کے لیے دونوں آنکھوں سے خون آلود آنسو بہا کر روتے ہیں۔

د رحمٰن د سترګو نم به هله اوچ شی
کهٔ اوچ شوی د چا نم وی له ناسورَ

ترجمہ: اگر کبھی کسی ناسور سے نم بہنا بند ہو چکا ہو تو رحمٰن کے آنکھوں سے بھی نم بہنا بند ہو جائے گا۔

د جراحت نم چې بهیږی درد الم کمیږی
ځما په ډیرو اوښکو درد کمیده ولې نهٔ شی

ترجمہ: زخموں سے جب پیپ گند نکلتا ہے تو درد کم ہو جاتا ہے۔ میرے بہت آنسو نکلنے سے میرا درد کم کیوں نہیں ہوتا۔

په زیړ رنګ په سپینو اوښکو به ما بیاموند
کهٔ د ترکو ملاقات په سیم و زر وی

ترجمہ: اگر معشوقوں کا وصال سونے چاندی سے ہوتا تو میں اپنے زرد رنگ اور سفید آنسو (یعنی سونا چاندی) سے ضرور حاصل کر لیتا۔

هر یو مخ کله لائق د ابرویئ دے
اوښکې نهٔ درومی په مخ د هر ناولی

ترجمہ: ہر چہرہ عزت و آبروئی کے لائق نہیں ہوتا اس لیے ہر میلی چہرہ پر آنسو نہیں بہتے۔

ځما اوښکې چې پېدا د زړهٔ له زيم شوې
لکه اور چې له کباب نم اخراج کا

ترجمہ: میرے آنسو میرے سوختہ دِل کا پانی ہے جیسے آگ کباب سے پانی نکال لیتا ہے۔

لږ ئې اوپوښته چې حال ئې د زړهٔ څهٔ دے
د رحمٰن د سترګو ځاځی نم په څهٔ

ترجمہ: رحمٰن سے تو ذرا پوچھ لو کہ حال کیا ہے۔ آنکھوں سے آنسو کیوں رواں ہیں۔

د هغو سترګو به اوښکې وی ګل رنګې
هر چې ستا په ګل رُخسار وی منتظر

ترجمہ: اُن آنکھوں کی آنسو سرخی مائل ہوں گی جو تیرے گلاب جیسے چہرہ کا منتظر ہوں۔

هېڅ اثر د رحمٰن اوښکې په يار نهٔ کا
خدائې دې نهٔ کا د چا اوښکې بې اثر

ترجمہ: رحمٰن کے آنسو یار پر کچھ اثر نہیں کرتی۔ خدا نہ کرے کسی کی آنسو ایسے بے اثر ہوں۔

چې تا اووينم په مخ مې اوښکې درومی
لکه موم چې په آفتاب شی برابر

ترجمہ: جیسے موم کا سورج کے سامنے پگلنا شروع ہو جاتا ہے ایسی ہی تیرے چہرہ کو دیکھ کر میرے آنسو بہنا شروع ہو جاتے ہیں۔

کهٔ مې سرهٔ دی کهٔ مې سپين دی کهٔ مې تور دی
اوښکو يوړو هر اسباب ځما د سترګو

ترجمہ: میری آنکھوں کی سرخی سفیدی اور کالا پن سب میرے آنسو بہا کے لے گئی۔

اور ستا د رُخسار دے ما په خپلو سترګو بل کړو
تل په آتش سوزی آئينه چې نمر ته ګوری

ترجمہ: جیسے آتشی شیشہ سورج کے مقابل ہو کر آگ جلاتی ہے۔ تیرے چہرے کے آگ نے میرے آنسو جلا دیئے۔

رونا: ہنسنا

اُردواشعار

برسوں ابھی تو دیدۂ گریاں سے کھیلئے
پھر جا کے ہاں کبھی لب خنداں سے کھیلئے

ہنسنا ہے جہاں میں کم رونا ہے مگر پیہم
خوشیاں ہیں یہاں مہمان غم صاحب خانہ ہے

ہنستے ہو رونے پہ میرے کہیں رونا نہ پڑے
انہیں نالوں میں کوئی نالہ اثر دار نہ ہو

نہیں یہ نالہ نے جو سنو مزے کے لیے
کلیجہ تھام کے بیٹھو میری فغاں کے لیے

کثرت خندہ سے آنسو بھی نکل آتے ہیں
یہ بہت ہنسنا تیرا تجھ کو رُلا بھی دے گا

غزل خواں، شادماں، رقصاں گہے گریاں گہے خنداں
عجب انداز سے ہم کوچۂ دلدار میں آئے

ہنسی بھی آتی ہے اب تو گریاں خوشی بھی آتی ہے رنج لے کر
دوا بھی آتی ہے درد بن کر سکون بھی اب اضطراب میں ہے

نالوں پہ تم تو میرے ہنستے تھے اب یہ کیا ہے
گردن جھکی ہوئی ہے آنسو نکل رہے ہیں

جس کو تھا اٹھ پہر کا رونا

ایسے روتے کو ہنسایا کس نے
ہنسی بھی ہے میرے لب پر ہر دَم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے
مگر جو دِل رو رہا ہے پیہم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے
ہچکیاں بھی میری سن لو میرے نالے تو سنے
ٹھہرو ایک نغمہ ابھی اور میرے ساز میں ہے

فارسی اشعار

تو اے افسردہ دِل زاہد یکے در بزم رنداں شو
کہ بنِی خندہ بر لبہا و آتش پارہ در دل ہا

ترجمہ: اے پژمردہ دِل زاہد رندوں کے مجلس میں جا۔ تو اُن کے ہونٹوں پر ہنسی دیکھے گا اور دِل میں آگ جل رہی ہوتی ہے۔

یاد داری کہ وقت زادن تُو
ہمہ خنداں بودند تو گریاں

ترجمہ: یاد رکھو کہ تیری پیدائش کے وقت سب ہنس رہے تھے اور تُو رو رہا تھا۔

آنچناں زی کہ وقت مردن تُو
ہمہ گریان بُوَند تو خنداں

ترجمہ: ایسی زندگی گزارو کہ تیرے مرنے کے وقت سب رو رہے ہوں اور تُو ہنس رہا ہو۔

پشتو اشعار

د رحمٰن خندا په اجر د ژړا ده
تازګی د ګل په قدر د شبنم وی

ترجمہ: رحمٰن کا ہنسنا اُس کے رونے کے بقدر ہے۔ جیسے پھول کی تازگی شبنم کے کم زیادہ کے بقدر ہے۔

يا خندا ده په دُنيا كښې
يا ژړا ده په وائے وائے

ترجمہ: دُنیا میں یاتو ہنسنا ہے اور یاوای وای کے ساتھ رونا ہے۔

تر دا دوه چارو په هور ته
نور څۀ نشته په دا سرائے

ترجمہ: ان دو چیزوں کے علاوہ اِس سرائے یعنی دُنیا میں اور کچھ نہیں۔

چې د ستا د خولو بوئ وربانديې راغے
د عطار په مخ د اوښكو رود روان شۀ

ترجمہ: صرف تیرے پسینے کی خوشبو سے عطار کے چہرے پر آنسو کی لڑی لگ گئی۔

يار د يار له سترګو اوښكې پاكيزه كا
تا جارى كړې څما اوښكې په يارئ كښې

ترجمہ: یار تو دوسرے یار کے منہ سے آنسو پونچھتا ہے۔ تم نے یاری میں میرے آنسو جاری کر دیئے۔

هيڅ خندا مې له دے خلقو سره نۀ شى
ژړه وى مې هغه تللى تللى خلق

ترجمہ: ان لوگوں کے ساتھ میرا کوئی ہنسنا نہیں۔ مجھے تو گئے ہوئے لوگوں کی یاد رُلارہی ہے۔

هر عاشق چې په خپل يار پسې ژړا كا
دا ژړا واړه خندا ده ژړا نۀ ده

ترجمہ: ہر عاشق جو اپنے یار کے پیچھے روتا ہے۔ یہ رونا اصل میں ہنسنا ہے رونا نہیں۔

په خندا كښې مې ژړا ده لكه شمع
له عالمه پټ پنهم د ځان په وير يم

ترجمہ: شمع کی طرح میرے ہنسنے میں بھی رونا پوشیدہ ہے۔ لوگوں سے منہ چھپا کر رونا میرا مشغلہ ہے۔

رونا: وصل، ہجر ورقیب

اُردواشعار

یہ میری شب ہجر ہے یا روزِ قیامت
نالوں سے میری بھر گئیں خاموش فضائیں
ہجر میں ساقی بجائے ابر تر ہے چشم تر
اور اپنا یہ دِل پُرخون بجائے جام ہے
ہنس کے دَم بھر مجھے رونا جو پڑا تھا پہروں
دِل ناشاد مرا پھر کبھی شاداں نہ ہوا
عزیز وقت کو پھر اپنے کھو رہا ہوں میں
گئے زمانے کو بیٹھا جو رو رہا ہوں میں
رخصت کا میری ہائے وہ حسرت بھرا سماں
روئے لپٹ لپٹ کے تیرے آستاں سے ہم
برابر کیے جاؤں گا میں بھی نالے
مقدر یہ کب تک نہ بیدار ہوگا
دامن کو آنسوؤں سے جو نم کر رہا ہوں میں
شرح غم فراق رقم کر رہا ہوں میں
ٹھہرے گا دِل تھمیں گے اشک آہ مگر ابھی نہیں
غم ہے یہ دِل لگی نہیں رونا ہے یہ ہنسی نہیں
اس دِل زار سے سفر عشق سے جیتے جی نہیں
رونا ہے مجھ کو عمر بھر غم میرا عارضی نہیں
پہلے تھا گریہ و بکا اب ہے تحیر و خفا

رنگ وہی ہے بزم کا ہاں وہ ہما ہمی نہیں
ہجر نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں آہ کہاں بے اثر گئی
تڑپے جو ہم یہاں تو مدینے خبر گئی

فارسی اشعار

خون ازاں گریم بہ ہجر او کہ در خون غرق بہ
دیدہ کو لائق نباشد دولت دیدار را

ترجمہ: ہجر کے سبب اِتنا رویا کہ خون میں غرق ہوں جس کی بدولت آنکھیں دیدار کے قابل نہیں۔

پشتو اشعار

خراب زړهٔ چې م ژړل د یار له غمه
بیا په اجر د هغې ژړا خندان شو

ترجمہ: میرا ناشاد دِل جو یار کے غم میں روتا تھا۔ پھر اُس رونے کے بقدر ہنسا بھی۔

سترغلی مې د فراق په ژړا سرهٔ شول
د سبزی اثر ئې پاسېدهٔ له آب

ترجمہ: فراق میں رونے کی وجہ سے میرے آنکھوں کے ڈورے سرخ ہو گئے۔ سبز پن کا اثر ختم ہو گیا۔

په ژړا ژړا تر هسې حد راغے
چې ځان ړوند کړو په یوسف پسې یعقوب

ترجمہ: یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے فراق میں اِتنا روئے کہ اپنے کو اندھا کر دیا۔

په آشنا پسې تل ژاړي په دوه سترګو
د اوبو په ځائې خوناب کاندې اخراج

ترجمہ: آشنا کے پیچھے دونوں آنکھوں سے روتا ہے اور پانی کی جگہ خون آلود آنسو بہاتا ہے۔

په یوسف پسې لېمهٔ د یعقوب سپین شو
محبان په مهجورئ کښې کور دیده شی

ترجمہ: یوسف علیہ السلام کے پیچھے یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہو گئیں۔ محبت کرنے والے بے بسی میں اندھے ہو جاتے ہیں۔

آه فرياد ئې مشغولا خوراك ئې غم دے
د زړهٔ وينې ئې له سترګو چکېده شي

ترجمہ: فراق میں آہ فریاد اُس کا مشغولا اور غم اُس کا خوراک بن جاتا ہے۔ دِل کا خون آنکھوں سے ٹپکنا شروع ہو جاتا ہے۔

له دواړو سترګو نه مې نم د بېلتانهٔ بهېږی
کهٔ پېښوری کجل پرې پورې کړم بينا به نهٔ
شی

ترجمہ: میرے دونوں آنکھوں سے فراق کا ایسا نم بہتا رہتا ہے کہ پشاوری کا جل سے بھی ٹھیک نہ ہوں۔

چې پرې غم غلطوم د شپې پاسم
کله مے په شونډو کېږدم کله نے

ترجمہ: فراق کا غم ہلکا کرنے کے لیے رات اُٹھ کر کبھی شراب منہ سے لگاتا ہوں اور کبھی بانسری کو۔

همسايه مې واړه اوواتهٔ له خوابه
کهٔ په سل کوټو دننه کړم زويرګی

ترجمہ: فراق میں اگر سو کمروں کے اندر بھی فریاد کروں پھر بھی ہمسایوں کی نیند اُڑ جاتی ہے۔

کهٔ نادان دی هم په دا هومره پوهېږی
څوك چې نهٔ ژاړی په يار پسې كذاب دی

ترجمہ: نادان و نا سمجھ بھی اِتنا سمجھتے ہیں کہ جو یار کے پیچھے روتا نہیں وہ جھوٹا ہے۔

تور لېمهٔ مې د فراق په ژړا سپين شُو
دوباره د زړهٔ په وينو کښې رنګين شُو

ترجمہ: میری کالی آنکھیں فراق کے رونے سے سفید ہو گئیں۔ دوبارہ دِل کے خون سے رنگین ہو گئیں۔

نهٔ مې اوښکې پاتې شوی نهٔ صبر په صورت
کښې
ډېرې بې صبرئ د مخ آب را څخه يوړو

ترجمہ: میرے میں نہ تو آنسو باقی رہ گئے نہ صبر۔ میری بے صبری میری چہرے کی آب وتاب لے گئی۔

کهٔ جوړه تلی څوك و قبر وته دريغ
ژاړم دا چې يا به تهٔ نهٔ ئې او يا زهٔ

ترجمہ: کاش! کہ قبر میں دونوں اکٹھے جاتے۔ روتا اس لیے ہوں کہ یا میں نہیں ہوں گا یا آپ۔

هر عاشق چې په خپل يار پسې ژړا که
دا ژړا واړه خندا ده ژړا نهٔ که

ترجمہ: ہر عاشق جو یار کے فراق میں روتا ہے۔ یہ رونا اُس کا ہنسنا ہے رونا نہیں۔

زهٔ په وصل کښې خواری د هجران ژاړم
د هر کار فکر تر کاره لا پخوا شی

ترجمہ: میں وصل میں بھی فراق کے غم سے روتا ہوں کیونکہ ہر کام کی فکر کام سے پہلے کی جاتی ہے۔

خاموشی کهٔ هر څو لويه مرتبه ده
زهٔ له يار سره په سوال و جواب خوښ يم

ترجمہ: خاموش رہنا اگرچہ بڑا مرتبہ ہے لیکن میں تو اپنے یار کے ساتھ سوال وجواب میں خوش ہوں۔

چې په وصل کښې مې اوښکې نهٔ
اوچېږی
تل به حال د رحمٰن څهٔ وی په هجران
کښې

ترجمہ: جب وصل میں آنسو بند نہیں ہوتے۔ پھر ہجر میں رحمٰن کا حال کیا ہو گا۔

زهٔ رحمٰن د هغه يار په ژړا خوښ يم
کهٔ اغيار مې خدائې له ميانه پيدا نهٔ که

ترجمہ: رحمٰن تو اپنے یار کے ساتھ رونے میں خوش ہے مگر بیچ میں خدا کوئی غیر پیدا نہ کر دے۔

چې رقیب او تا غوږونه سره وَروړهٔ
ما هغه ساعت ژړلی دی پوهېږم

ترجمہ: جب رقیب اور آپ نے کان قریب کیے۔ میں اُس وقت رویا تھا کہ خدا خیر کرے۔

چې مې وینی له رقیبه سره خاندی
په ژړا مې لېمهٔ سرهٔ که الغیاث

ترجمہ: جب بھی دیکھتا ہوں رقیب کے ساتھ ہنستا ہے اور رونے سے میرا بُرا حال ہو جاتا ہے۔

زهٔ چې ستا له غمه ژاړم آه فریاد کړم
د رقیب کره هم ډول وی هم سندرې

ترجمہ: جب میں تیرے غم میں روتا آہ فریاد کرتا ہوں تو رقیب کے ہاں میرے رونے پر شادیانے بجتے ہیں۔

د رقیب و ناکردو ته چې نظر کړم
د عاشق له آه ړوند په تور لېمهٔ شوې

ترجمہ: جب رقیب کے ناکردوں کو دیکھتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ عاشق کی آہ کی بدولت دونوں آنکھوں سے اندھا ہو جائے۔

دواړه سترګې مې کږې دی ستا په لوری
مدام ډوبې د فراق په آبِ شور دی

ترجمہ: میری دونوں آنکھیں تیری طرف جھک کر دیکھ رہی ہیں اور فراق کے آبِ شور میں ڈوبی ہوئی ہیں۔

﴿باب۔۱۰﴾

رونا اور استعارات

شاعری میں استعارات کا استعمال بہت عام ہے۔ استعارات کی استعمال سے شعر کا مزہ دوبالا ہو جاتا ہے۔ رونے اور آنسوؤں کو طوفان، سیلاب، دریا، رودِ رواں اور باد و باران سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ کبھی اُبلتے چشموں اور گرتے آبشاروں سے اِس کا موازنہ کرتے ہیں اور جس طرح دریا تھمتا نہیں، عاشق کے آنسو بھی کبھی تھمنے کا نام نہیں لیتی۔

عاشق کے آنسو اُس کے رُخسار پر بہہ کر گریبان پر گرتے ہیں اور یا وہ اپنے آنسوؤں کو اپنے آستین سے پونچھ لیتا ہے۔ دونوں حالتوں میں گریبان و آستین تر بہ تر رہتے ہیں اور دونوں کو عاشق اپنے عشق کا گواہ بناتے ہیں۔ اُسے فخر ہے کہ یہ تر دامن اور تر آستین بہت سارے پاکداموں سے بہتر ہے۔

بلبل گل کے فراق میں روتا ہے اور اُس کے آنسو شبنم کی طرح گل کی تازگی کا سبب بنتے ہیں۔ شاعر اپنے آنسوؤں کو اپنے عشق کے تازگی کا سبب گردانتا ہے جیسے بارش میں پھول ہنستا اور کھِلتا ہے، وہ بلبل کو بھی دعوت دیتا ہے۔ آؤ کہ اکٹھے روئیں۔ ''تو ہائے گل پکار''، ''میں چلّاؤں ہائے دِل''۔ کہتا ہے کہ شمع کی طرح میرے ہنسنے میں بھی میرا رونا پوشیدہ ہے۔ لوگوں سے الگ اپنا رونا روتا ہوں۔ اگرچہ میرے دل میں آگ لگی ہوئی ہے لیکن شمع کی طرح اپنے جگہ پر محکم کھڑا ہوں۔ شمع تو شب بھر رو کر بس کر دیتی ہے میرا رونا تو عمر بھر کا ہے جو صبحِ قیامت تک چلے گا۔

رونا: سیلاب، دریا، باران

اُردو اشعار

طوفان اشک لانےسے اے چشم فائدہ
دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

ولولوں کو اور نالوں کو دبایا تو مگر
دِل میں اب اِک حشر بے ہنگامہ و بے صور ہے

میں اب پیتا ہوں آنسو پہلے آنکھوں سے بہاتا تھا
روانی ہے وہی گو ہاں رُخ سیل روان بدلا

ہجوم اشک کا کیا روکنا اے ضبط آساں تھا
کہ ایک محشر سا برپا دِل سے لے کر تا بہ مژگان تھا

آنکھ میں توبہ کے آنسو دِل میں اس بت کی ہوس
ہائے گنگا جل کو کیسے زمزم و کوثر کروں

دل بے تاب ملے دیدۂ پر آب ملے
تپ آتش مجھے دے دے نم دریا دے دے

مدت ہوئی روتےنہیں تھمتے میرے آنسو
شاید کہ در آیا کوئی دریا میرے میں

کرتی ہے آہ میری طوفان نوح برپا
ہر چشم خشک سے بھی دریا اُبل رہے ہیں

جو نالوں میں مزہ تھا وہ کہاں ان سرد آہوں میں
مگر یہ پُرسکون موجیں خبر دیتی ہے ساحل کی

یاد آنے لگ گئے تب زندگی بھر کے گناہ
چشم تر سے میں وہاں دریا بہانے لگ گیا
میں دیکھنے میں تو ہوں ایک قطرۂ ناچیز
کرو جو غور تو دریائے بے کنار ہوں میں
مجذوب کے ہنسنے پر نہ جانا کہ یہ حضرت
رونے پہ جو آجائیں تو دریا ہی بہائیں
آنکھ جب تک ہے تو تھمتا گریۂ پیہم نہیں
ابر غم ہے یہ سواد دیدۂ پُرنم نہیں

جو پیتا رہا ہوں یونہی اپنے آنسو
تو دِل عشق کا بحر ذخار ہوگا
وہ خندہ زن میں اشکبار ایک اس طرف ایک اُس طرف
ہیں گلشن و آبرو بہار ایک اِس طرف ایک اُس طرف
معما حال میرا مثل آبرو برق و باران تھا
میں رونے میں خنداں تھا میں ہنسنے میں بھی گریاں تھا
خندۂ لب یہ تو نہ جا دِل میں ہے گریہ و بکا
میں نمونہ ابر کا میری ہنسی ہنسی نہیں

فارسی اشعار

خون میرود ز چشم آں بخت کو کہ بینم
سروی نشتہ بر لب ایں چشمہ روان را

ترجمہ: محبوب کو دیکھنے کے شوق میں اپنی آنکھ سے خون کے آنسو بہارہاہوں لیکن میری اِتنی

خوش بختی کہاں کہ اس آنکھ سے جاری چشمہ کے کنارے بیٹھے ہوئے سرو قد محبوب دیکھ بھی لوں۔

دورم از یارو نیازم سوی او رفتن چو اشک
ساخت دریا گرد من فرسنگ در فرسنگ را

ترجمہ: اپنے دوست (محبوب) سے دور ہوں اور اس کے پاس جانے کا شوق اِتنا غالب ہے کہ اس شوق میں روتے روتے اِتنے آنسو بہا دیئے کہ میرے اِرد گرد دُور دُور تک دریا کا منظر پیش کر رہا ہے۔

یا رب کہ چشمہ است محبت کہ من ازاں
یک قطرہ آب خوردم و دریا گریستم

ترجمہ: یارب! یہ محبت بھی عجیب چشمہ ہے (جس میں سے) ایک قطرہ پانی میں نے پیا اور دریا (جتنا رونا) رو دیا۔

گر نہ گرید طفل کے جو شد لبن
گر نہ گرید ابر کے خندد چمن

ترجمہ: اگر بچہ روئے نہیں تو (ماں کے سینے کے اندر سے جوش کھا کر) دودھ ظاہر نہیں ہوتا۔ اگر بادل روئے نہیں تو باغ کے اندر پھول کیونکر کھلیں گے۔

گذشت از حد خروش و گریہ ابر نو بہاراں را
کجا دانست یا رب داغ و درد دلفگاراں را

ترجمہ: میرا رونا اور آہ وفغاں ابر نو بہار سے بھی بڑھ گیا۔ یارب! وہ زخمی دِلوں کے دُکھ درد کو کیا جانے۔

دیدہ دریاست مرزان گہر پاک کہ جائے
صدف سینۂ صاحب نظر انست او را

ترجمہ: میری آنکھیں آنسوؤں سے دریا کی طرح رواں ہیں۔ اُس گوہر پاک کے لیے کہ صاحب

نظر لوگوں کے نزدیک اُس کا مقام سینے کا صدف ہے۔

پشتو اشعار

همېشه د خپلو اوښکو له سېلابَ
سرگردان یم تر فلك و تر آسیا زه

ترجمہ: ہمیشہ اپنے آنسوؤں کی سیلاب کی وجہ سے آسمان اور پن چکی سے بھی زیادہ سر گردان ہوں۔

څو دې خیال د آشنا ګرځی په لېمهٔ کښې
خبر زده کړه تهٔ د اوښکو له سېلابَ

ترجمہ: جب تک تیرے دِل میں آشنا کا خیال باقی ہے، آنسوؤں کا سیلاب آتا رہے گا۔

ستا د ډېره ډېره جوره معلومېږی
چې به ما په خپلو اوښکو کښې لاهو کړی

ترجمہ: تمہارے زیادہ جور و ظلم سے لگتا ہے کہ مجھے اپنے آنسوؤں کے سیلاب میں غرق کر دوگے۔

چې غرقاب شی تور مژګان په یم د زړهٔ
نور خراب شی خان و مان په نم د زړهٔ

ترجمہ: جب کالی پلکیں دِل کے دریا میں غرق ہو جائیں تو دِل کی نم سے خانہ خراب ہو جاتا ہے۔

مال و ملك ئې همه واړه اوبه یوسی
د هغو چې ځی له سترګو سېلابونَ

ترجمہ: جن کی آنکھوں سے سیل رواں جاری ہو، اُس کے مال و ملک کو بہا کے لے جاتی ہے۔

د سېلاب په مخکښې کله د چا خواب شی
شرین خواب را څخه ډېرې ژړا یوړو

ترجمہ: سیلاب کے اندر کون سو سکتا ہے۔ میری آنسو میری میٹھی نیند لے کے چلی گئی۔

و سېلاب ته د ډنډوکی څهٔ حاجت دے
زړهٔ چې ژاړی سترګې څهٔ رنګ ژړا نهٔ کا

ترجمہ: سیلاب کو جگہ جگہ کھڑے تھوڑے پانی کی حاجت نہیں ہوتی۔ دِل جب روتا ہے تو آنکھیں کیسے نہ روئیں۔

د خپل یار له غمه درست په اوښکو ډوب
یم
له دې هسې رنګ طوفان وایم څهٔ

ترجمہ: اپنے یار کے غم سے سارا آنسوؤں میں ڈوبا ہوا ہوں۔ ایسے طوفان کا میں کیا کہوں۔

غرونه دی نړېږی چې په حال زما
خبرېږی
سیند د اوښکو دروِمی چې راغلی له
کهسارَ

ترجمہ: پہاڑ میرے حال کی خبر پا کر اکھڑ رہے ہیں کیونکہ میری آنسو اُس دریا کی طرح ہیں جو پہاڑوں سے آبشار بن کر گرتی ہیں۔

اوښکې نه لری حساب زما د سترګو
بې حسابَ شو سېلاب زما د سترګو

ترجمہ: میرے آنسوؤں کا حساب نہیں اس لیے میرے آنکھوں کے سیلاب بھی بے حساب ہو گئے۔

مدام ناست یم وَچ ګوګل سترګې په نم
کښې
عشق رااوښود بحر و بر په خپل حرم
کښې

ترجمہ: ہمیشہ خشک تن بدن اور نم آنکھوں کے ساتھ بیٹھا رہتا ہوں۔ عشق نے میرے اپنے بدن ہی میں بر و بحر دِکھا دیا۔

تهٔ چې ابروئی په لویه ورځ غواړې حافظه
ښائی چې په مخ دې تل د اوښکو جوئ روان
وی

ترجمہ: اے حافظ تم جو روزِ قیامت کامیابی چاہتے ہو۔ چاہیئے کہ تیرے چہرے پر ہمیشہ آنسوؤں کی ندی رواں ہو۔

یا وحشی له خلقو اوتښتېږی لاړ شی
سر شوی په صحرا روان له سترګو شوی

رودونه

ترجمہ: اے کاش کہ میں لوگوں سے وحشی ہو کر بھاگ نکلتا۔ جنگل بہ جنگل پھرتا اور چہرے پر آنکھوں سے آنسو کے دریا بہتے۔

ستا د هجر په غم هسې بهرَمند یم
چې په سترګو کښې مې جوړ رودِ روان
دے

ترجمہ: تیرے فراق کے غم میں مجھے یہ فائدہ ہو رہا ہے کہ میری آنکھوں میں رودِ رواں بنا ہوا ہے۔

څوك دې غم زما د ډېرو اوښکو نهٔ
خوری
کم به نهٔ کا په خوردن سره ندی

ترجمہ: کوئی میرے زیادہ آنسو کا غم نہ کھائے پھرے کیونکہ ندی میں سے کھانے سے کم نہیں ہوا کرتی۔

بې ژړا چا ته نهٔ ګوری سیاه چشمه
د نرګسو غوړېدهٔ د جوئ په نم دی

ترجمہ: وہ سیاہ چشم بغیر روئے کسی کو دیکھتا نہیں کیونکہ نرگس کا بڑھنا پلنا ندی کے پانی سے ہے۔

څهٔ خو قیاس زما د ډېرو اوښکو اوکړه
چې په تن کښې مې وو چرې دا رُودونَ

ترجمہ: میرے زیادہ آنسوؤں کا تو تھوڑا قیاس کر لیں کہ میرے بدن میں یہ دریا کہاں تھے۔

کهٔ څوك قیاس زما د ډېرو اوښکو اوکا
هسې ګرځم لکه خس پاس په دریا زهٔ

ترجمہ: اگر کوئی میرے زیادہ رونے کا اندازہ کر لیں تو ایسا ہے جیسے میں جھاگ کی طرح دریا کے اوپر پھر رہا ہوں۔

غرونه غرونه خوب په څاڅکی اوبو
درومی
یار په سیند زما د اوښکو بېدار نهٔ شو

ترجمہ: چند بوندوں سے پہاڑوں جتنی نیند چلی جاتی ہے لیکن یار میرے دریا جتنے آنسو سے بھی

بیدار نہیں ہوا۔

د رحمٰن اوښکې به څۀ رنګ په قرار وی
چا لیدلی دی دریاب په قرارئ کښې

ترجمہ: رحمٰن کے آنسو کیسے قرار پکڑے۔ کبھی دریا کو بھی کسی نے قرار میں دیکھا ہے۔

یاره ستا په جدایئ او په ډېر غم کښې
سیند د اوښکو درومی په رُخسار زما

ترجمہ: اے محبوب! تیرے غم اور جدائی میں میرے چہرے پر آنسو کی دریا بہہ رہا ہے۔

هم په دا مې له چشمانو رود بهېږی
چې یادېږی مې قامت دِل جوئی دې ستا

ترجمہ: تیری یاد کی بدولت میری آنکھوں سے دریا جاری ہیں۔

کۀ تن زمکه کړی زړۀ تخم باران اوښکې
لکه نخل به سر اوکاږی له خاکه

ترجمہ: اگر تن کو زمین، دل کو تخم اور آنسوؤں کو بارش بنالو گے تو پودے کی طرح خاک سے سر نکال لوگے۔

باران هم په یو موسم ورېدۀ کاندی
د عاشق اوښکې بې واره ورېدۀ شی

ترجمہ: بارش بھی ایک خاص موسم میں برستا ہے لیکن عاشق کے آنسو بغیر موسم کے برستے ہیں۔

غُنچه لب به په خندا نۀ کا پرېشانه
په شېبو زما د اوښکو باران راغے

ترجمہ: اگرچہ میرے آنسوؤں کی موسلا دھار بارش آگئی لیکن اُن کے غنچہ جیسے بند ہونٹ ہنس کر نہیں کھلیں گے۔

چې ئې اووینم په مخ مې اوښکې درومی
د سپرلی له مخه ووری بارانونه

ترجمہ: اسے دیکھ کر میرے چہرے پر آنسو بہنا شروع ہو جاتے ہیں۔ بہار میں بارش تو ہو جاتی ہے۔

کۀ راضی ئې چې دې باغ شی د زړۀ
سبز

په ژړا لکه باران د نوبهار شه

ترجمہ: اگر چاہتے ہو کہ دِل کا باغ سرسبز ہو تو نوبہار کی بارش کی طرح رویا کرو۔

تهٔ چې له ما درومې دا د اوښکو باران
گوره
رُخ د سفر هېڅ نهٔ دے په دا ګڼړو شپېو کښې

ترجمہ: تم جو مجھے چھوڑ کر جارہے ہو تو میری آنسوؤں کی بارش کو دیکھو۔ایسی موسلادھار بارش میں تو سفر کرنا مناسب نہیں۔

له چشمانو ئې باران د رحمت ووری
زرغونه ئې په چهره باندې زعفران شی

ترجمہ: جن کے آنکھوں سے رحمت کی بارش برستی ہے۔اُن کے چہرے پر زعفران اُگ آتی ہے۔

زهٔ چې ستا له غمه ژاړم آه فریاد کړم
برق و رعد چکاره دی باران څهٔ دے

ترجمہ: تیرے غم میں جب روتا ہوں اور آہ فریاد کرتا ہوں۔اُس کے سامنے رعد و برق اور بارش کیا ہے۔

یو عاشق دې څوك رااوښائی په عشق
کښې
چې ئې رود په مخ د اوښکو روان نهٔ دے

ترجمہ: مجھے کوئی ایک عاشق دکھا کر بتادیں جس کے چہرے پر آنسو جاری نہ ہو۔

چې دې زلفې د رحمان په زړهٔ وریځ
کړې
تر بڼړو ئې ځکه څاڅی اوښکې وینې

ترجمہ: تم نے رحمٰن کے دِل پر اپنے زلفوں کے بادل چھائے اس لیے اُس کے پلکوں سے خون آلود آنسو ٹپکتے ہیں۔

دا باران نهٔ دے چې ووری له آسمانه
د مرغانو په رحمٰن باندې ژړا شوه

ترجمہ: یہ کوئی بارش نہیں جو آسمان سے برس رہی ہے۔ یہ اُوپر پرندے رحمٰن کے حال پر رو

رہے ہیں۔

رونا: آستین و گریباں

اُردو اشعار

غم زدگان عشق میں مجھ سا کوئی حزیں نہیں
روتا تو رات دن ہوں میں تر مری آستیں نہیں

اگر زاہد مئے گلرنگ سے دامن ہے تر میرا
تو پھر اشک ندامت سے بھی تر ہے آستیں میرا

ہٹاتے ہم نشین ہر چند لیکن چشم گریاں پر
کبھی یہ آستین ہوتی کبھی وہ آستین ہوتی

ہمارے دست وحشت کو ہماری چشم گریاں کو
گریباں ایک نیا ہوتا نئی ایک آستین ہوتی

یہ تر دامن ہی تیرا پاک دامانوں سے بہتر ہے
گریباں چاک ہے اشکوں سے تر ہے آستین ساقی

تیرے در پہ آیا ہوں عفو کو میرے ساتھ ہیں میرے دو گواہ
مری چشم تر مری آستین یہ بڑے نصیب کی بات ہے

خدا شاہد ہے سچ کہتا ہوں میں دِن رات روتا ہوں
مگر نم ہے نہ یہ آنکھیں نہ تر ہے آستین میری

مرے اشک خون سے مرے پیرہن پر
عجب بیل بوٹے عجب دھاریاں ہیں

مری چشم تر کا یہ کیا حال ہے
کہ دامن سے آستین لال ہے

فارسی اشعار

از من فغاں و شیو نم چنگ ایست خم گشتہ تنم
اشک آمدہ تا دا منم از ہر مژہ چوں تارہا

ترجمہ: تمہارے عشق کے آہ وفغاں میں میرا جسم چنگ (ساز) کی طرح خمیدہ ہو چکا ہے اور آنکھوں سے آنسوؤں لگاتار دامن پر گر رہے ہیں۔

پشتو اشعار

هومره اوښکې مې بهېږي په رُخسار
چې غرقاب مې هم گرېوان دے هم کنار

ترجمہ: میرے گریبان پر اِتنے آنسو بہہ رہے ہیں کہ گریبان وکنار سب اُس میں غرق ہیں۔

په گرېوان ئې تل د اوښکو باران ووری
نهٔ ورکېږی د رحمٰن د زړهٔ غبار

ترجمہ: رحمٰن کے گریبان پر لگاتار آنسو کی بارش ہے لیکن اُس کے دِل کا غبار ختم نہیں ہوا۔

خود ځرگند وی لکه صبح په جهان کښې
هر گرېوان چې په یاری کښې دریده شی

ترجمہ: جو گریبان یاری میں چاک کیا جائے وہ صبح صادق کی طرح تمام جہان میں ظاہر ہوتا ہے۔

هومره اوښکې د عاشق په گرېوان ووری
ته به وائې چې یو سیند دے گرېوان نهٔ
دے

ترجمہ: عاشق کے گریبان پر اِتنے آنسو بہتے ہیں۔ لگتا ہے کہ ایک دریا ہے گریبان نہیں ہے۔

څو به سُوك په سترگو کېږدم له هسې غمه
څو به مې تل څاڅی د غم اوښکې له آستینه

ترجمہ: اِس غم سے کب تک آنکھیں مَلتا رہوں گا اور کب تک غم کی آنسو میرے آستین سے ٹپکیں گے۔

گرېوان لوند په ګرمو اوښکو ګونه زيړه
د عاشق په مينه دوه ګواهان عدول شته

ترجمہ: گریباں گرم آنسوؤں سے تر اور زرد رنگ، عاشق کے محبت پر دو عادل گواہ ہیں۔

زهٔ له ګرياڼ لوند ګرېوان ګرځم په ګرمو
اوښکو
سوز مې د عشق له ګرمۍ تاؤ مې په زړهٔ
راشي

ترجمہ: میں گرم آنسوؤں سے تر گریبان کے ساتھ پھرتا ہوں۔ عشق کی گرمی کے سوز سے اُس کی تاپ دِل پر آجاتی ہے۔

رونا: گل وبلبل، شمع وپروانہ

اُردو اشعار

اِس مقام عشق پر اب ہوں میں اے بلبل جہاں
نالہ و فریاد اب آواز بے ہنگام ہے
بن کے آنسو گر پڑا ہے روئے گل پر شوق میں
چشم بلبل کا یہ تِل ہے قطرۂ شبنم نہیں
اُف بھی کر سکتے نہیں نالوں کا کیا مذکور ہے
جتنے ہم مجبور ہیں بلبل کہاں مجبور ہے

آ عندلیب مِل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دِل
مجھے رونا ہے تا صبح قیامت ساتھ کچھ تو دے
ابھی سے ختم کر رونا نہ اے شمع سحر اپنا
خموش شمع مرے ساتھ روئے گی کب تک

یہ عمر بھر کا ہے شب بھر کا انتظار نہیں

فارسی اشعار

من شمع جان گدازم و تو صبح دِل کشائی
سوزم گرت نہ بینم میرم چو رُخ نمائی

ترجمہ: میں جل کر اپنے آپ کو پگھلانے والے شمع کی طرح ہوں اور آپ صبح روشن کی طرح ہیں جس وقت کہ تازہ ہَوا سے دِل کھل کر خوش رہتا ہے۔ اگر میں آپ کو نہ دیکھوں تو جل اُٹھتا ہوں اور جب آپ اپنا چہرہ دکھائیں تو مر جاتا ہوں۔

بلبلے برگ گِل خوش رنگ در منقار داشت
د اندرون برگ و نوا خوش نالہائے زار داشت

ترجمہ: ایک بلبل اپنے چونچ میں ایک خوبصورت پھول کی پتی لیے ہوئے اپنی خوش نوائی میں نالہ وزاری کر رہی تھی۔

گفتم عین وصل ایں نالہ و فریاد چیست
گفت ما را جلوۂ معشوق در ایں کار داشت

ترجمہ: میں نے پوچھا کہ (پھول کی پتی کے ساتھ) عین وصال کے وقت یہ رونا اور فریاد کے کیا معنی؟ اس نے کہا کہ ہمیں اپنے معشوق کے دیدار نے اس نالہ وفریاد میں مصروف کیا ہوا ہے۔

افروختن و سوختن و جامہ دریدن
پروانہ زمن شمع زمن گل زمن آموخت

ترجمہ: پروانہ، شمع اور پھول نے جلنا، روشن ہونا اور اپنا جامہ پھاڑ کر کھلنا مجھ سے سیکھا ہے۔

بہ گوش گل چہ سخن گفتہٗ کہ خنداں است
بہ عندلیب چہ فرمودۂ کہ نالان ست

ترجمہ: گل کے کان میں کیا بات کہی ہے کہ ہنس رہا ہے اور بلبل کو کیا کہا ہے کہ روتا ہے۔

ہمچو بلبل بہ ہوائے گل رویت نالم
نیست ایں نالہ و فریاد من از باد ہوا

ترجمہ: میں بلبل کی طرح آپ کے چہرے کو دیکھنے کی خواہش میں روتا ہوں۔ میرا یہ نالہ وفریاد موسم (بہار) کی (ٹھنڈی) ہوا کی وجہ سے نہیں۔

پشتو اشعار

نهٔ به ستا د مخ په شان گلشن وی چا لیدلے
نهٔ به وی زما په شان آهونه د بلبل

ترجمہ: نہ تو آپ کے چہرے کی طرح گلشن کسی نے دیکھا ہوگا اور نہ میری طرح بلبل کی آہیں ہوں گی۔

کهٔ د یار د لاسه اور راباندې بل دے
لکه شمع مستقيم په خپل ايستاد يم

ترجمہ: اگر یار کی وجہ سے مجھ پر آگ جل رہی ہے پھر بھی شمع کی طرح محکم کھڑا ہوں۔

په خندا کښې مې ژړا ده لکه شمع
له عالمه پټ پنهم د ځان په وير يم

ترجمہ: شمع کی طرح میرے ہنسی میں رونا پوشیدہ ہے۔ لوگوں سے چھپا کر اپنا رونا رو رہا ہوں۔

په وصال د شمع ځان سوخته بريان کا
پروانه له خپله ژونده جهيده شی

ترجمہ: پروانہ شمع کی وصال پر جل بھن کر زندگی سے گزر جاتا ہے۔

د رحمٰن خندا په اجر د ژړا ده
تازگی د گل په قدر د شبنم وی

ترجمہ: جیسے گل کی تازگی شبنم کی بقدر ہے اسی طرح رحمٰن کا ہنسنا اُس کے رونے کے بقدر ہے۔

په ژړا مې د خپل يار ديدن حاصل کړو
د شبنم په څېر د گل سره يکتا يم

ترجمہ: رونے کی بدولت میں نے یار کی دیدن حاصل کر لی جیسے شبنم پھول کے ساتھ میں بھی یکتا ہوں۔

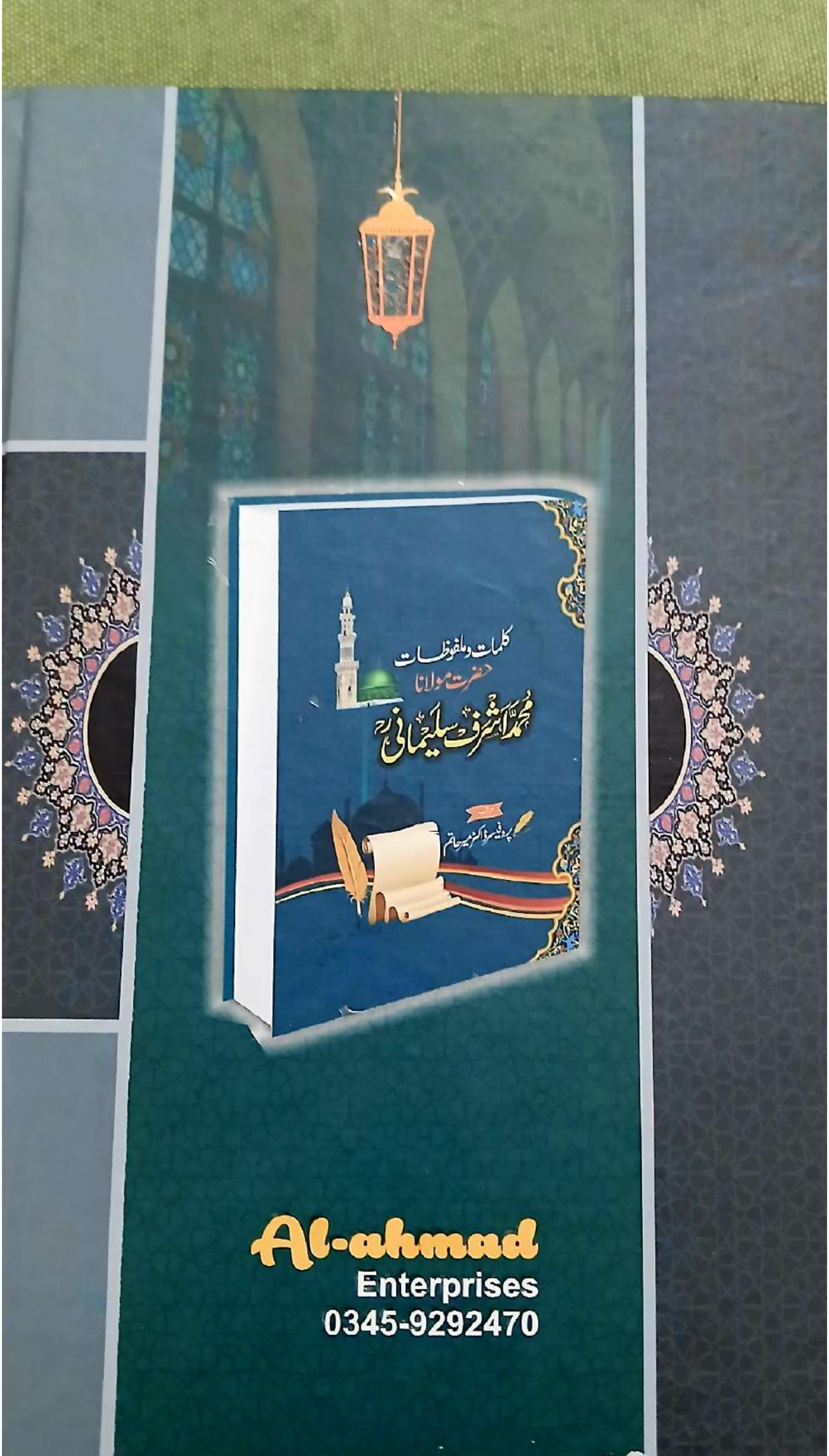
هسې رنگ زما په ډېره ژړا خاندی
لکه گل د سپرلی خاندی په باران کښې

ترجمہ: میرے زیادہ رونے پر ایسے ہنستا ہے جیسے بہار کا پھول بارش میں۔

گل لمبه شی د بلبل په آه رحمانه

نه گروهیږی یارپه هائې و هوئې دا ستا

ترجمہ: اے رحمٰن! پھول بلبل کے آہ پر سرخ شغلہ بن جاتا ہے لیکن میرے آہ فریاد کا یار پر کوئی اثر نہیں ہے۔



کلمات وملفوظات
حضرت مولانا
محمد اشرف سلیمانی
Al-ahmad
Enterprises
0345-9292470